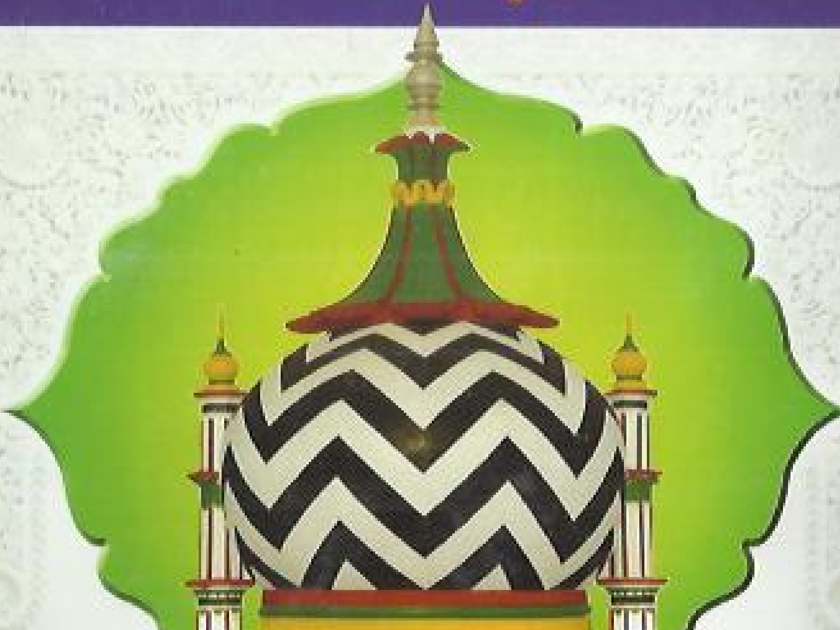
۵۰ کتب دینیہ علمیہ پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظات و تصدیقات مع تعارف مصنفین

تقاریظ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ



تحقیق
محقق رضویات
سید صابر حسین شاہ بخاری

حسب ارشاد:
الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مہتمم دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

۵۰ کتب دینیہ علمیہ پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظات و تصدیقات مع تعارف مصنفین

تقاریظ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ



تحقیق

محقق رضویات

سید صابر حسین شاہ بخاری

حسب ارشاد:

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

مفتی دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور

ناشر

اکبر بک سیلرز لاہور

کتاب: تقاریظ امام احمد رضا

تحقیق: سید صابر حسین شاہ بخاری

حسب استحسان: حضرت علامہ مفتی غلام حسن قادری
دار العلوم حزب الاحناف، لاہور

بہ تحریک محمد رضاء الحسن قادری؛ دار الاسلام، لاہور

کمپوزنگ: ظفر محمود قریشی (واہ کینٹ)

سن اشاعت: صفر المظفر ۱۴۳۴ھ/جنوری ۲۰۱۳ء

بہ اہتمام محمد اکبر قادری

تعداد صفحات: ۲۲۴

تعداد نسخہ جات ۱۱۰۰

قیمت: 150/- روپے

ناشر اکبر بک سیلرز زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور

مشمولات

تقدیمات

قطعات

افتتاحیہ

تقاریظ اعلیٰ حضرت بر تصانیف علمائے اہل سنت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنتساب

اس کاوش کو
جہانِ رضویت کے نقشِ اوّل
فخر السادات حضرت حاجی

مولانا سیّد ایوب علی قادری رضوی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

(م ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء)
کے نام منسوب کیا جاتا ہے
جنھوں نے امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح اور ان کے کارناموں پر لکھنے
اور کام کرنے کی داغ بیل ڈالی۔

نیازکیش

سیّد صابر حسین شاہ بخاری

اظہارِ تشکر

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔

جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ خدا کا شکر بھی ادا نہیں کرتا۔

''تقاریظ امام احمد رضا'' کی ترتیب و تدوین کا کام احقر نے ایک ایسے دور افتادہ علاقے میں بیٹھ کر شروع کیا جہاں کتابوں کا ملنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں ہے۔ لیکن غائبانہ امداد شامل حال رہی۔ دور دراز سے علماء و فضلا نے اپنا دست تعاون بڑھایا اپنے کتب خانوں کو کھنگالا تقاریظ امام احمد رضا کی نشاندہی کی۔ بعض نے نقول ارسال کیں، بعض نے تقاریظ امام احمد رضا کے مسودہ کو بہ نظر غائر دیکھا، مفید مشورے دیئے اور پھر اس پر زوردار تقدیمات لکھ کر میری حوصلہ افزائی فرمائی۔ چند ایک نے قطعات لکھ کر میرے اس کام کو جلا بخشی۔ اگر یہ سارے حضرات میری اعانت نہ فرماتے تو آج ''تقاریظ امام احمد رضا'' کا یہ حسین گلدستہ آپ کے ہاتھوں میں نہ پہنچتا۔ احقر اپنے ان تمام محسنین و مشفقین اور مخلصین و محبین کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے جنھوں نے اس دور مصروفیت میں اپنا قیمتی وقت نکالا اور ''تقاریظ امام احمد رضا'' کی ترتیب و تدوین میں کسی نہ کسی طرح کا تعاون فرمایا۔

امریکہ: سید منور علی شاہ بخاری نور غشتوی

برہ ڈگی، حضرو: محمد ایوب قادری عطاری

بریلی شریف، انڈیا: ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد حنیف خاں رضوی

بصیر پور، اوکاڑہ: صاحب زادہ مفتی محمد محب اللہ نوری

پوکھریرا شریف، بہار، انڈیا: مولانا محمد ریحان رضا رحمانی

جہانیاں، خانے وال: خلیل احمد رانا

چریا کوٹ، انڈیا: علامہ محمد عبدالمبین نعمانی قادری

چکوال: مولانا حافظ عبدالعلیم نقش بندی

حسن ابدال، اٹک: محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

کاشی پور، اترکھنڈ، انڈیا: مفتی ذوالفقار علی نعیمی ککرالوی

کراچی: صابر براری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی، محمد توفیق جونا گڑھی، محمد فاروق قادری عطاری، مسعودِ ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقش بندی رحمۃ اللہ علیہ، محمد مقصود حسین قادری اویسی، مولانا صاحب زادہ سید وجاہت رسول قادری

کوئٹہ: پروفیسر ڈاکٹر سلطان الطاف علی

گجرات: صاحب زادہ پیر فیض الامین فاروقی سیالوی

لاہور: پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، حضرت علامہ مفتی غلام حسن قادری، محمد ابرار عطاری، محمد اکبر قادری، محمد ثاقب رضا قادری، محمد رضاء الحسن قادری، محمد سعید مجاہد آبادی، مولانا محمد شفیع رضوی رحمۃ اللہ علیہ، محمد عالم مختار حق، علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ، محمد مقبول احمد قادری ضیائی رحمۃ اللہ علیہ، میثم عباس قادری رضوی

مریدکے: مولانا محمد منشا تابش قصوری

ممبئی، انڈیا: محمد زبیر قادری

واہ کینٹ: مفتی کامران مسعود رضوی، ظفر محمود قریشی

ہری پور: علامہ قاضی عبدالدائم دائم

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفی خاتم الانبیا ﷺ کے طفیل میرے ان تمام معاونین کو دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و الہ و اصحابہ و ازواجہ و ذریتہ و اولیاء امتہ و علماء ملتہ اجمعین۔

دعا گو و دعا جو

احقر: سید صابر حسین شاہ بخاری عفی عنہ

دیر آید درست آید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

مسعودِ ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقش بندی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء) کا پندرہ جلدوں پر مشتمل حیات امام احمد رضا کا جامع منصوبہ دائرہ معارف امام احمد رضا ۱۹۸۲ء میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی سے شائع ہو کر محققین کی توجہ کا مرکز بنا۔

۱۲۲ کتوبر ۱۹۸۲ء کو حضرت مسعودِ ملت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ خاکہ راقم کو ارسال فرمایا اور اس پر غور وفکر کی دعوت دی۔ اس کی پندرھویں جلد کے چھٹے باب کے دوسرے عنوان "تقاریظ امام احمد رضا" پر احقر کی نظر مرتکز ہو کر رہ گئی اور اسی پر کام کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اپنی علمی بے مائیگی وسائل کی عدم فراہمی اور مواد کی عدم دست یابی کے باوجود رحمت ایزدی نے اہل علم وفضل کی توجہ میری جانب مبذول کرائی اور یوں احقر منزل مقصود تک پہنچنے میں کامیاب ہوا۔

۱۴ جولائی ۲۰۰۴ء تک پچیس (۲۵) تقاریظ تک رسائی ہو گئی اور ان ہی کو کتابی صورت میں شائع کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ مسودہ ارباب علم و دانش کی خدمت میں بھجوا دیا گیا۔ جن میں مولانا سید وجاہت رسول قادری (کراچی)، علامہ محمد عبد المبین نعمانی (چریا کوٹ، انڈیا)، پروفیسر ڈاکٹر سلطان الطاف علی (کوئٹہ)، ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی رحمۃ اللہ علیہ (بریلی شریف)، صاحب زادہ مفتی محمد محب اللہ نوری (بصیر پور)، علامہ قاضی عبد الدائم دائم (ہری پور)، علامہ محمد منشا تابش قصوری (مریدکے) اور علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی (لاہور) نے مسودہ کا بہ نظر غائر مطالعہ کیا مفید مشورے دیے اور اس پر اپنی تقدیمات جلیلہ لکھ دیں۔ صابر براری رحمۃ اللہ علیہ (کراچی)، پیر فیض الامین فاروقی سیالوی (گجرات) اور محمد عبد القیوم طارق سلطان پوری نے اس کے قطعات طباعت بھی استخراج کر دیے۔

مولانا سید وجاہت رسول قادری مدظلہ کو اس پر لکھا گیا "افتتاحیہ" اتنا پسند آیا کہ آپ نے

اسے سالنامہ معارف رضا، کراچی کے خصوصی شمارہ سلور جوبلی ۲۰۰۵ء میں "تقاریظ امام احمد رضا" کے نام سے شائع فرما دیا۔ بعد ازاں یہیں سے مولانا محمد حنیف خاں رضوی مدظلہ نے بھی سالنامہ "تجلیات رضا" بریلی شریف کے شمارہ نمبر ۵، ۲۰۰۶ء میں اسے شائع فرما کر ہندوستان بھر کے اہل علم تک پہنچا دیا۔ محمد زبیر قادری نے سہ ماہی "افکار رضا" ممبئی اور علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی نے ماہنامہ "جہان رضا" لاہور میں فقیر کی طرف سے مزید تقاریظ امام احمد رضا کی تلاش کے بارے میں اعلان شائع فرمائے۔

۱۲ مارچ ۲۰۰۶ء کو احقر "تقاریظ امام احمد رضا" کا مسودہ لے کر ضلع اٹک پنجاب پاکستان میں اپنے ایک دیرینہ علم دوست کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے یہ گزارش کی:

> "آپ 'تقاریظ امام احمد رضا' پر لکھی تقدیمات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس پر زوردار مقدمہ لکھ دیں، عربی فارسی عبارات کا ترجمہ مکمل فرمائیں تاکہ اس کی اشاعت کی کوشش کی جا سکے۔"

حضرت صاحب نے حامی بھر لی، لیکن فقیر کی بار بار یاد دہانیوں اور ان کی یقین دہانیوں کے باوجود مجھے آج تک "تقاریظ امام احمد رضا" کا مسودہ نہ مل سکا، کبھی کہتے ہیں کہ یہ کتاب میں خود شائع کروں گا اور کبھی کچھ۔ نہ عربی فارسی عبارات کا ترجمہ ہوا نہ اس پر مقدمہ لکھا گیا نہ ہی انہوں نے اسے شائع کیا۔

الحاج محمد مقبول احمد قادری ضیائی رحمۃ اللہ علیہ "تقاریظ امام احمد رضا" کو رضا اکیڈمی لاہور کے زیر اہتمام شائع کرنے کا ارادہ رکھتے تھے، لیکن ۱۳ جمادی الثانیہ ۱۴۲۹ھ/ ۸ جون ۲۰۰۸ء کو آپ عالم جاودانی کو سدھار گئے۔ اور یوں "تقاریظ امام احمد رضا" جن کی تعداد اس وقت ۲۵ تھی شائع نہ ہو سکیں۔ بعد ازاں فقیر دوسرے علمی و تحقیقی کاموں میں مصروف ہو گیا، اور ساتھ ساتھ مزید تقاریظ کی تلاش وجستجو بھی جاری رکھی۔ توقع سے بڑھ کر کامیابی ہوئی، میرے مخلصین نے بھی اس تلاش میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ اس طرح مزید ۲۵ تقاریظ جمع ہو گئیں اور اب "تقاریظ امام احمد رضا" کی تعداد پچاس ہو گئی ہے۔ الحمد للہ۔

اس سلسلہ میں جن اہل علم نے میری معاونت کی، اظہار تشکر کے عنوان تلے ان تمام

حضرات کا نام لے کر شکریہ ادا کر دیا ہے۔

تقدیمات وقطعات کو ۲۰۰۴ء کے مسودہ کے تناظر میں پڑھا جائے۔ البتہ ان میں جہاں تعداد ۲۵ تحریر تھی اب وہاں پچاس لکھ دی گئی ہے۔

ذوالحجہ ۱۴۳۳ھ کا چاند طلوع ہوتے ہی برادرم محمد رضاءالحسن قادری نے راقم سے رابطہ کیا اور ''تقاریظ امام احمد رضا'' کو اپنے ادارہ دارالاسلام، لاہور کے زیر اہتمام عرس اعلیٰ حضرت کے موقع پر نہایت آب وتاب سے شائع کرنے کا اعلان فرمایا۔ لیکن کچھ مجبوریوں کے سبب پر وہ اس کی اشاعت سے قاصر رہے۔ کفاہ اللہ فی العسر و الیسر۔ اب ان کے والد حضرت علامہ مفتی غلام حسن قادری صاحب (دارالعلوم حزب الاحناف، گنج بخش روڈ، لاہور) زید مجدہ کی فرمائش پر ان کی کتابوں کے ناشر خاص جناب محمد اکبر قادری صاحب اپنے ادارے اکبر بک سیلرز سے اسے چھاپ رہے ہیں۔ اس طرح عید الاضحیٰ میرے لیے دوہری خوشی لائی۔ یقیناً ایسے ہی مواقع پر ''دیر آید درست'' کا جملہ بولا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ میرے تمام مخلصین کو اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفی خاتم الانبیاﷺ کے طفیل دنیا وآخرت میں کامیابی وکامرانی عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ و الہ و اصحابہ و ازواجہ و ذریتہ و اولیاء امتہ و علماء ملتہ اجمعین۔

احقر سید صابر حسین شاہ بخاری

پیش گفتار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

''تقریظ'' عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا اصل ''قرظ'' ہے۔ جس کے لغوی معنی کسی شخص، اس کے کلمات یا اس کی تحریر کی تعریف یا مذمت کرنے کے ہیں۔ مثلاً عربی زبان میں جب کسی (زندہ یا مردہ) شخص کی (جھوٹی یا سچی) مدح (یا مذمت) کی جائے تو کہتے ہیں: ''قرظہ تقریظا''۔ اسی سے ہے: ''تقاریظ''۔ یعنی ایک دوسرے کی تعریف کرنا۔

(ملاحظہ ہو: مصباح اللغات ص ۶۶، المورد، اردو ص ۴۲ و دیگر عربی لغات)

دور جدید کی مشہور فارسی لغت ''لغت دہ خدا'' میں تقریظ کی درج ذیل تعریف بیان کی گئی ہے:

''ستودن، ستودن زندہ را بحق باشد یا باطل را'' ستودن مکتوب کسے را و تصدیق نوشتن بر آں در فارسی امروز نوشتن مطالبے مدح آمیز بر کتابے''۔

(لغت دہ خدا، ص ۸۳۰)

نثری ادب کی اصطلاح میں کسی کی تصنیف کی خصوصیات پر تحریری اظہار رائے کو تقریظ کہتے ہیں۔ یہ ہمیشہ اصل مقالہ یا کتاب کے شروع میں بطور افتتاحیہ ہوتی ہے۔ اردو میں تقریظ کے دیگر متبادل الفاظ یہ ہیں: ''دیباچہ، پیش لفظ، تمہیدی کلمات، مقدمہ کتاب وغیرہ۔ یعنی وہ کلمات جو کسی بحث سے قبل بہ طور تعارف لکھے گئے ہوں اور جس کے مطالعہ کے بعد قاری مصنف، موضوع کتاب اور اس کے حسن وقبح سے اجمالاً اصل کتاب کے مطالعہ سے قبل ہی واقف ہو جاتا ہے۔ ایک وسیع معنی میں تقریظ کسی تصنیف وتالیف یا اس کے مصنف کے اسلوب تحریر، طرز نگارش اور اسلوب تحقیق پر بھرپور تبصرہ یا نقد ونظر کو بھی کہتے ہیں۔ انگریزی زبان ولغت میں اسی کو

preface، foreword اور review کہتے ہیں۔

زیر نظر تالیف ''تقاریظ امام احمد رضا'' کے مرتب پاکستان کے معروف محقق اہل قلم مولانا سید صابر حسین شاہ بخاری صاحب (ساکن برہان شریف ضلع اٹک) ہیں۔ موصوف مطالعہ رضویات اور مطالعہ پاکستان اور عقائد اہل سنت کے حوالے سے اب تک (۵۰) کے قریب کتب تصنیف و تالیف کر چکے ہیں اور گذشتہ ۲۵ برسوں سے مسلسل لکھ رہے ہیں۔ ان کا قلم رواں اور تحریر اثر پذیر اور دلائل و براہین سے مزین ہوتی ہے۔ اس کتاب کی وجہ تالیف کے بارے میں مؤلف ممدوح اپنے مقدمہ کتاب میں تحریر فرماتے ہیں:

''ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری (رحمۃ اللہ علیہ) 'سوانح امام احمد رضا' کا پندرہ جلدوں پر مشتمل ایک جامع منصوبہ بہ عنوان 'دائرہ معارف امام احمد رضا' ترتیب دیا جو ۱۹۸۲ء میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کے زیر اہتمام شائع ہوا۔ حضرت مسعود ملت (رحمۃ اللہ علیہ) نے ۲۲ر اکتوبر ۱۹۸۲ء کو اپنے دست خط سے مزین کر کے یہ خاکہ راقم کو ارسال فرمایا۔ اور اس پر غور و فکر کی دعوت دی۔ اس کی پندرھویں جلد کے چھٹے باب کا دوسرا عنوان 'تقاریظ امام احمد رضا' ہے راقم اسی عنوان کو پیش نظر رکھتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی (رحمۃ اللہ علیہ) کی تقاریظ جمع کرنے میں مصروف ہوا۔''

مولانا سید صابر حسین شاہ بخاری صاحب کی یہ کاوش دراصل امام احمد رضا قدس سرہ کی پندرہ جلدوں پر مشتمل سوانح کی تکمیل کی خواہش کی ترجمان ہے۔ اس اعتبار سے ''مطالعہ رضویات'' کے حوالے سے ایک اچھی پیش رفت ہے جو محققین رضویات کے رہوار قلم کی ترغیب و تشویق کے لیے ایک مہمیز کی حیثیت رکھتی ہے۔

جناب سید صاحب کو اعتراف ہے کہ سال ہا سال کی جد و جہد اور تلاش جستجو کے بعد وہ صرف (۵۰) کتب پر اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی تقاریظ جمع کر سکے ہیں۔ جن میں بعض منظوم تقاریظ بھی شامل ہیں۔ یہ تقاریظ اردو، فارسی، اور عربی تینوں زبانوں میں ہیں۔ جو ان تینوں لغات ولسانیات پر اعلیٰ حضرت کی کامل دست رس اور یکساں عبور پر شاہد عدل ہے۔

یہ تقاریظ فصاحت و بلاغت اور زبان و بیان کی خوبیوں کی بنا پر و نیز موضوعات کی تنوع کے پیش نظر اس قابل ہیں کہ اہل علم و فن اور اصحاب فکر و دانش اس پر تبصرے اور نقد و نظر کے لیے ملتفت ہوں۔ امام احمد رضا محدث بریلوی (رحمۃ اللہ علیہ) کی تحریر کی ایک نمایاں خصوصیت حقیقت پسندی ہے۔ وہ بغیر تحقیق کے کچھ نہیں لکھتے اور حق گوئی کی ہمیشہ تائید کرتے ہیں۔ یہی خصوصیت ان کی زیر نظر تقاریظ میں بھی نمایاں ہے۔ آج کل لوگ شوقیہ تقریظ لکھتے ہیں۔ وہ اصلاح احوال کی ضرورت کے تحت لکھتے تھے۔ متعلقہ کتاب کے مطالعہ کے بعد لکھتے تھے۔ نقد و نظر کے ساتھ لکھتے تھے۔ غلط مندرجات کی تائید نہیں کرتے تھے۔ معیاری اور منتخب کتاب پر لکھتے تھے۔ ہر کتاب پر نہیں لکھتے تھے۔

اس اعتبار سے سید صاحب کی یہ علمی کاوش بڑی اہمیت کی حامل ہے اور امام احمد رضا (رحمۃ اللہ علیہ) کے سوانحی خاکہ کی کتابی صورت میں تکمیل کے لیے وقت کی اہم ضرورت بھی۔ یہ عنوان اپنی وسعت کے اعتبار سے بہ ذات خود ایک پی ایچ۔ ڈی مقالے کا متحمل ہے جو جامعات میں رضویات پر کام کرنے والے ری سرچ اسکالرز کو دعوت تحقیق و تحریر دے رہا ہے۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی/ اسلام آباد اس ضمن میں ہر ممکن تعاون کی پیش کش کرتا ہے اور امید کرتا ہے اہل علم و تحقیق حضرت سید صابر حسین شاہ بخاری صاحب کی اس تالیف سے بھرپور فائدہ اٹھائیں گے، کیوں کہ زیر نظر مقالہ ''تقاریظ امام احمد رضا'' رضویات پر تحقیق کے نئے زاویے متعارف کرا رہا ہے۔

کسی کے حسن رخ دوست درنظر دارد   محقق است، کہ او حاصل بصر دارد

اللہ تبارک و تعالیٰ جناب مولانا سید صابر حسین شاہ بخاری صاحب کی اس اہم علمی پیش کش کو شرف قبول، انہیں اس کی جزائے جزیل عطا فرمائے اور ان کے علم و فضل اور جولانی قلم میں اضافہ فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

سید وجاہت رسول قادری

صدر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی، پاکستان

۲۹ جنوری ۲۰۰۵ء / ۱۸ ذوالحجہ ۱۴۲۵ھ

تقریب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و الہ و صحبہ اجمعین الی یوم الدین۔

چودھویں صدی ہجری کے مجدد اور مجاہد اسلام امام اہل سنت اعلیٰ حضرت سیدنا شاہ حق آگاہ احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ العزیز (متوفی ۱۳۴۰ھ) کے علم و فضل نے اس وقت پوری دنیا میں دھوم مچا رکھی ہے۔ آپ کی ذات گرامی، احوال واقعی اور علم و آگہی کے تعلق سے سینکڑوں کتابیں نکل چکی ہیں اور ہزاروں مقالات و مضامین منظر عام پر آچکے ہیں۔ مگر ایسا لگتا ہے کہ ابھی ہم کنارے ہیں، سیپیاں چن رہے ہیں، غواصی تو دور کی بات ہے اللہ اللہ! آپ وہ بحر علم تھے کہ دنیا حیرت زدہ ہے کون سا علم ہے جس پر حضرت امام رضا نے قلم نہیں اٹھایا۔ ایسی ہمہ جہت شخصیت تو ڈھونڈے سے بھی ملنا مشکل ہے۔ کہنے کو تو آپ نے صرف فتاویٰ تحریر فرمائے اور چند کتابیں اور کچھ تعلیقات و حواشی مگر یہ سب کیا ہیں علوم کا دریا اور معارف کا سمندر۔ دیکھتے جایئے، پڑھتے جایئے، پیاس بجھتی نہیں، کنارہ ملتا نہیں۔ سبحان اللہ! ایک عاشق رسول کے علم کا جب یہ عالم ہے تو رسول اللہ ﷺ کے علم کا کیا عالم ہوگا؟

آج امام احمد رضا محدث و محقق بریلوی قدس سرہ کے تعلق سے مختلف گوشوں پر کام ہو رہا ہے۔ کئی گوشے ابھی بالکل تشنۂ توجہ ہیں، انھیں میں ایک گوشہ امام احمد رضا کی تقریظات کا بھی ہے۔ حضرت امام نے جن کتابوں کو دیکھا اور ان پر اپنی تقریظ ثبت فرمائی ان کا بڑا مرتبہ ہے، کیوں کہ اعلیٰ حضرت کی شخصیت ایک ذمے دار عالم دین نائب رسول اور مجدد وقت کی تھی اس لیے آپ کی حیات کا ایک اہم باب جس پر اب تک کسی نے قلم نہیں اٹھایا تھا، ان تقریظات کا ہے جو قلم امام سے زیب و قرطاس ہوئی ہیں۔ زیر نظر کتاب ''تقاریظ امام احمد رضا'' اسی باب کی تفصیلات پر مشتمل ہے جسے مشہور قلم کار اور مصنف مولانا سید صابر حسین شاہ بخاری قادری نے مرتب فرمایا ہے جو بڑی قیمتی معلومات پر ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ موصوف نے بڑی کاوش سے ان معلومات کو فراہم کیا ہے، جس کے لیے وہ تمام عقیدت مندان اعلیٰ حضرت کی طرف سے شکریے کے مستحق ہیں۔

موصوف کی ''تقاریظ امام احمد رضا'' کی فہرست میں ناچیز راقم الحروف نے ''عرفان ایمان'' اور ''الملفوظ المکنون فی حکم فونوگراف او گراموفون'' کا اضافہ کرایا ہے۔

منیر الدین نامی کتاب کے آخر میں تصدیقات و تقریظات کے ساتھ ایک کتاب اعلیٰ حضرت کی ''بحال سر و اخفیٰ'' شامل ہے۔ اب یہ تو ظاہر نہیں تھا کہ یہ رسالہ اعلیٰ حضرت نے بطور تقریظ قلم بند فرمایا تھا یا مصنف کتاب مولانا بشیر الدین صاحب نے اپنی طرف سے شامل کتاب کیا، یہ کتاب علم غیب رسول کے اثبات پر نہایت عمدہ تحقیقی مواد پر مشتمل ہے۔ ۱۳۱۸ھ میں مطبع گلزار حسن ممبئی سے شائع ہوئی ہے۔

الملفوظ (۱۳۳۸ھ) جو حضرت مرشدی مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا نوری بریلوی شہزادۂ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا جمع فرمودہ ہے اس پر بھی بطور تقریظ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ایک قطعہ تاریخ ارشاد فرمایا جو اس طرح ہے:

میرے ملفوظ کچھ کے محفوظ
مصطفیٰ (۱) مصطفیٰ کا ہو ملحوظ
نام تاریخی اس کا رکھتا ہوں
زبر و بینہ میں ''الملفوظ''
۱۳۳۸ھ

اسے بھی تقریظات میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ (۲)

جناب حاجی محمد رمضان سلامی جبل پوری نے بتایا کہ حضور برہان ملت رحمۃ اللہ علیہ کے بعض قلمی رسائل پر بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تقریظات ثبت ہیں۔ اس طرح تلاش کرنے سے اور تقریظات کا پتہ لگ سکتا ہے۔

مولانا محمد عبد المبین نعمانی قادری
رکن المجمع الاسلامی مبارک پور، اعظم گڑھ (ہند)
۸ رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ / ۱۲ / اکتوبر ۲۰۰۵ء

۱- یہاں مراد سرکار مفتی اعظم ہند حضور مصطفیٰ رضا شہزادۂ اعلیٰ حضرت قدس سرہ ہیں۔ جب کہ دوسرے سے نبی اکرم نور مجسم ﷺ کی ذات والا صفات۔

۲- اس قطعہ کو پیش نظر مجموعہ ''تقاریظ امام احمد رضا'' میں شامل کرلیا گیا ہے۔ صابر

حرفِ تحسین

امام اہل سنت حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دین اسلام کی تشریحات و اشاعت کے لیے کم و بیش ایک ہزار کتب و مقالات تصنیف فرمائے۔ اسی خدمت دینی کے پیش نظر انہوں نے نہ صرف یہ کہ سینکڑوں کتابوں کا غور مطالعہ فرمایا بل کہ نامور علما، محدثین، فقہا، علم پرور ادبا، و مشائخ کی بیسیوں کتب پر فاضلانہ تقریظات بھی تحریر کر دیں۔ ان تقریظات سے مؤلفین و جید مصنفین کے ارشادات سے کما حقہ آگہی ملتی ہے، اور ساتھ ہی حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے نقطۂ نظر اور نقد و بصر پر بھی روشنی حاصل ہوتی ہے۔ گویا امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تقریظات بھی معلومات کا خزینہ ہیں جو ارباب تحقیق و علمائے اسلام کے لیے بلاشبہ ایک گراں بہا کام ہے۔ امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی ان تقریظات کو محقق مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ و پیر و حبیب پاک حضرت رسول اکرم ﷺ جناب سید صابر حسین بخاری قادری آف برھان شریف ضلع اٹک نے جمع آوری کر کے ایک مستند کتاب کی صورت میں شائع کرا رہے ہیں۔ مجھے ان کی قیام گاہ پر موجود ہو کر اس شان دار کاوش کو دیکھنے کا موقع حاصل ہوا ہے۔ وہ فروغ افکار رضا کے نام سے ادارہ بھی قائم کیے ہوئے ہیں اور حضرت امام اہل سنت پر بیش بہا کام بھی کر چکے ہیں۔ مذکورہ تقریظات امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ پر ان کی کتاب اس میدان علم و ادب میں ایک نمایاں اضافہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کامیاب و کامران فرماوے۔ آمین!

پروفیسر ڈاکٹر سلطان الطاف علی
(اعزاز فضیلت)
حق باہو ہاؤس، اتفاق سٹریٹ چنگی بیگ سر آب روڈ، کوئٹہ

۲۰۰۵.۰۹.۱۳

خراجِ قلم

جس سمت دیکھیے وہ علاقہ رضا کا ہے
وادی رضا کی سارا زمانہ رضا کا ہے

آج برصغیر ہندو پاک کے علاوہ مختلف ایشائی، افریقی، یورپی، اور امریکی ممالک میں امام احمد رضا پر تحقیقی و تصنیفی امور انجام دینے کے لیے امام احمد رضا کے نام پر ادارے اور اکیڈمیاں قائم ہیں۔ ان کے علاوہ بہت سے دوسرے صاحبان علم و قلم نجی طور پر اپنی علمی و قلمی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر فروغ رضویات میں مصروف ہیں۔

ایسے ہی حضرات میں ایک اہم نام حضرت محترم سید صابر حسین شاہ بخاری (ادارہ فروغ افکار رضا) برھان شریف کا بھی ہے۔ رضویات کے حوالے سے آپ کے متعدد کتب و رسائل شائع ہو کر شرف قبول حاصل کر چکے ہیں اور آپ کا سفر رضویات مزید تیزی اور توانائی کے ساتھ جاری ہے اور اس کا ثبوت ہے کہ آپ کی زیر نظر کتاب ''تقاریظ امام احمد رضا''۔ حضرت بخاری صاحب نے تلاش بسیار کے بعد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی تقریبا ۵۰ تقریظات جمع کی ہیں جن کی تشریح اور جن پر جامع تبصرہ کے ساتھ نذر قارئین کر رہے ہیں۔ حضرت رئیس الاتقیا مولانا نقی علی خان، خلف اکبر حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خان، خلفا حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی، حضرت برہان ملت مفتی برہان الحق جبل پوری، مرید خاص مولوی عرفان علی بیسل پوری نیز دیگر مصنفین رحمۃ اللہ علیہ کے کتب و رسائل پر مشتمل ہیں۔ امام احمد رضا کی چند تقریظات عربی و فارسی زبانوں میں بھی ہیں اور نثری تقاریظ کے ساتھ ساتھ انھوں نے منظوم تقاریظ بھی لکھی ہیں۔ تقریظ نگاری بہت ہی نازک اور مشکل فن ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ تقریظ نگار مختلف علوم و فنون پر دسترس رکھنے کے ساتھ ساتھ مختلف زبانوں اور ان کے ادب میں بھی مہارت رکھتا ہو نیز بہت ہی محتاط اور دیانت دار ہو۔

امام احمد رضا کا تبحر علمی محققانہ شان، عربی، فارسی، اردو زبان و ادب میں مہارت اور

احتیاط و دیانت تو اظہر من الشمس ہے۔ انھیں جس کسی بھی تصنیف کے کسی بھی گوشے یا زاویے میں کوئی شرعی، علمی یا ادبی خامی نظر آئی اس پر تقریظ لکھنے سے انکار فرما دیا۔ مثلاً حافظ عنایت اللہ خان صاحب کے فارسی رسالہ "دربارہ سلوک و بعض مصطلحات" میں خامیاں نظر آنے پر تقریظ لکھنے سے انکار فرما دیا۔ اس طرح کی اور مثالیں بھی ہیں۔

بہار شریعت مصنفہ حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ بلا شبہ زبان اردو میں فقہ حنفی کے انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتا ہے، اس پر امام احمد رضا نے تقریظ لکھ کر اور حضرت صدر الشریعہ کی شان فقاہت کا اظہار فرما کر کتاب کی وقعت و اہمیت کو اور بڑھا دیا نیز حضرت صدر الشریعہ کے ایک معتبر و مستند فقیہ ہونے پر مہر تصدیق ثبت فرما دی۔ اس طرح امام احمد رضا نے مولوی عرفان علی بیسل پوری رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ "عرفان ایمان" پر یہ چند سطری تقریظ:

"آپ کے رسالہ پر نظر کر کے بھیجتا ہوں۔ اللہ عزوجل قبول فرمائے۔ ماشاء اللہ بارک اللہ بہت اچھا ہے والحمد للہ۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۲ھ"

لکھ کر اس رسالہ کی افادیت اور مصنف موصوف کے اعتبار کی ضمانت دے دی۔

راقم زیادہ کچھ نہ لکھ کر بس یہ عرض کر رہا ہے کہ سید صابر حسین شاہ بخاری صاحب نے رضویات کے ایک نئے گوشہ کا جلوہ دکھایا ہے اور لاریب! یہ رضویات میں ایک اضافہ ہے۔ رب عظیم اس کتاب کو شرف قبول بخشے۔ آمین! بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی
(بریلی شریف)

رونمائی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

تقریظیں تو لوگ نہ جانے کب سے لکھ رہے ہیں اور کب تک لکھتے رہیں گے مگر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی جیسی تقاریظ کس نے لکھی اور کون لکھ سکے گا۔ ان کی ساری عمر اللہ تعالیٰ کی توحید و تقدیس اجاگر کرنے، حضور ﷺ کی عظمت و رفعت بیان کرنے اور اہل سنت کے صحیح عقائد کی ترجمانی میں بسر ہوئی ہے اس لیے تقریظ لکھنے میں بھی ان مقاصد کو ہمیشہ پیش نظر رکھا اور جو کتاب اس معیار پر پوری نہ اتری اس پر تقریظ لکھنا گوارہ نہ کیا۔

مولانا عنایت اللہ خان رام پوری کے صاحب زادے اپنے والد گرامی کی لکھی ہوئی ایک کتاب لے کر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تقریظ لکھنے کی درخواست کی۔ اعلیٰ حضرت نے اس کتاب کے مختلف مقامات کا جائزہ لیا تو وہ مندرجہ بالا مقاصد سے تہی دامن نظر آئی بل کہ اس کے بعض مندرجات ایسے تھے کہ امت مسلمہ میں بے چینی کا سبب بن سکتے تھے، جب کہ اعلیٰ حضرت کے شب و روز مساعی کا محور یہ تھا کہ مسلمانوں کو اضطراب و انتشار سے بچایا جائے، اس لیے آپ نے اس پر تقریظ لکھنے سے معذرت کر لی اور صاف لفظوں میں واضح فرما دیا:

"زمانہ وہ آ گیا ہے کہ خود اصول دین میں فتنہ اندازوں کی گھٹائیں چاروں طرف گھنگور چھائی ہوئی ہیں۔ اس وقت مسلمانوں کو اس کی حاجت ہے کہ انھیں الٰہیات و نبوات کے عقائد سکھائے جائیں، اللہ کو اللہ، رسول کو رسول جاننے اور ماننے کے معنی بتائے جائیں، ان کا ایمان سنبھالا جائے، نہ کہ اور اضطراب میں ڈالا جائے۔"

ہاں اگر کوئی کتاب درج بالا مقاصد عالیہ سے ہم آہنگ ہوتی تو پھر اعلیٰ حضرت کے افکار کی جولانی اور قلم کی روانی اپنی انتہاؤں کو چھونے لگتی اور بعض دفعہ تقریظ اصل کتاب بڑھ جاتی۔

میرے حقیقی نانا جان حضرت قاضی عمر الدین ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کے قدیم قبرستانوں کی

تعظیم وتکریم اور ان میں عمارات بنانے کی ممانعت پر ایک مختصر سا رسالہ لکھا اور اعلیٰ حضرت کی خدمت میں بغرض تقریظ پیش کیا۔ اعلیٰ حضرت کے من کو چند صفحات کا وہ رسالہ اس قدر بھایا کہ اس سے کئی گنا بڑی تقریظ لکھ دی، جس کی ابتدا میں انھوں نے نانا جان کے لیے درج ذیل القاب لکھے: ''جامع الفضائل، قامع الرذائل، حامی السنن ماحی الفتن''۔

یعنی فضائل کے جامع، گھٹیا خیالات ونظریات کا قلع قمع کرنے والے سنتوں کے حامی اور فتنوں کو مٹانے والے۔

اس کے بعد نام لکھا اور نام کے بعد مناسب دعائیں دیں۔

''مولینا مولوی محمد عمر الدین جعله الله کاسمه عمر الدین و بسعیه و رعیه عمر الدین۔''

یعنی اللہ تعالیٰ ان کو نام کی مناسبت سے دین کی حیات بنائے اور ان کی کوشش اور نگہبانی سے دین کو آباد رکھے۔

پھر فرمایا:

''ان کا جواب، ناہج مناہج صواب (صحیح اور درست راہوں کو واضح کرنے والا) کافی و وافی ہے مگر بہ حکم المامور معذور (جس کو حکم دیا جائے وہ تعمیل پر مجبور ہوتا ہے) بہ نظر تکثیر افاضہ (فائدہ بڑھانے کے لیے) دو وصل کا اضافہ منظور۔'' [تقریظ نمبر ۲۲]

اس کے بعد جو لکھنا شروع کیا تو لکھتے ہی چلے گئے اور ۳۲ صفحات پر مشتمل تقریظ لکھ دی حالاں کہ اصل رسالہ کے صفحات صرف ۱۰ تھے۔(۱)

تقاریظ کی تاریخ میں یہ ایک انوکھی تقریظ ہے جو اصل تصنیف سے زائد ہے اور یہ اعزاز صرف میرے نانا جان کو حاصل ہے کہ ان کے لیے اعلیٰ حضرت نے اتنی طویل تقریظ قلم بند فرمائی۔ زہے نصیب! اس انفرادی تقریظ کے علاوہ باقی تقاریظ نسبتاً مختصر ہیں مگر انتہائی جامع دلائل سے لبریز اور دلوں کو چھو لینے والی۔ مثلاً محافل میلاد کا استحباب ثابت کرنے کے لیے اعلیٰ حضرت نے پہلے تین آیات ذکر کی ہیں:

۱۔ لاہور سے رضا فاؤنڈیشن کے تحت چھپنے والے فتاویٰ رضویہ کی نویں جلد میں نانا جان کا یہ رسالہ مع تقریظ اعلیٰ حضرت چھپا ہوا ہے۔ صفحات کی یہ تعداد اس کے مطابق لکھی گئی ہے۔

۱۔ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا

۲۔ وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ

۳۔ وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

اس کے بعد رقم طراز ہیں:

''پہلی تین آیتوں میں (اللہ تعالیٰ) حکم فرماتا ہے کہ:

۱۔ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر (خوشیاں) اور شادیاں مناؤ!

۲۔ لوگوں کو اللہ کے دن یاد دلاؤ!

۳۔ اللہ کی نعمت کا خوب چرچا کرو!

اللہ کا کون سا فضل ورحمت، کون سی نعمت اس حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے زائد ہے.... ! کہ تمام نعمتیں تمام رحمتیں، تمام برکتیں اس کے صدقے میں عطا ہوئیں اللہ کا کون سا دن اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور پر نور کے دن سے بڑا ہے۔۔۔! تو بلا شبہ (اللہ تعالیٰ) قرآن کریم میں حکم دیتا ہے کہ ولادت اقدس پر خوشی کرو، مسلمانوں کے سامنے اس کا چرچا خوب زور وشور سے کرو۔۔۔ اس کا نام مجلس میلاد ہے۔''

[تقریظ نمبر ۲۹]

اللہ اللہ، کیسا اچھوتا اور پیارا انداز ہے۔۔۔ دل لبھانے والا اور من موہ لینے والا۔

آج کل ہر کس وناکس قرآن کریم پر طبع آزمائی شروع کر دیتا ہے اور آیات قرآنیہ کے من مانے مطالب بیان کرنے لگتا ہے۔ بعض کم فہم تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ قرآن کریم نازل ہی عرب کے ان پڑھ لوگوں کی ہدایت کے لیے ہوا تھا، اس لیے اس کا سمجھنا بہت آسان ہے۔ اعلیٰ حضرت کہتے ہیں کہ یہ نقطہ نظر سر بہ سر غلط اور نا قابل تسلیم ہے کیوں کہ خود صحابہ کرام جو اہل زبان تھے بعض آیات کے مفاہیم کو صحیح طور پر نہیں سمجھ پاتے تھے جب تک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم وضاحت نہیں فرما دیتے تھے۔ لیجیے یہ چشم کشا اقتباس پڑھیے اور دل کو منور کیجیے۔ جو لوگ قرآن کو بہت آسان سمجھتے ہیں ان کو مخاطب کر کے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

''اے عزیزو! تم کیا اور تمھاری بساط کتنی۔۔۔! بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان نے

فلم تجدوا ماء کے معنی پانی حقیقتاً نہ پانا سمجھ کر ایک زخمی کو تیمم کی اجازت نہ دی۔ وہ نہایا اور انتقال فرمایا۔ حضور ﷺ کو خبر ہوئی، ارشاد فرمایا: قَتَلُوْهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ اَلَّا سَاَلُوْا اِذَا لَمْ يَعْلَمُوْا؟ فَاِنَّ شِفَاءَ الْعِيِّ السُّؤَالُ" رواه ابو داؤد عن جابر ابن عبد الله رضی الله تعالٰی عنهما۔ انھوں نے اسے قتل کر ڈالا، اللہ انہیں قتل کرے کیوں نہ پوچھا جب نہ جانتے تھے کہ (درماندگی اور) جھجکنے کی دوا تو پوچھنا ہی ہے۔(۱)

العظمة لله! ایک سفیہ جاہل کہے کہ خدا اور رسول کو سمجھنا کچھ مشکل نہیں، نہ اس کے لیے بڑا علم چاہیے کہ قرآن تو ان پڑھوں کو سمجھانے کے لیے اترا ہے۔ اے غافلو! اگر یہی مانتے ہو تو کیا حضور اقدس ﷺ کا سیدنا عبداللہ ابن عباس و حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم کے لیے تعلیم کتاب کی دعا مانگنا کما رواہ البخاری والامام احمد محض عبث و تحصیل حاصل وشبیہ بالہزل (یعنی ایک قسم کا مذاق) تھا؟ نہیں نہیں۔ (لا محالہ تم کو) جبراً ماننا پڑے گا کہ بے شک خدا اور رسول کا کلام سمجھنا سخت دشوار ہے اور بے شک اس کے لیے علم غزیر و سامان کثیر درکار ہے۔ لہٰذا حضرت حق تعالیٰ و تقدس کی رحمت عامہ و رافت تامہ نے کہ اس امت مرحومہ کے حال پر روز اول سے بہ نہایت وفور (بہت کثرت سے) متوجہ ہے۔ ان اکابرین وعلما و مجتہدین کو توفیق بخشی کہ شریعت کی ہر گتھی کو بیان اور ہر مشکل کو آسان کر دیا۔" [تقریظ نمبر ۱۴]

۲- قرآن کریم نے تیمم کی اجازت اس صورت میں دی ہے کہ پانی دستیاب نہ ہو۔ فلم تجدوا ماء۔ زخمی شخص نے جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مسئلہ پوچھا تھا انھوں نے یہی خیال کیا کہ تیمم پانی نہ پانے سے مشروط ہے اور سائل زخمی ضرور ہے لیکن پانی اس کو بہر حال دستیاب ہے اس لیے وہ تیمم نہیں کر سکتا مگر ان کا یہ اجتہاد صحیح نہیں تھا جس کے نتیجے میں ایک آدمی جان سے گیا اور رسول ﷺ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ دراصل پانی نہ پانے کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ در حقیقت پانی دستیاب نہ ہو۔ دوسری یہ کہ گو پانی میسر ہو لیکن آدمی بیمار یا زخمی ہونے کی وجہ سے اس کے استعمال پر قادر نہ ہو۔ فلم تجدوا ماء ان دونوں صورتوں کو شامل ہے۔ جب کہ جواب دینے والے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کو پہلی صورت سے خاص سمجھا تھا۔ اعلیٰ حضرت کے استدلال کا مطلب یہ ہے کہ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مسئلہ پوچھا گیا تھا وہ اہل زبان تھے ان کے باوجود وہ از خود فلم تجدوا ماء کا صحیح مطلب متعین نہ کر سکے تو پھر ہم کس شمار قطار میں ہیں کہ خود سے قرآن سمجھ سکیں ... !

اعلیٰ حضرت نے جس طرح احادیث صحیحہ سے اپنے موقف کو مدلل و ثابت کیا ہے۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی کہے کہ قرآن ایک آسان کتاب ہے اور اسے سمجھنے کے لیے کسی تفسیر و تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔ تو ایسے شخص کو ذہنی طور پر معذور ہی سمجھا جا سکتا ہے۔ قرآنی علوم پر کامل عبور کے ساتھ ساتھ اعلیٰ حضرت کو علم حدیث پر ایسی دسترس حاصل تھی کہ آدمی انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔ نانا جان ہی کی ایک کتاب پر تقریظ لکھتے ہوئے اعلیٰ حضرت نے ذکر جہر کی فضیلت و استحباب پر چند احادیث ذکر فرمائی ہیں۔ یہ تو کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ فضائل ذکر کے موضوع لکھی ہوئی کسی بھی کتاب سے ایسی حدیثیں تلاش کی جا سکتی ہیں۔ حیرت اس وقت ہوتی ہے جب آدمی دیکھتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کو ہر حدیث کے بارے میں یہاں تک پتہ ہوتا ہے کہ

۱- اس کو کس کس محدث نے روایت کیا ہے؟
۲- اگر کسی محدث کی کئی تصنیفات ہوں تو یہ حدیث اس کی کون سی کتاب میں کس کس سند کے ساتھ پائی جاتی ہے؟
۳- اگر حدیث کی متعدد سندیں ہوں تو کون سی سند محدثین کی اصطلاح کے مطابق "صحیح" ہے اور کون سی "حسن" ہے؟
۴- یہ سندیں صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے کس کس صحابی تک پہنچتی ہیں؟
۵- حدیث کے الفاظ تمام سندوں میں ایک جیسے ہیں یا کسی سند میں الفاظ قدرے مختلف ہیں؟

ہر حدیث کے متعلق ان تمام امور کا ادراک و استحضار اعلیٰ حضرت کو عظیم ترین محدثین کی صف میں لا کھڑا کرتا ہے اور وہ اس پہلو سے سیوطی و علامہ سبکی رحمہما اللہ جیسے ائمہ حدیث کے ہم سر نظر آتے ہیں۔ ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء۔

ہم صرف ایک حدیث کی تخریجات مع ترجمہ پیش کر رہے ہیں اور علم حدیث میں ان کی بے مثل مہارت اور غیر معمولی رسائی کی داد دیجیے...!!

حدیث قدسی "وان ذكرني في ملا ذكرته في ملا خير منه" رواه البخاري و مسلم و الترمذي و النسائي و ابن ماجه۔ عن ابي هريرة۔ و احمد۔ عن انس بسند صحيح۔ و الطبراني في الكبير و البزار في

المسند باسناد جید و البیهقی فی الشعب۔ کلهم عن ابن عباس۔ و
الطبرانی انی فیه بسند حسن۔ عن معاذ ابن انس رضی اللّٰه عنه۔ و
لفظ هذا۔ لا یذکرنی فی ملاء الا ذکرته فی الرفیق الاعلیٰ"

"حدیث قدسی (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) اگر (میرا بندہ) مجھے کسی جماعت میں یاد کرتا ہے میں اس کو اس سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں۔ اس حدیث کو روایت کیا ہے بخاری مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے۔ اور امام احمد نے انس علیہم الرضوان سے سند صحیح کے ساتھ۔ اور طبرانی نے کبیر میں اور بزار نے مسند میں سند جید کے ساتھ اور بیہقی نے شعب میں۔ یہ سب ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں۔ اور طبرانی نے کبیر میں سند حسن کے ساتھ معاذ ابن انس رضی اللہ عنہ سے اس آخری روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔ (لا یذکرنی فی ملاء "الا ذکرته فی الرفیق الاعلیٰ) [تقریظ نمبر ۱]

ملاحظہ فرمایا آپ نے، کہ اعلیٰ حضرت نے ایک حدیث کے لیے دس حوالے پیش لیے ہیں اور یہ بھی واضح کیا کہ کس محدث نے اپنی کونسی کتاب میں، کس قسم کی سند کے ساتھ، کن الفاظ میں کس صحابی سے روایت کیا ہے۔ ہے کوئی انتہا اس فہم و ادراک کی اور علم و استحضار کی۔

--- --- ---

بہت سے لوگ بہ حیثیت مفتی مشہور ہو جاتے اور ان کے مداح انہیں مفتی اعظم اور مفتی ملت وغیرہ کے القابات عطا کر دیتے ہیں مگر جب ان کے کردار کا جائزہ لیا جاتا ہے تو حیرت ہوتی ہے کہ سادہ لوح عقیدت مندوں نے کس قماش کے آدمی کو مفتی مان لیا ہے۔ حالانکہ فتویٰ دینے کے لیے ضروری ہے کہ فتویٰ دینے والا وسیع علمیت کا حامل ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ کردار کا بھی مالک ہو اور اس کا عقیدہ بھی صحیح ہو۔ بے عمل اور بدعقیدہ مفتی تو خود گمراہی میں مبتلا ہوتا ہے دوسروں کی کیا رہنمائی کرے گا۔ اعلیٰ حضرت کے زمانے میں ایسا ہی ایک مفتی تھا جو فتویٰ دینے میں نہایت بے باک و مشاق تھا مگر اس کا اپنا کردار یہ تھا کہ اس نے مسجد کا کچھ حصہ غیر مسلموں کو کرائے پر دے رکھا تھا اور یوں وہ اللہ کے گھر کی توہین کا مرتکب ہو رہا تھا۔ اس کی اچھی خبر لیتے

ہوئے اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں:

"فی الواقع مساجد کی توہین پر پیش کرنے والا، انہیں کرائے پر دینے والا خصوصا کفار کو ان میں بسا کر اہانتیں کرنے والا، انہیں اور اسلامی مدارس کو ویران کرنے والا سخت فاجر، فاسق، مرتکب کبائر، مستحق عذاب نار و غضب جبار ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ ایسا (شخص) نہ قاضی کیا جائے نہ مفتی۔ نہ اس کے فتوے پر عمل جائز نہ اس کی تشہیر پر افطار یا عید حلال بل کہ اس کی صحبت سے مسلمانوں کو اجتناب لازم، کہ اس کی آگ ان کو بھی نہ جلا دے۔ مسلمانوں پر واجب ہے کہ امر ہلال و احکام حرام وحلال کسی عالم سنی صحیح العقیدہ، فقیہ متدین کے سپرد کریں۔ [تقریظ نمبر ۲]

سبحان اللہ! کیا ہی اعلیٰ اور عمدہ معیار بتایا ہے اعلیٰ حضرت نے قابل اعتماد مفتی کا! مسلمانوں کو چاہیے کہ فتویٰ حاصل کرنے سے پہلے دیکھ لیا کریں کہ جس شخص کے پاس استفتار وانہ کر رہے ہیں کیا وہ صحیح العقیدہ سنی ہے؟ کیا وہ فقیہ، یعنی فقہ کا ماہر ہے؟ کیا وہ متدین، یعنی دین دار ہے؟ اگر ایسا ہے تو بلا شک وشبہ اعتماد کیا جا سکتا ہے، ورنہ وہ اس قابل ہی نہیں کہ اس سے فتویٰ پوچھا جائے۔

--- --- ---

آج کل بہت سے عرسوں میں گانا بجانا، ڈھول ڈھمکا اور رقص و سرود وغیرہ ہوتا ہے۔ بے شک یہ سب حرام کام ہیں۔ مگر ان کی آڑ میں ان اعراس کو بھی ناجائز قرار دے دیا جاتا ہے۔ جو ان منکرات ومحرمات سے خالی ہوتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت اس طریق کار کو درست نہیں سمجھتے اور فرماتے ہیں:

"فی الواقع عرس اولیائے کرام، کہ منکرات شرعیہ سے خالی ہو، جائز و مستحسن ہے اور رقص، فواحش و مزامیر محرمہ کا خلط... جس طرح جہاں میں شائع ہے... قبیح و مستہجن (ناپسندیدہ ہے) اس پر اصرار فسق وجہالت اور اس کا انکار وہابیہ کی ضلالت، افراط، تفریط خطا و جہل ہے۔ اور صراط مستقیم وسط و عدل ہے۔" [تقریظ نمبر ۴۲]

کاش! کہ جملہ مکاتب فکر کے وابستگان اس نکتے کو سمجھ جائیں اور افراط و تفریط (کمی و بیشی) سے بچتے ہوئے صراط مستقیم پر گامزن ہو جائیں۔ وَ اللّٰہُ یَھدی من یشاءُ اِلیٰ صراط مستقیم۔

قارئین کرام! اردو تقاریظ کا مختصر سا جائزہ ختم ہوا۔ اب عربی تقریظات پر ایک نظر ڈالتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ان میں اعلیٰ حضرت نے کیسے دلکش پھول کھلائے ہیں اور کتنے تابناک ستارے سجائے ہیں!

--- --- ---

یوں تو اعلیٰ حضرت کی ہر تقریظ میں کافی حد تک عربی عبارات کی آمیزش ہوتی ہے مگر آپ کے ہاتھوں میں تقاریظ کی جو کتاب ہے اس میں اعلیٰ حضرت کی چار ایسی تحریریں شامل ہیں جو صرف فصیح عربی پر مشتمل ہیں مگر ان میں خالص تقریظ صرف ایک ہے یعنی نمبر ۲۰ باقی تین میں سے نمبر ۳۳ تقریظ اور قطعہ تاریخ کا مجموعہ ہے۔(۱)

اور نمبر ۱۱ صرف قطعہ تاریخ ہے جب کہ نمبر ۱۲ نہ تقریظ ہے نہ قطعہ تاریخ بل کہ اعلیٰ حضرت نے "المعتقد المنتقد" پر جو حاشیہ لکھا ہے اس کا خطبہ ہے لیکن ان تقریظات کے جامع و مرتب جناب صابر حسین شاہ صاحب کے خیال میں یہ خطبہ بھی "ایک تقریظ سے کم نہیں ہے۔" اس بنا پر انہوں نے اس کو تقاریظ میں شامل کر دیا ہے، مگر میرے خیال میں اعلیٰ حضرت کے عربی خطبات ایک علیحدہ موضوع ہے اور آپ کے ارشاد فرمودہ قطعات ایک جداگانہ سلسلہ ہے اور ان پر بھی اہل علم کو مستقل کام کرنا چاہیے۔

بہر حال ہم تقریظ نمبر تقریظ نمبر ۲۰، اور ۳۳ پر گفتگو کر رہے ہیں۔۔۔۔۔واللہ الموفق۔

--- --- ---

جس طرح منظوم کلام میں اشعار کے آخری حروف یکساں ہوتے ہیں یوں ہی بعض دفعہ نثر میں دو یا اس سے زیادہ جملے اس طرح بولے جاتے ہیں کہ ان کے آخری حروف ایک جیسے ہوتے ہیں ان کو اصطلاح میں سجع کہا جاتا ہے اور جو تحریر یا تقریر ایسے جملوں پر مشتمل ہو اس کو مسجع کہتے ہیں۔

مثلاً ہم اردو میں یوں کہیں:

"قرآن اللہ کی کتاب ہے، بے مثال ولا جواب ہے جو اس پر ایمان لائے وہ کامیاب ہے اور اس کے لیے اجر بے حساب ہے، اور جو اس کا انکار کرے وہ مستحق عذاب ہے اور اس کا انجام نہایت خراب ہے۔"

۱- واضح رہے کہ قطعہ تاریخ کے لیے منظوم ہونا اور مادہ تاریخ پر مشتمل ہونا ضروری ہے۔ جب کہ تقریظ میں ایسی کوئی پابندی نہیں ہے۔

اس عبارت میں آپ دیکھ رہے ہیں کہ تمام جملوں کے آخر میں کتاب، بے جواب وغیرہ جیسے الفاظ آ رہے ہیں جو ایک ہی قافیے کے ہیں لہٰذا یہ ایک مسجع کلام ہے۔ کسی بھی زبان میں سجع کا اہتمام وہی شخص کر سکتا ہے جسکو اس زبان پر مکمل عبور ہو اور ذخیرہ الفاظ بہت زیادہ ہو۔ اعلیٰ حضرت کو عربی، فارسی اور اردو میں مکمل مہارت تھی اس لیے وہ ان تینوں زبانوں میں مسجع عبارات لکھنے پر قدرت رکھتے تھے۔ معیاری سجع وہ ہوتا ہے جس میں تکلف نہ ہو، یعنی یہ محسوس نہ ہو کہ فلاں لفظ محض سجع برابر کرنے کے لیے گھسیڑ دیا گیا ہے، بل کہ یوں لگے کہ یہ جملے از خود ایک ترتیب سے سج گئے ہیں اور ایک دوسرے سے یوں ہم آہنگ ہو گئے ہیں کہ حسن کلام کو چار چاند لگ گئے ہیں۔

اعلیٰ حضرت کو عربی سجع پر ناقابل یقین حد تک دسترس حاصل تھی، اسی لیے ان کی کتابوں کے ابتدائی خطبے سب کے سب مسجع ہیں حالانکہ ان میں سے بعض خاصے طویل ہیں۔ خطبوں کے بارے میں تو پھر بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ ایک روایت ہے اور دیگر مصنفین بھی اپنی کتابوں میں ایسے ہی خطبے لکھتے چلے آئے ہیں تاہم اعلیٰ حضرت کی انفرادیت یہ ہے کہ ان کو سجع کے لیے کوئی خصوصی اہتمام نہیں کرنا پڑتا تھا وہ تو بعض دفعہ خط بھی سارے کا سارا مسجع لکھ دیتے تھے حالانکہ خطوط میں سجع بہت کم دیکھنے میں آیا ہے۔

مدرسہ عالیہ رام پور کے پرنسپل ایک عرب تھے جن کا نام طیب تھا۔ انہوں نے اعلیٰ حضرت کو اپنے سوالات پر مشتمل چند خطوط عربی میں لکھے اور اعلیٰ حضرت نے ان کے جوابات بھی عربی ہی میں دیے۔ ۱

ان میں اعلیٰ حضرت کے بعض جوابات فل سکیپ کے کئی صفحات پر محیط ہیں اور لطف یہ ہے کہ وہ از اول تا آخر مسجع ہیں اور ان میں اتنی روانی ہے کہ کہیں یہ محسوس ہی نہیں ہوتا کہ ان میں سجع کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ جب آدمی خاص طور پر اس پہلو سے ان پر غور کرے، جبکہ طیب عرب صاحب جن کی زبان ہی عربی تھی، ایک خط بھی اعلیٰ حضرت کے معیار کا نہ لکھ سکے۔ و اللہ یختص برحمتہ من یشاءُ۔

تقریظ نمبر ۲۰ اور ۳۳ بھی مکمل طور پر مسجع ہیں چند جھلکیاں ملاحظہ فرمایئے!

۱- رضا فاؤنڈیشن، لاہور کے زیر اہتمام چھپنے والے "فتاویٰ رضویہ" کی ستائیس ویں جلد میں ایک رسالہ ہے "اطائب الصیب" اس میں طیب صاحب کے خطوط اور اعلیٰ حضرت کے جوابی مکاتیب مع ترجمہ یکجا کر دیے گئے ہیں۔

آل نجد نے جب ارض حجاز پر ظالمانہ تسلط جمایا تو انہوں نے کیا کیا ''کارنامے'' انجام دیے؟ اعلیٰ حضرت کی زبانی سنیے!!!

○فالدماء سفکوا ○ و الاموال ملکوا ○ و المومنین فتکوا ○ و الحرمات هتکوا ○ فظنوا ان اهلکوا ○ و ما هم اهلکوا و لکن هلکوا ○ و عما قلیل یرون ما سلکوا (تقریظ نمبر ۲۰)

کوئی عربی جاننے والا ہو تو داد دے موتیوں کی اس مرصع لڑی کی۔۔۔!

مفہوم یہ ہے:

''آل نجد نے لوگوں کے خون بہائے، ان کے اموال پر قبضے کیے، مومنوں کو دھوکے سے قتل کیا اور ان کی عزتوں کی ہتک اور توہین کی۔ یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے دوسروں کو ہلاک کیا حالاں کہ وہ ہلاک نہیں ہوئے (بل کہ رتبہ شہادت پر فائز ہوئے ہیں) درحقیقت یہ خود ہلاک ہوئے ہیں اور تھوڑے ہی عرصے بعد (جب یہ اللہ کے روبرو پیش ہوں گے) تو ان حرکتوں کا انجام دیکھ لیں گے۔''

آل نجد حقیقتاً تو وہی تھے جو علاقہ نجد سے نمودار ہوئے تھے مگر اعلیٰ حضرت ان ہندوستانی مولویوں کو بھی نجدیوں میں شمار کرتے تھے جو نظریات و عقائد میں حقیقی آل نجد کے ساتھ اتفاق رکھتے تھے۔ اسی لیے اس تقریظ میں انہوں نے پانچ اشعار کا جو قطعہ لکھا ہے اس میں ایک ہندوستانی عالم پر تعریض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

تَظُنُّ بَدَاهَةً فِیهِمْ رَشِیْدًا   وَ اِنْ تُمْعِنْ فَرُشْدُهُمْ هَبَاء'
فَمَا مَعْنٰی تَحَاوُرِهِمْ وَلٰکِنْ عَسٰی   الْحَنَّانُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَاء'

(ان آل نجد میں تمہیں کوئی ایسا شخص بھی نظر آئے گا جس کے بارے میں تم بظاہر گمان کرو گے کہ یہ رشید یعنی ہدایت یافتہ ہے، مگر جب غور کرو گے اور امعان نظر سے کام لو گے تو دیکھو گے ان میں رشد و ہدایت نہ ہونے کے برابر ہے۔ پھر ایسے لوگوں کو جواب دینے کا کیا فائدہ؟ مگر ہم اس لیے جواب دیتے رہتے ہیں کہ) ہو سکتا اللہ تعالیٰ ان میں جسے چاہے ہدایت دے دے)

اس میں دل چسپی اور لطافت یہ ہے کہ عربی میں ہدایت یافتہ کو ''رشید'' کہتے ہیں اور یہ

اشارہ ہے گنگوہی صاحب کی طرف جن کا نام رشید احمد تھا۔

سجع کا ایک اور انداز ملاحظہ فرمایئے! سراج العوارف نامی کتاب مستطاب کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کتاب باهر ○ ام صواب زاهر ○ ام عباب زاخر ○ بل سحاب ماطر ○ بل فوق ما تکتنهه الاوهام و الخواطر ○ فقد حل محل البدر فی ظلم الدیاجر ○ و وقع موقع القطر فی ظما الهواجر

ترجمہ (واضح کتاب ہے، یا چمکتا ہوا حق ہے، یا بحرِ ذخار ہے، بل کہ برسنے والا بادل ہے، بل کہ بالاتر ہے ہر اس چیز سے جس کی حقیقت عقول و افکار جان سکیں۔ یہ تو اس ماہ کامل کی مانند ہے جو تاریک ترین اندھیروں میں روشنی بکھیر رہا ہو اور بارش کے ان چھینٹوں کی طرح ہے جو گرم دوپہروں میں پیاس بجھا رہے ہوں) (تقریظ نمبر ۳۲)

اس تقریظ کے آخر میں اعلیٰ حضرت نے جو قطعہ تاریخ کہا ہے وہ بھی لفظی و معنوی حسن کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہے۔ کتاب کا نام ''سراج العوارف'' تھا اور مصنف علام کا لقب ''نوری''۔ ''سراج'' اور ''نوری'' کے امتزاج سے اعلیٰ حضرت نے جو تخیل پیش کیا ہے وہ بے حد نفیس و لطیف ہے۔ ''سراج'' چراغ کو کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ''شمس'' یعنی سورج کو بھی سراج کہا ہے۔ و جعل الشمس سراجا۔ عام چراغ رات کو روشن ہوتے ہیں؛ جب کہ سراج شمس دن میں چمکتا ہے۔ ان دو باتوں کو ذہن میں رکھیے اور پھر یہ دو شعر گنگنایئے جن میں سراج العوارف کے مصنف عالی مقام جناب نوری صاحب کو مخاطب کر کے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

و لا غرو و ان جاء منك سراج   فانك نوری نادی المعارف
ارانا سراجك باللیل شمسا   و شمس بلیل عجیب و طارف

(یہ تو کوئی تعجب کی بات نہیں کہ آپ ایک سراج لائے ہیں کیوں کہ آپ تو ہیں ہی علوم و معارف کی محفل کے نوری، یعنی روشن کرنے والے (مگر آپ کا یہ سراج عام سراج تو نہیں؛ بل کہ شمس ہے جو گم راہی و ضلالت کی تاریک رات میں چمک رہا ہے۔ اس طرح) آپ کے سراج نے ہمیں رات کو سورج دکھا دیا ہے اور رات میں سورج کا دکھائی دینا یقیناً عجیب اور جدید نظارا ہے)

کیا زورِ کلام ہے، کیا حسنِ بیان ہے اور کیا ہی خوب سعی آفرینی ہے.....!!! فجزی اللّٰہ الرضاء خیر الجزاء۔

--- --- ---

قارئین کرام! ملاحظہ فرمایئے آپ نے اعلیٰ حضرت کی شہ کار تقریظات سے چند دل کشا و دل رُبا اقتباسات.....! آج تک آپ نے دیگر اہلِ علم کی لکھی ہوئی جتنی بھی تقریظیں پڑھی ہیں ان کا تقاریظِ رضا سے موازنہ کیجئے، معادلہ کیجئے اور پھر بتایئے کہ ایسی تقریظات کس نے لکھی ہیں اور کون لکھ سکے گا.....! بقول طارق سلطان پوری:

جو لکھا اس عبقری نے اور جس موضوع پر — عالمِ تحقیق و دانش میں ہے شاذ اس کی نظیر
فیضِ عشقِ مصطفیٰ سے مرحمت اس کو ہوئی — تابشِ فکر و عمل ، تابانیِ ذہن و ضمیر

اور تابانیِ ذہن و ضمیر سے آراستہ ایسی عالی شان اور بے عدیل تقریظات لکھنے والے امام وقت کے انکسار و تواضع کا یہ عالم تھا کہ وہ اپنے آپ کو اس قابل ہی نہیں سمجھتے تھے کہ کوئی ان سے تقریظ لکھنے کا مطالبہ کرے، چناں چہ ایک جگہ لکھتے ہیں

''فقیر حقیر کیا اس قابل ہے کہ کسی کتاب پر اس سے تقریظ چاہیں.....!'' (تقریظ نمبر ۱۹)

اللہ اللہ! سچ ہے: من تواضع لله رفعه الله (جو اللہ کی رضا کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ اس کو رفعت عطا فرما دیتا ہے) اور اعلیٰ حضرت کو جو رفعتیں عطا ہوئیں ہیں ان میں کسی کو کیا کلام ہو سکتا ہے.....!

عالمانِ نام آور اس کی عظمت کے مُقر — معترف اس کی جلالت کے فقیہانِ کبیر

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں ان کی تعلیمات سے فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

--- --- ---

بے شک معیاری تقریظ لکھنا ایک مشکل کام ہے لیکن کسی مصنف کی تقریظات کو جمع کرنا یہ کوئی آسان عمل ہے؟ اور وہ بھی اعلیٰ حضرت جیسی مقتدر اور رہنما ہستی کی تقاریظ۔ یہ معلوم کرنا نسبتاً آسان ہے کی اعلیٰ حضرت نے کون کونسی کتابیں لکھی ہیں کیوں کہ اس موضوع پر کافی کام ہو چکا ہے لیکن یہ جاننا کہ آپ نے کن کن کتابوں پر تقریظیں لکھی ہیں بے حد دشوار ہے۔ ظاہر ہے کہ اعلیٰ

حضرت کے پاس بے شمار کتابیں برائے تقریظ آتی تھیں۔ اب یہ کیسے پتہ چلے کہ کن کن مصنفین نے آپ کے پاس بے شمار کتابیں بھیجی تھیں اور ان میں سے کس پر آپ نے تقریظ لکھی تھی اور کس پر نہیں؟ اس بے حد مشکل کام کا بیڑا اُٹھایا جناب سید صابر حسین شاہ صاحب بخاری نے اور شبا روز محنت کر کے اہلِ ذوق کے لیے اعلیٰ حضرت کی پچاس (۵۰) تقریظیں ڈھونڈ لائے ہیں۔

پیکرِ اخلاص صابر نے انہیں یک جا کیا — سخت محنت سے کیا آسان یہ کارِ عسیر

اس کے لیے انہوں نے نہ جانے کتنے کتب خانوں کو کھنگالا ہوگا اور کتنی کتابوں کا اس نقطہ نظر سے جائزہ لیا ہوگا۔ ایسا بے مثال مگر دشوار علمی کام شاہ صاحب جیسا ان تھک اور محنتی انسان ہی کر سکتا ہے، میرے جیسا کاہل تو اس کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ اب یہ اہلِ علم قارئین کی ذمہ داری ہے کہ شاہ صاحب کی اس محنتِ شاقہ کی کما حقہ قدر کریں اور شیدائیانِ اعلیٰ حضرت تک اس کتاب کو پہنچانے کی سعی بلیغ کریں۔

و صلی اللّٰہ علی سیدنا و مولینا محمد و علی الہٖ و اصحابہ اجمعین۔

قاضی عبدالدائم دائم
سجادہ نشین خانقاہ نقش بندیہ مجددیہ
ہری پور، ہزارہ

کلماتِ محبت

محسن ملت امام اہل سنت فیض درجات اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں محدث بریلوی قدس سرہ العزیز علم وعمل، تقویٰ وطہارت اور عشق ومحبت کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز تھے۔۔۔وہ کم وبیش ایک سو علوم کے ماہر اور ایک ہزار کے لگ بھگ کتب کے مصنف تھے۔ان کی ذات والا صفات جامع العلوم والحسنات تھی۔۔۔ان کے رسوخ فی العلم اور استقامت علی الشریعت کے احوال پڑھ کر یقین کامل ہو جاتا ہے کہ آپ پر اللہ ورسول (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم) کا خاص کرم تھا۔۔۔ملت اسلامیہ بالعموم اور مسلمانان برصغیر کے لیے بالخصوص آپ کا وجود باوجود نعمت عظمیٰ اور عطیۂ مصطفیٰ ہے۔۔۔اسی امتیازی حیثیت کے پیش نظر آپ مرجع خلائق تھے۔۔۔اساطین علم وفن علمی موشگافیوں کے حل اور اپنے فتاویٰ اور تصانیف کی توثیق وتصدیق اور تائید وتقریظ کے لیے آپ کی طرف رجوع کرتے۔۔۔کتاب اگر معیاری ہوتی تو بلا خوف لومۃ لائم کی نشان دہی فرماتے اور تقریظ سے معذرت کر لیتے، لیکن اگر معیاری اور مفید ہوتی تو مصنف کی حوصلہ افزائی کرتے کہ اہل علم کے علمی کاموں کی تحسین بھی فروغ علم اور تعاون علی الخیر کے زمرے میں آتا ہے۔۔۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا، اعلیٰ حضرت کی ذات مرجع خلائق تھی، جانے کتنے ہی اہل علم نے تقریظ کے لیے اپنی تصانیف آپ کی خدمت میں پیش کی ہوں گی اور کتنے ہی خوش نصیب حضرات کی کتب پر آپ نے رائے دی ہوگی اور اپنے رشحات قلم سے تاثرات کا اظہار کیا ہوگا۔۔۔

اللہ تعالیٰ محترم سید صابر حسین شاہ بخاری قادری کو جزائے خیر دے جنھوں نے نہایت جاں فشانی اور مسلسل جستجو سے ان کتب کا سراغ لگایا، جن پر امام احمد رضا کی تقاریظ تھیں۔۔۔اس تحقیقی کام میں شاہ صاحب کو کتنے ہفت خواں طے کرنے پڑے ہوں گے اس کا اندازہ وہی کر سکتا ہے جسے کبھی نوادرات پر تحقیقی کام کرنے کا موقع میسر آیا ہو۔۔۔یہ امر خوش آئند ہے کہ شاہ صاحب کی

اس محنت شاقہ سے کم وبیش ۵۰ کتب پر تقاریظ جمع ہو گئی ہیں۔۔۔ان تقاریظ کی اشاعت کے بعد ان کتب کے از سر نو تعارف کے ساتھ ساتھ ان کی اہمیت و وقعت میں بھی اضافہ ہو جائے گا۔۔۔اس پر مستزاد یہ کہ اعلیٰ حضرت کی علمی وادبی تحریریں بھی یک جا ہو جائیں گی، جو کلام الامام امام الکلام کی مصداق اور آئینہ دار ہیں۔۔۔اس عظیم کام کو سرانجام دینے پر بخاری صاحب بلاشبہ لائق صد تبریک ہیں۔۔۔

امام احمد رضا بریلوی کی شخصیت پر بہت سے افراد اور ادارے کام کر رہے ہیں ان میں ایک بہت نمایاں نام سید صابر حسین بخاری صاحب کا ہے۔۔۔موصوف کراچی، لاہور ایسے بڑے شہروں اور مراکز علم سے دور ایک دور افتادہ گاؤں میں بیٹھ کر مسلک کی ترجمانی اور دین کی سربلندی کے لیے جو کام کر رہے ہیں اسے دیکھ کر رشک آتا ہے۔۔۔وہ تنہا ایک فرد کا نہیں بل کہ ایک انجمن کا کام ہے۔۔۔

قبل ازیں اس سید زادے نے ''قائد اعظم کا مسلک'' نامی کتاب رقم کر کے عظیم کارنامہ سر انجام دیا ہے، تقریباً ۶۰۰ صفحات کی اس کتاب میں انھوں نے دلائل وبراہین سے ثابت کیا ہے کہ قائد اعظم دین اور دینی عقائد کی قدر کرنے والے صحیح العقیدہ مسلمان اور سچے عاشق رسول تھے۔۔۔یہ کتاب سیکولر عناصر کے غلیظ پروپیگنڈے کا منہ توڑ جواب ہے۔۔۔

محترم سید صابر حسین شاہ بخاری قادری صاحب متعدد کتب کے مصنف ہیں جن میں خاص اعلیٰ حضرت کی شخصیت اور تعلیمات کے حوالے سے دو درجن سے زائد تصانیف ہیں جو ان کی مسلک اور اعلیٰ حضرت سے سچی محبت کی بین دلیل ہے۔۔۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہ سید صابر حسین شاہ بخاری قادری صاحب کی مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت بخشے اور ان کے فیض قلم میں روز افزوں اضافہ فرمائے۔ امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی الہ و اصحابہ اجمعین۔

صاحب زادہ محمد محب اللہ نوری

مدیر اعلیٰ ماہ نامہ ''نور الحبیب''

بصیر پور شریف (اوکاڑہ)

نشانِ منزل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سید الانبیاء والمرسلین رحمۃ للعلمین، شفیع المذنبین جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا:

''ان العلماء ورثۃ الانبیاء''

علمائے حق انبیا کے وارث ہیں۔

نیز فرمایا:

''علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل''

میری امت کے علمائے حق انبیائے بنی اسرائیل کے مظہر ہیں۔

پھر علمائے کرام کی عظمت ورفعت کو اپنے کلام سے یوں بھی اجاگر فرمایا:

''فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم''

عالم کی عابد پر ایسی فضیلت ہے جیسی میری فضیلت تم میں جو ادنیٰ سا درجہ رکھتا ہے اس پر ہے۔

حضرت علامہ فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مستطاب ''فصل الخطاب'' میں رقم فرماتے ہیں کہ روزِ حشر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عالم کو یوں فرمایا جائے گا:

یُقَالُ لِلْعَالِمِ اِشْفَعْ فِیْ تَلَامِیْذِکَ وَ لَوْ بَلَغَ عَدَدُھُمْ نُجُوْمَ السَّمَاءِ۔

اپنے شاگردوں کی شفاعت کرائیں اگرچہ ان کی تعداد آسمان کے ستاروں کے برابر ہو۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ھل یستوی الذین یعلمون و الذین لا یعلمون۔

اور فرمایا:

انما یخشی اللّٰہ من عبادہ العلماء۔

اور ایک سے ایک بڑھ کر عالم ہونے کے بارے میں قرآن مجید میں آیا ہے:

فوق کل ذی علم عظیم۔

ہر علم والے سے بڑا علم والا ہے۔

فضائل علم وعلما پر قرآن وسنت شاہد وناطق ہیں، صحابہ کرام، تابعین وتبع تابعین ائمہ ملت، محدثین وفقہائے امت جن کی برکات سے نہ صرف اہل اسلام مستفیض ہوتے آرہے ہیں بل کہ غیروں کے لیے بھی علوم وفنون کے دروازے کھول دیے اور وہ بھی مسلسل استفادہ کرتے آرہے ہیں ان اکابر کے ہر علم وفن کا تعارف مقصود نہیں، یہاں صرف علمائے اہل سنت کے مسلک حق کی تائید اور سچے عقائد کی حفاظت کے لیے جو قلمی خدمات سرانجام دیں ان پر اپنے وقت کے مجدد اعظم، نائب ابوحنیفہ، مداح غوث الوریٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے پُر وقار، تقاریظ وتصدیقات ثبت فرمائیں، ان کی نقاب کشائی کے لیے، صاحب تصانیف کثیرہ، عالمی شہرت یافتہ قلم کار محقق ومدقق حضرت علامہ پیر سید صابر حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے بڑے صبر آزما مراحل سے گزر کر ان تقاریظ کو مرتب فرمایا ہے کہ فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی روح کے ساتھ ساتھ اپنے دور کے ان جلیل القدر افاضل کی ارواح بھی جھوم جھوم اٹھیں گی۔

جن تصانیف پر امام اہل سنت نے اپنے قلم حقیقت رقم سے تقاریظ کا جمال بخشا وہ عمومی سطح کے مولوی یا عالم نہیں تھے بل کہ برِاعظم ایشیا میں ان کے علوم وکمالات کا سورج بھی نصف النہار پر چمک رہا تھا، وہ اپنے اپنے علاقے تک محدود نہیں تھے ان کے علم کا دائرہ آفاق کو چھو رہا تھا، باوجود وہ حضرات ہر فن میں شیوخ کے مناصب ومراتب پر فائز تھے بایں ہمہ مجدد وقت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے خوشہ ہونے کا یوں اعتراف کیا کہ اپنی اپنی تصانیف وتالیف کو اس وقت تک کامل وقت و مکمل نہ سمجھا جب تک اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تائید وتوثیق نہ فرمائی اور یوں بھی نہیں کہ ادھر کسی صاحب قلم نے اپنی تصنیف وتالیف آپ کی خدمت میں تقریظ کے لیے پیش کی تو آپ کا فوراً قلم حرکت میں آگیا ہو آپ نے اس وقت تک قلم کو ہاتھ نہ لگایا جب تک وہ پوری کتاب آپ نے از خود مطالعہ یا مصنف کی زبانی سن نہ لی ہو۔ اس کی مثال حضرت علامہ قاضی

فضل احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کورٹ انسپکٹر لدھیانہ ہیں جو اپنی کتاب ''انوار آفتاب صداقت'' کی تقریظ کے لیے بہ نفس نفیس بریلی شریف آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ میری کتاب کو اپنی تقریظ سے مزین فرمائیں!

آپ نے فرمایا:

آپ میرے پاس رہیں، لگا ہے گا ہے اپنی کتاب کو سناتے رہیں، جب مکمل سن لوں گا تو تقریظ قلم بند ہوگی۔

چناں چہ قاضی صاحب مرحوم ایک ماہ تک آپ کی خدمت میں رہے اور کتاب مکمل سنائی، تب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریظ سے نوازا اور پھر تقریظ میں ایسے لعل و جواہر بکھیرے جو زیارت کے قابل ہیں۔ یہ مثال ایک کتاب کی نہیں اور یہ کتاب لاجواب جسے ممدوح اکابر حضرت علامہ مولانا سید صابر حسین شاہ مدظلہ نے مرتب فرمایا ہے اس میں پچاس تقاریظ اپنی بہار دکھا رہی ہیں نہ جانے کس کس شخصیت کی تصنیف اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ سے مرصع ہوئی کون جانے؟ تاہم غنیمت ہے اعلیٰ حضرت پیر سید صابر حسین شاہ صاحب بخاری مدظلہٗ کا وجود مسعود جنہوں نے نہایت دل سوزی، انتہائی تلاش و تفحص سے پچاس تقاریظ اعلیٰ حضرت کو مرتب فرما کر ان تاریخی دستاویز کو کتاب کی صورت میں اہل علم و قلم کو نادر تحفہ عطا فرمایا جو ہمیشہ یادگار رہے گا۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ستودہ صفات پر کام کرنے والوں کے لیے تھے یہ بڑی رہ نما ثابت ہوگی۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ جل و علیٰ شاہ صاحب کی برکات علمیہ سے ملت اسلامیہ کو بہرہ مند فرماتا رہے۔ آمین ثم آمین بجاہ سیّد المرسلین صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ و علی اٰلہ و صحبہ و بارك و سلم۔ فقط

محمد منشا تابش قصوری

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور (پاکستان)

۹/۱۱/۲۰۱۲ء

۲۱ رذوالحجۃ المبارکہ ۱۴۳۳ھ یوم الخمیس

ہدیۂ تحسین

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کا زمانہ (۱۸۵۶ء/۱۹۲۱ء) ایک علمی اور نظریاتی زمانہ تھا۔ انگریزی اقتدار کے باوجود برصغیر کے علمائے کرام علمی کام میں خوب مصروف رہتے تھے۔ مساجد آباد ہو رہی ہیں، مدارس قائم ہو رہے ہیں، ادارے کام کر رہے ہیں، تصنیف و تالیف کے مراکز کا آغاز ہو رہا تھا۔ خطیب، ادیب اور مقررین ملک کے گوشہ گوشہ میں پہنچ کر اقتصادی اور نظریاتی خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ اتنے بڑے وسیع ملک کا شاید ہی کوئی شہر، قصبہ، یا قریہ ہوگا جس میں کوئی نہ کوئی عالم دین اسلام کی حقانیت کی شمع روشن کیے نہ بیٹھا ہو۔ اس ماحول میں برصغیر کے عین درمیان ایک عظیم الشان شہر ''بریلی'' میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ شمع محفل بن کر علم و فضل کی روشنیاں پھیلا رہے تھے۔ آپ ایک طرف دلوں میں عشق مصطفیٰ کی آبیاری فرما رہے تھے تو دوسری طرف دینی فتنوں اور بداعتقادی کے طوفانوں کا مقابلہ کر رہے تھے۔ آپ نے سارے برصغیر میں علمائے اہل سنت کا ایک نیٹ ورک قائم کر رکھا تھا جہاں کے علمائے اہل سنت آپ سے رابطہ کر کے دینی راہنمائی حاصل کرتے تھے۔ دینی مشکلات کا حل آپ سے پوچھا جاتا تھا۔ فقہی مسائل کی تشریح آپ سے دریافت کی جاتی۔ اقتصادی راہیں آپ سے تلاش کی جاتیں تھیں۔ اعتقادی مشکلات آپ سے حل کروائی جاتی تھیں۔

آپ ذرا دیکھیں اعلیٰ حضرت کا شہر، شہر علم و فضل بنا ہوا ہے۔ برصغیر کے گوشے گوشے سے علمائے کرام قطار در قطار آ رہے ہیں۔ اعتقادی اور نظریاتی رہنمائی حاصل کر رہے ہیں۔ اپنے اپنے علاقائی مسائل کا حل تلاش کر رہے ہیں۔ ان آنے والوں کو اعلیٰ حضرت کتنی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، خوش ہوتے ہیں، ان کی خدمات کو سراہتے ہیں، پھر اپنی مجالس میں ان سے گفتگو کرتے ہیں۔ ان کی ذہنی تربیت کرتے ہیں۔ یہ بریلی میں آنے والے نہیں دوسری طرف دور دراز میں بسنے والے علمائے کرام ڈاک کے ذریعے مسائل کا حل معلوم کر رہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت

کا قلم اعتقادی ضیائیں بکھیرتا ہوا ان علمائے کرام کے دروازوں پر دستک دینے جا پہنچتا ہے۔ ایک ایک مسئلہ کا حل پوری پوری کتاب تیار کراتا ہے، ایک ایک بات کا جواب پورا پورا رسالہ ترتیب دلاتا جاتا ہے۔ آج ''فتاوی رضویہ'' سامنے رکھا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ فاضل بریلوی ؒ کا قلم کس رفتار سے اہل علم کی فقہی رہنمائی کرتا تھا۔

صرف مسائل کا حل ہی نہیں آپ کی نگاہ برصغیر کے ان مراکز پر پڑتی ہے جہاں علمائے اہل سنت مسلمانوں کی اعتقادی اور نظریاتی زندگی سنوارنے میں مصروف ہیں، وہ اپنے اپنے انداز میں اپنی اپنی علاقائی زبان میں لوگوں کی رہنمائی کر رہے ہیں، اور کتاب شائع کر کے اپنے علاقے تک پھیلا رہے ہیں۔ بریلی کی ''شمع رضا'' کی روشنیاں ان علمائے کرام کی تحریروں پر بھی پڑتی ہیں جنہیں اعلیٰ حضرت سے اعتقادی تعلق تھا وہ اپنے گھر بیٹھے ہیں مگر اعلیٰ حضرت ایسے حضرات کی تحریروں کو پڑھتے ہیں، ان کی کتابوں پر نگاہ ڈالتے ہیں، ان کی کوششوں کو سراہتے ہیں، ان کی حوصلہ افزائی فرماتے ہیں۔ اگر کوئی سنی عالم دین اپنی کتاب لے کر آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہے تو آپ اس کتاب کو نہ صرف بہ نظر تحسین دیکھتے ہیں بل کہ اس پر ''تقریظ'' لکھ کر اس کتاب اور صاحب کتاب کو اپنے دستخطوں سے مزین کر کے مستند بنا دیتے ہیں۔ اس طرح کتاب اور صاحب کتاب جھوم جھوم اٹھتے ہیں۔

ع   وہ دیکھتے ہیں تو کلیاں شگفتہ ہوتی ہیں!

اعلیٰ حضرت کی تقریظ لکھنا نہ صرف کتاب کی شان کو دوبالا کر دیتا ہے بل کہ صاحب کتاب کی قابلیت کو بھی اعزاز سے نواز دیتا ہے۔ عالم اسلام کے بے شمار علمائے کرام نے اعلیٰ حضرت کی تقاریظ سے اپنی کتابوں کو، دینی تصانیف کو، اپنی تحریروں کو مزین اور مستند بنایا۔ یہ تقاریظ کثیر تعداد میں لکھی گئیں ہیں۔ اعلیٰ حضرت ان علمائے اہل سنت کی علمی اور اعتقادی خدمات پر اپنی مہر ثبت کرنے والے ہیں۔ ایک زمانہ گذر گیا ایسی کتابیں جن پر آپ نے تقاریظ لکھی تھیں گمنامی کی وادی میں چلی گئیں، اور آج انھیں چراغ رخ زیبا لے کر بھی ڈھونڈا جائے تو نہیں ملتیں۔ لاہور میں مولانا نبی بخش حلوائی ؒ ''تفسیر نبوی'' لکھتے ہیں تو اعلیٰ حضرت تقریظ لکھتے ہیں، مولانا مفتی محمد عمر الدین ہزاروی ؒ اپنی کتابوں ''الاجازہ فی الذکر الجہر مع الجنازہ، ازالۃ الملامہ عن الامامہ بغیر العمامہ، ہدایۃ العنود الی مسئلۃ المفقود'' پر تقاریظ لکھواتے ہیں۔

مفتی عبدالباقی محمد برہان الحق جبل پوری ؒ کتاب پر تقریظ لکھوانے آتے ہیں۔ لدھیانہ پنجاب سے مولوی فضل احمد ؒ ''انوار آفتاب صداقت'' پر تقریظ لکھواتے ہیں۔ مفتی مولانا فضل رسول قادری ؒ کی کتاب ''المعتقد المنتقد'' پر زبردست تقریظ لکھی گئی۔ مولانا عبدالسمیع بیدل رام پوری ؒ کی کتاب ''انوار ساطعہ'' اعلیٰ حضرت ؒ کی تقریظ سے مزین ہوتی ہے۔ مولانا غلام دستگیر قصوری اپنی کتاب ''تخریج عقائد نوری'' لاتے ہیں تو تقریظ سے مزین کراتے ہیں۔ مولانا ظفر الدین رضوی ؒ فاضل بہار اپنی کتابوں پر تقاریظ لکھوا کر جھوم جھوم جاتے ہیں۔ صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی ؒ اپنی کتاب ''بہار شریعت'' اعلیٰ حضرت ؒ کی تقاریظ کی بارش میں ترتیب دیتے ہیں۔ امرت سر سے نکلنے والا ''الفقیہ'' آپ کی تقاریظ سے لبریز ہے۔

ہمارے فاضل شہیر علامہ سید صابر حسین شاہ بخاری اٹک کے ایک چھوٹے سے قصبہ ''برہان شریف'' میں بیٹھے اعلیٰ حضرت کی علمی یادوں کی شمع جلائے رکھتے ہیں، وہ اٹھے اور اعلیٰ حضرت کی تقاریظ جمع کرنے نکلے، علمائے کرام سے ملے، لائبریریوں کو کھنگالا، مدارس میں پہنچے۔ جہاں جہاں سے کوئی تقریظ ملی اسے کتابی شکل میں مرتب کر کے اہل علم کو دعوت مطالعہ دے رہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت ؒ کے علوم و فنون کے سمندروں سے ہزاروں لوگ گوہر ہائے تابدار تلاش کرتے رہتے ہیں، مگر سید صابر حسین شاہ بخاری صاحب نے جس صنف پر کام کرنا شروع کیا ہے وہ مشکل بھی ہے اور نادر و نایاب بھی۔ آپ اس بحر بے کراں کی غواصی کر کے چند موتی چن لائے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ اہل علم کے لیے ایک نایاب تحفہ تیار کیا ہے۔ آپ نے بڑی محنت اور عقابی نگاہوں سے اعلیٰ حضرت کی تقاریظ کو تلاش کیا، کتابوں کے حواشی اور صفحات سے نقل کیا پھر کتاب اور صاحب کتاب کا مختصر تعارف کرایا اور ان چمکتے ہوئے جواہرات کو بازار مطالعہ میں لا رکھا۔

ع   بیاور ید حریفاں اگر سخن فہمی ایست

ہم سید صابر حسین شاہ بخاری صاحب کی محنت پر ہدیہ تحسین پیش کرتے ہیں، ان کی کاوش کو داد دیتے ہیں، ان کی شبانہ روز محنت پر نذرانہ تبریک پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے بہت بڑا کام کیا۔ یہ غذا اہل علم کی ہے، اہل تحقیق کی ہے، اہل یقین کی ہے کہ خدا معلوم آپ نے کہاں کہاں

سے موتی چنے اور انہیں خوب صورت انداز میں ایک لڑی میں پرو کر ہمیں دعوت مطالعہ دی۔

ع ...ستارہ می شکند آفتاب می سازند

ہم سید صابر حسین شاہ بخاری صاحب کی اس کاوش پر بہت کچھ لکھنا چاہتے تھے مگر حد ادب نے ہمیں روک دیا، ورنہ علمی اور کتابی دنیا میں دیباچہ، مقدمہ، ابتدائیہ، آغازیہ، پیش لفظ، پیش گفتار اور تقریظ کے جو القابات ہیں ان پر کھل کر لکھتے اور بتاتے کہ تقریظ کا کیا مقام ہے اور اس کی کیا اہمیت ہے پھر اس کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ سید صابر حسین شاہ بخاری کو جزائے خیر دے کہ آپ نے فاضل بریلوی کی تقاریظ کو جمع کیا اور پھر ان علمائے اہل سنت کی کاوشوں سے آگاہ کیا جو اعلیٰ حضرت کے علمی حلقہ میں اپنی تحریریں تیار کرتے رہے ہیں اور اعتقادی دنیا میں خیابان آباد کرتے آئے ہیں۔

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

مدیر "جہان رضا"، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قدر افزا تقاریظ

کلک بیاں تاریخ طبع

......۱۴۲۵ھ......

"از فکر جمیل سید صابر حسین شاہ بخاری"

(قطعہ در صنعت تضاعف)

ہے صابر بخاری کی تالیف سے

عیاں اعلیٰ حضرت کا شیریں ادب

کہا اس کا صابر نے سال طبع

تقاریظ شاہ رضا غنچہ لب

......۲۰۰۸÷۲=۲۰۰۴ء......

صابر براری عفی عنہ

جے ون، ۵۶، کورنگی کراچی

۱۵ جولائی ۲۰۰۴ء

باسمہ تعالیٰ

قطعہ تاریخ اشاعت

تقاریظ اعلیٰ حضرت

از قلم: صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی سیالوی ایم اے (مونیاں شریف ضلع گجرات)

پیر صابر شاہ بخاری پیکر فہم و فراست   صاحب اخلاص والفت نیک طینت خوش طبیعت
خوبیاں ہیں حق تعالیٰ سے اُسے بے حد ودیعت   ملک قرطاس وقلم پر ہے اُسے حاصل حکومت
اُس کی ہے تالیف یہ بے مثل نادر اور یکتا   اس کو رکھیں گے بنا کر حرز جاں اہل محبت
اعلیٰ حضرت کی ہیں کار آمد تقاریظ اس میں شامل   لفظ ہے ہر ایک اس کا باعث تسکین و راحت
راہنمائے جادۂ حق ہے ہر اک تحریر اُن کی   اُن کے خامہ کی زباں ہے کاشف اسرار قدرت
آپ کا سینہ تھا علم و آگہی کا اک سمندر   آپ کو حاصل ہر اک صنف سخن پر تھی مہارت
آپ اک فرماں نوا تھے کشور تجدید دیں کے   داعی قرآن و سنت قاطع ہر شرک و بدعت
آ رہی ہے روشنی اسلام کی ہند میں نظر جو   آپ کے فیضان ہی کی ہے یہ اک زندہ کرامت
آپ اپنے دور کے تھے بایزید و بوہریرہ   آپ کی خاک قدم ہے سرمۂ اہل بصیرت
آپ کے لطف و کرم کی دور تک پہنچیں ضیائیں   جن کے باعث ہے فروزاں آج بھی ایوان ملت
کی عطا عشق نبی کی چاشنی لاکھوں دلوں کو   قدوۂ ارباب حق تھے وہ امام اہل سنت
دیکھ کر تالیف یہ ہوں گے نہال اہل عقیدت   شاد ہو گی روح دیں ایمان پائے گا طراوت
فکر جب سال اشاعت کی ہوئی فیض الامین و   غیب سے آواز آئی لذت عرفان و حکمت

۲۰۰۵ء

ہمہ جلوہ تقاریظ منیر (۲۰۰۵)

آواز جہاں خیر وسعادت (۱۴۲۵ھ)

اعلیٰ حضرت کی زباں سے، خامہ سے جاری کیا   جانِ رحمت کے خدائے پاک نے فیضِ کثیر
جو لکھا اُس عبقری نے اور جس موضوع پر   عالم تحقیق و دانش میں ہے شاذ اس کی نظیر
عالمانِ نام آور اس کی عظمت کے مقر   معترف اُس کی جلالت کے فقیہانِ کبیر
فیض عشق مصطفیٰ سے مرحمت اُس کو ہوئی   تابش فکر و عمل، تابانی ذہن و ضمیر
گوشے گوشے سے جہاں کے طالبان فیض کا   اُس کے باب علم پر رہتا تھا اک جم غفیر
اس نے تقریظیں لکھیں اُن کتابوں پر جو تھے   اُس کے بند اُلفت و دام عقیدت کے اسیر
یہ وہ موتی ہیں ''تقاریظ امام احمد رضا''   ہیں مراکز علم کے جن کی چمک سے مستنیر
پیکر اخلاص صابر نے انہیں یکجا کیا   سخت محنت سے کیا آسان یہ کار عسیر
انبساط آمیز حیرت سے سراہا جائے گا   بزم اہل حق ہیں یہ مجموعہ خیر کثیر
اس مبارک کام کی تکمیل کی تاریخ ہے   خوب و دیدہ زیب یہ ''چمن تقاریظ منیر''

۲۰۰۴ء

اس کی تاریخ طباعت بھی بہ تائید سروش   یوں کہی طارق ''ہمہ جلوہ تقاریظ منیر''

۲۰۰۵ء

اندازِ فیضانِ رضا

انقلابِ وقت کا اس پر نہیں ہوتا اثر   دائمی ہے نغمہ گستر سازِ فیضانِ رضا
گردش دوراں کسی صورت دبا سکتی نہیں   جانِ رحمت کی عطا آوازِ فیضانِ رضا
اس کے واصف، معتبر اہل قلم ہر دور کے   رشک کے قابل ہے یہ اعزازِ فیضانِ رضا
یہ کتاب خوب صابر کی ہے تالیف لطیف   جو ہے اک سودائی ممتازِ فیضانِ رضا
فیض بخش ہاتف کے لطف خاص سے طارق کہی   اس کی تاریخ طبع ''اندازِ فیضانِ رضا''

۲۰۰۵ء

ناچیز محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری

افتتاحیہ

امام احمد رضا کی تقریظ نگاری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی و نسلم علی رسولہ الکریم۔

تقریظ کی تعریف:

عرب شریف میں ظہور اسلام سے پہلے جب تمام لوگ خانۂ کعبہ کی زیارت کو آتے تو ان میں شعرا بھی ہوتے تھے جو اس موقع کے لیے اپنے بہترین قصائد تیار کر لاتے، محفل سخن برپا ہوتی، تمام قصائد پڑھے جاتے اور صدر مجلس ان کے محاسن اور معائب پرکھتا اور بہترین قصیدہ کا انتخاب کرتا۔ یہ بہترین قصیدہ خانہ کعبہ کے دروازے پر معلق کر دیا جاتا تھا جو شاعر اور اس کے قبیلے کے لیے بہت بڑا اعزاز ہوتا تھا۔ عربی ادب میں اب بھی ''سبع المعلقات'' کا ذکر ملتا ہے۔ زمانہ جاہلیت کی بہترین شاعری ان قصائد میں مضمر ہے۔ صدر مجلس جب کسی قصیدے کے حق میں فیصلہ کرتا تو یہ فیصلہ یوں ہی انکل پچو نہیں ہوتا تھا بل کہ وہ قصیدے کے موضوع کی اہمیت اجاگر کرتے ہوئے اس کے فنی محاسن اور اسلوب کی توصیف کرتا تھا اور یہی تقریظ ہوتی تھی۔

(محمد ہمایوں عباس شمس، ڈاکٹر: مقدمات، مطبوعہ لاہور، ص ۱۶، ۲۰۰۹ء)

تقریظ کا لغوی مفہوم:

لغات کی روشنی میں اگر تقریظ کے لغوی معنی دیکھے جائیں تو ''فیروز اللغات'' میں کتاب اور مصنف کی تعریف۔ (فیروز الدین، مولوی الحاج: فیروز اللغات مطبوعہ لاہور ۲۰۰۵ء، ص ۳۹۷)

کفایت اردو لغت میں: (عربی، اسم، مؤنث) کسی کی تصنیف کی تعریف کرنا، کسی کتاب کی تعریف، کسی مصنف کی تعریف۔ کتاب پر توصیفی مضمون یا تعارف لکھنا۔

(مختلف مؤلفین: کفایت اردو لغت مطبوعہ کراچی ۲۰۰۹ء، ص ۲۸۰)

اور جدید ''نسیم اللغات'' میں کسی کتاب یا تحریر پر رائے دینا یا اپنے ساتھی یا دوست کی تعریف کرنا ''تقریظ'' کہلاتا ہے۔ (جدید نسیم اللغات، مطبوعہ لاہور، ص ۲۸۱، مرتبین: سید مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی، سید قائم رضا نسیم امروہوی، آغا محمد باقر نبیرہ آزاد)

ماہرین لغات اس بات پر متفق ہیں کہ کسی کتاب یا اس کے مصنف کے بارے میں تعریف و توصیف کو تقریظ ہی کا نام دیا جاتا ہے اور یہ عربی ہی کا لفظ ہے۔

تقریظ نگاری کی روایت:

اردو میں تبصرہ نگاری کی روایت کے ضمن میں تقریظ نگاری کے بارے میں مشہور نقاد اور تبصرہ نگار پروفیسر سفیر اختر کی رائے ملاحظہ فرمایئے:

''جہاں تک اردو زبان کی دنیائے تصنیف و تالیف کا تعلق ہے فارسی کے زیر اثر ابتداء معاصر اہل قلم کی کاوشوں پر رائے کو 'تقریظ' کہا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ظہور اسلام سے پہلے مکہ اور اس کے گرد و نواح کے شاعر عکاظ کے بازار میں جمع ہوتے اور اپنا اپنا کلام سناتے تھے۔ جس بزرگ شاعر کو نوجوان طبع آزما صدر مجلس کی حیثیت دیتے وہ سب کا کلام سن کر کسی ایک کی کاوش کو دوسروں کی منظومات سے برتر قرار دیتا تھا۔ بہتر نظم کے محاسن شعری بیان کرتا تھا اور یہی تقریظ تھی۔ اس تقریظ کے نمونے ہمارے پیش نظر نہیں، تاہم اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس تقریظ گوئی میں محض جانب داری نہ برتی جاتی تھی بل کہ کلام کے اچھے اور کم زور دونوں پہلوؤں پر رائے زنی ہوتی تھی تاہم چھاپے کی مشین کی ایجاد اور برصغیر پاک و ہند میں اس کے تعارف کے بعد جب کتابیں چھپ چھپ کر عام ہونے لگیں تو مصنفین اور ناشرین نے اپنی مطبوعات کی وقعت بڑھانے کے لیے ان پر معروف اہل علم کی آراء شائع کرنا شروع کیں، ان آرا کو دیباچہ، تقریظ، یا خاتمۃ الطبع کا نام دیا گیا۔''

(ششماہی نقطۂ نظر، اسلام آباد، اکتوبر ۱۹۹۶ء تا مارچ ۱۹۹۷ء، ص ۱۴)

تقریظ کا اصطلاحی مفہوم:

پیر سید نصیر الدین نصیر گیلانی مرحوم (م ۱۴۳۰ھ/۲۰۰۹ء) تقریظ کے اصطلاحی مفہوم کی وضاحت ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''تصنیف و تالیف اور تحقیق و تدقیق کی دنیا میں جب کوئی شخص کسی موضوع پر قلم اٹھا کر تالیف و تصنیف کی خدمت سرانجام دیتا ہے تو وہ اپنے خیال و گمان میں کسی اپنے

سے بڑے صاحب علم و تحقیق شخص کی خدمت میں اپنی تالیف و تصنیف کو پیش کرتا ہے یا کم از کم اپنے ہم پلہ عالم و محقق کو دعوت دیتا ہے کہ وہ اس کی علمی کاوش پر ایک محققانہ اور دیانت دارانہ نظر عمیق ڈال کر اس کے مندرجات کو بغور پڑھے، کہیں گنجائش ترمیم و اصلاح ہو تو کر دے، ورنہ اس کی تصدیق کرتے ہوئے اس کے لیے چند جملے تحریر فرما دے۔ لہٰذا تقریظ نگار کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ وہ پوری دیانت داری اور علمی و تحقیقی انصاف کے تقاضے ملحوظ رکھتے ہوئے اس کتاب پر تقریظ لکھنے سے پہلے اس کے مسودات و مندرجات کو اچھی طرح پڑھ لے۔ حوالہ جات اصل کتب سے دیکھ کر تسلی کر لے، کیوں کہ تقریظ لکھنے کے بعد اس کی صحت و سقم اور قوت و ضعف کی ذمہ داری مصنف پر کم اور تقریظ نگار پر زیادہ ہوتی ہے۔ اس لیے جو لوگ واقعی ارباب علم اور اصحاب تحقیق ہوتے ہیں وہ کبھی شوقیہ اور پیشہ ورانہ تقریظ نگار بننا قطعاً پسند نہیں کرتے، لیکن اگر انہیں یہ ذمہ داری سونپ ہی دی جائے تو پھر وہ اسے پوری دیانت داری سے نبھاتے ہیں۔"

(نصیر الدین نصیر، سید: الطمة الغیب علی ازالة الریب، مطبوعہ اسلام آباد، ۲۰۰۳ء، ص ۱۴۷)

تقریظ اور تصحیح میں فرق:

کسی کتاب کی صحت و سقم کی تمام ذمہ داری اس کے تقریظ نگار پر کب ڈالی جاتی ہے؟ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک تقریظ نگار کی حیثیت سے اس حقیقت حال سے پردہ یوں اٹھاتے ہیں:

"جس نے علم کی خدمت کی یا عقل و تمیز کے ساتھ علما کی صحبت میں بیٹھا تو وہ تقریظ اور تصحیح کرنے والوں کے الفاظ میں تمیز کر لیتا ہے کہ تقریظ والے اگر یوں کہیں کہ ہم نے یہ رسالہ یا فتویٰ اول سے آخر تک غور و تامل کے ساتھ دیکھا جیسا کہ گنگوہی نے براہین قاطعہ کی تقریظ میں لکھا تو انھوں نے اس رسالہ یا فتویٰ میں جو کچھ ہے اس سب کی صحت کا ذمہ لیا اور اس وقت درست ہے کہ اس میں جو کچھ معانی اور عبارات ہیں وہ سب ان تقریظ کرنے والوں کی طرف نسبت کیے جائیں اور اگر یوں کہیں کہ ہم نے اسے جابجا دیکھا اور نافع پایا تو صرف اس کی تحسین کی جس مادہ میں کتاب

لکھی گئی، رہے بیان کے طریقے اور دلیل کی روانی اور الفاظ و عبارت ان کے حال سے سکوت ہے نہ انکار ہے نہ اقرار اور اسی طرح فتویٰ کی تصحیح میں مصحح کا کہنا کہ حکم صحیح ہے بل کہ کبھی ایک پوشیدہ نظر سے اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ دلیل یا الفاظ میں کچھ ناپسند ہیں جب تو صرف حکم کو صحیح بتایا اور اگر لفظ نفس زیادہ کر دیا (کہ لفظ نفس صحیح ہے) تو یہ نقص پر زیادہ دلیل ہوگا۔ اور اگر مصححین اپنے لفظوں میں دعویٰ کا اعادہ کریں اور کہیں کہ مجیب نے اس کے دلائل کی تفصیل کی تو ان کے کلام سے دلائل ہی کی تسلیم بھی جائے گی اور ممکن ہے کہ انھوں نے نفس دعویٰ میں کسی لفظ کا بدلنا یا بڑھانا یا کسی حرف کا گھٹانا پسند کیا۔ اسی وجہ سے اسے اپنی عبارت میں ذکر کیا اور یہ بھی ممکن ہے کہ انھوں نے دعویٰ کا اعادہ زیادت توضیح و تاکید و تصریح کے لیے کیا ہو تو مصححین پر کچھ حکم نہ لگایا جائے گا کہ انھوں نے اصل کا دعویٰ برقرار رکھا اس پر کچھ اعتراض کیا۔ اور جب نفس دعویٰ میں یہ بات ہے تو تیرا ان خارج زائد لفظوں پر کیا گمان ہے جنھیں دلیل سے نہ تعلق ہے نہ دعویٰ سے، یہ وہ ہے جو عالمانہ طریقہ کا مقتضی ہے۔"

(امام احمد رضا محدث بریلوی: الدولة المکیہ بالمادة الغیبیہ، مطبوعہ کراچی، ص ۱۹۳ تا ۱۹۵، مترجم: حامد رضا خان بریلوی)

تقریظ نگاری اور امام احمد رضا بریلوی:

یہ حقیقت ارباب علم و دانش پر عیاں ہے کہ تقریظ نگاری یقیناً ایک مشکل فن ہے، لیکن امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس فن میں بھی اوج ثریا پر نظر آتے ہیں۔ مولانا شکیل احمد قریشی اعظمی تقریظ نگاری کی مشکلات اور امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی "تقریظات" کے بارے میں یوں خامہ فرسا ہیں:

"کسی بھی کتاب پر تقریظ کا لکھنا اتنا آسان نہیں جتنا کہ آج کل لوگ تصور کرتے ہیں۔ اس لیے کہ تصدیق و نظر ثانی اور پھر تقریظ بڑا ہی مشکل امر ہے۔ اس لیے کہ صاحب کتاب کے احوال کا علم ہونا ضروری ہے ورنہ پھر تصدیق پر مہر ثبت کیسے ہوگی اور پھر صاحب کتاب سے کہیں زیادہ تقریظ و نظر ثانی کرنے والے کا بھی صاحب علم و فضل ہونا ضروری ہے، جب ہی تو وہ کتاب کی ہر سطر و قیل و قال، سوال و جواب، عقائد و نظریات، فضائل و مسائل کی صحیح ترجمانی فرمائے گا۔ اس لیے تقریظ و تصدیق

کے بعد کتاب کامل و اکمل تسلیم کی جاتی ہے۔ اسی لیے ہر چھوٹا اپنے بڑے کے پاس کتاب دکھانے کے لیے جاتا ہے تا کہ جو کتاب میں کوتاہی و کمی بیشی رہ گئی ہو وہ حضرت کے دم قدم سے پوری ہو جائے۔ اس تناظر میں جب ہم سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی عملی زندگی دیکھتے ہیں تو ہزارہا مصروفیات کے باوجود اس سلسلے میں چھوٹوں پر شفقت فرماتے اور صاحب کتاب کی حوصلہ افزائی بھی فرماتے۔ یقیناً جن کتابوں پر امام احمد رضا کی نگاہ کرم ہو جائے اور ساتھ ہی تقریظ کے ساتھ مہر ثبت ہو جائے وہ کتاب ہی لاثانی ہے۔''

(سہ ماہی افکار رضا ممبئی، اپریل تا جون ۲۰۰۷ء، ص ۱۰)

امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء ــــ ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) عالم اسلام کی شہرہ آفاق شخصیت ہے۔ آپ رشد و ہدایت کے افق پر آفتاب بن کر چھائے رہے۔ اصلاح فکر و اعتقاد میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔ کثیر التصانیف بزرگ ہیں۔ مختلف علوم و فنون پر آپ کی تقریباً ایک ہزار کتابیں بتائی جاتی ہیں۔ ان میں ''کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن''، ''فتاوی رضویہ'' اور ''حدائق بخشش'' کو شہرت عام بقائے دوام حاصل ہے۔ مشاہیر علمائے کرام آپ کے حلقہ اثر سے وابستہ ہیں۔ ناموس مصطفیٰ کی پاسبانی میں آپ نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی، اس پر آپ کی تصانیف شاہد عدل ہیں۔

آپ کے عہد میں علمائے کرام کی نظریں آپ پر ٹھہرتیں، وہ اپنے مسائل کے حل کے لیے آپ کی طرف رجوع کرتے، اپنی تصانیف کو آپ کی تقاریظ سے مزین کراتے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کسی کتاب پر تقریظ لکھنے میں بے حد احتیاط فرماتے تھے۔ آپ خود کتاب کا مطالعہ کر کے یا مصنف کو سامنے بٹھا کر ساری کتاب سن کر ''تقریظ'' عنایت فرماتے تھے۔ نظریاتی اور اعتقادی دنیا میں اہل سنت کی مثالی شخصیت علامہ قاضی فضل احمد حنفی نقش بندی مجددی صادقی لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''انوار آفتاب صداقت'' پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے تقریظ کیسے لکھوائی، یہ دل چسپ کہانی ان ہی کی زبانی ملاحظہ فرمائیے:

''فقیر اس کتاب کو لے کر بریلی شریف میں بخدمت اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ فاضل ابن فاضل ابن فاضل مولانا مولوی قاری حاجی شاہ احمد رضا خاں حاضر ہوا۔

حضرت دیکھ کر خوش ہوئے اور فرمایا کہ جب تک میں خود اس کتاب کو بالاستیعاب نہ دیکھ لوں تب تک میری تسلی نہیں ہو سکتی اور نہ میں اس پر کوئی تقریظ لکھ سکتا ہوں۔ لیکن بہ وجہ آشوب چشم خود پڑھ نہیں سکتا۔ دوسری صورت یوں ہو سکتی ہے کہ آپ مجھے یہ کتاب حرف بہ حرف ابتدا سے آخیر تک سناویں تو میں اپنا اظہار رائے کر سکتا ہوں مگر آپ کو اس میں تکلیف ہوگی اور عرصہ تک ٹھہرنا پڑے گا۔ فقیر نے عرض کیا کہ میں اس تکلیف کو برداشت کرنے کے لیے تیار ہوں کہ جناب کو اس کتاب کے سنانے کی تکلیف دوں اور میں اس تکلیف دہی کی معافی چاہوں۔ حضرت نے منظور فرمایا، بتیس یوم میں اس کتاب کو ابتدا سے اخیر تک سماعت فرما کر اظہار خوش نودی فرمایا اور اپنی تقریظ زریں سے کتاب کو مزین فرمایا اور اس پر ایک اجازت نامہ وعظ و تردید فرق باطلہ کی عنایت فرمایا جو کتاب 'انوار آفتاب صداقت' کے صفحے پر درج ہے۔ یعنی ۲۱ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ کو میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ۲ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ کو اس کام سے فارغ ہوا اور واپس لدھیانہ ہوا۔''

(فضل احمد لدھیانوی، علامہ قاضی: انوار آفتاب صداقت، ج ۲ (فضل الوحید فی جواب اثبات التوحید) مطبوعہ لاہور ۱۳۴۶ھ/۱۹۲۸ء، ص ۲۶، ۲۷)

ایسی کتاب جس کی اشاعت عامۃ المسلمین کے لیے مفید نہ ہوتی اس پر تقریظ نہ لکھتے، یہاں تک کہ مولانا عنایت اللہ خان رام پوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۷ء) جن کے آپ کے ساتھ خصوصی مراسم تھے، کی ایک کتاب تقریظ کے لیے آپ کے پاس لائی گئی تو آپ نے ملاحظہ فرمانے کے بعد یہ فیصلہ صادر فرمایا:

''والا حضرت حامی سنت ماحی بدعت عظیم البرکت حضرت مولانا مولوی شاہ محمد ارشاد حسین صاحب رام پوری نور اللہ مرقدہ النوری کے صاحب زادے مولانا معوان حسین سلمہ کے ساتھ مولوی ہدایت اللہ خاں صاحب خلف حافظ عنایت اللہ خاں صاحب اپنے والد ماجد کا ایک فارسی رسالہ دربارہ سلوک و بعض مصطلحات اور تذکرہ حضرت مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ ۱۷ ذی الحجہ کو قریب مغرب فقیر کے پاس بہ غرض تقریظ لائے اور عذر بے فرصتی نہ مانا کہ رسالہ چھپ رہا ہے، ص ۳۹ تک طبع ہو چکا ہے،

تھوڑا باقی ہے جلد چند مواقع سے دیکھ کر تقریظ لکھ دی جائے۔ فقیر نے کہا کیا بہ نظر مخالفانہ دیکھنے کی اجازت ہے؟ کہا: بہت ضروری اور یہی مقصود و منظور کہ غیروں کے اعتراض سے پہلے آپس میں بات منقح ہو جانا ہی مناسب۔ فقیر نے رسالہ لے کر رکھ لیا اور بعد مغرب، معمولات سے فارغ ہو کر اُسے کھولا، پہلی نظر ایک عبارت پر پڑی کہ مذاقِ فقیر پر سخت گراں تھی، پھر کچھ ورق پلٹ کر دیکھا، چار بار ایسا ہی کیا، شانِ الٰہی کہ ہر بار ایسی ہی عبارت زیرِ نظر آئی اور وقت یہ تھی کہ یہ سب صفحہ ۳۹ کے اندر ہیں جہاں تک طبع ہو چکنا انھوں نے بیان کیا۔ فقیر نے کتاب بند کر دی اور زیادہ دیکھنے کی حاجت نہ جانی۔ میری رائے قاصر میں ایسی عبارات کی اشاعت حق عامہ ناظرین میں مضر ہوں گی، زمانہ وہ آ گیا ہے کہ خود اصول دین میں فتنہ اندازوں کی گھٹائیں چاروں طرف گھنگور چھائی ہوئی ہیں۔ اس وقت مسلمانوں کو اس کی حاجت ہے کہ انھیں الٰہیات و نبوات کے عقائد سکھائے جائیں۔ اللہ کو اللہ، رسول کو رسول جاننے اور ماننے کے معنی بتائیں جائیں۔ ان کا ایمان سنبھالا جائے نہ کہ اور اضطراب میں ڈالا جائے۔''

(امام احمد رضا محدث بریلوی، اعلیٰ حضرت: العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ، ج ۱۲، ص ۱۲۷، مطبوعہ ممبئی)

تقاریظ امام احمد رضا پر ایک طائرانہ نظر:

ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء) نے ''حیات امام احمد رضا'' کا پندرہ جلدوں پر مشتمل ایک جامع منصوبہ بہ عنوان ''دائرہ معارف امام احمد رضا'' ترتیب دیا جو ۱۹۸۲ء میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی کے زیر اہتمام شائع ہوا۔ حضرت مسعود ملت رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۲ر اکتوبر ۱۹۸۲ء کو اپنے دست خط سے مزین کر کے یہ خاکہ راقم کو ارسال فرمایا اور اس پر غور و فکر کی دعوت دی۔ اس کی پندرھویں جلد کے چھٹے باب کا دوسرا عنوان ''تقاریظ امام احمد رضا'' ہے۔ راقم اسی عنوان کو پیش نظر رکھتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقاریظ جمع کرنے میں مصروف ہوا۔

امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جن کتب پر تقاریظ قلم بند کیں ہیں ان کی تعداد کا کوئی

تعیین نہ ہو سکا۔ بعض کتب کے بارے میں مشہور تھا کہ ان پر آپ کی تقاریظ ہیں لیکن تلاش بسیار کے باوجود نہ مل سکیں۔ مفسر قرآن علامہ نبی بخش حلوائی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۵ھ/ ۱۹۳۵ء) کی ''تفسیر نبوی'' پر تقاریظ لکھنے والے علمائے کرام کی فہرست میں اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام شامل ہے لیکن آپ کی تقریظ آج تک نہ چھپ سکی، ظاہر ہے ضائع ہو چکی ہوگی ورنہ سامنے آ جاتی۔

فقیہ اعظم ابو یوسف محمد شریف محدث کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''حنفی نماز مدلل'' کے بارے میں مشہور ہے کہ اس پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تقریظ لکھی تھی۔ یہ کتاب پیش نظر ہے۔ اس پر آپ کی تقریظ تو نہیں البتہ فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو دی گئی ''السند والاجازۃ'' (عربی زبان میں) شامل ہے۔ غالباً غلط فہمی کی بنا پر اسے ہی تقریظ سمجھا گیا۔ پیشوائے دیوبندیت مولانا رشید احمد گنگوہی (م ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء) کی کفری عبارت پر سب سے پہلے ۱۳۰۹ھ میں فتویٰ کفر صادر فرمانے اور اسے شائع کرنے والے اہل سنت کے ممتاز عالم دین مولانا نذیر احمد خان رام پوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۲۳ھ) کی تصنیف ''السیف المسلول علی منکر علم غیب الرسول ﷺ'' کے بارے میں سننے میں آیا کہ اس پر اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ ہے۔ تلاش و جستجو کے بعد جب یہ کتاب سامنے آئی تو دیکھا کہ فاضل مصنف نے کتاب کے آخر میں ضمیمہ کے طور پر علمائے اعلام و مفتیانِ اسلام کے کئی فتاویٰ شامل کیے ہوئے ہیں جن میں اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مفصل فتویٰ بہ نام تاریخی ''انباء المصطفیٰ بحال سر و اخفیٰ'' (۱۳۱۸ھ) سرفہرست ہے، جو صرف کتاب کے موضوع سے مطابقت رکھتا ہے، غلط فہمی کی بنا پر اسے بھی اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ ہی سمجھ لیا گیا ہے حالاں کہ ایسا نہیں ہے۔

مولانا سید شاہد علی رضوی رام پوری نے مولانا مفتی شاہ سلامت اللہ رام پوری نقش بندی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۲۰ء) کی ایک کتاب ''گیارھویں شریف'' ترجمہ و تحشیہ و جدید ترتیب کے ساتھ شائع کی۔ بعد ازاں یہی کتاب مجاہد اہل سنت محمد نعیم اللہ خاں قادری نے ''غیر مقلدین کو دعوت انصاف'' جلد دوم میں شامل کی۔ مولانا سید شاہد علی رضوی رام پوری نے اس کتاب میں ایک جگہ مولانا مفتی شاہ سلامت اللہ رام پوری رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری کتاب ''عمدۃ الفاتحہ فی ادلۃ جواز العرس والفاتحہ'' کا اشتہار بھی دیا کہ عرصہ دراز کے بعد اس کا تیسرا ایڈیشن جدید ترتیب، حوالوں، عربی فارسی عبارات کے ترجموں اور ضروری حواشی کے ساتھ بہت جلد منظر عام پر آ رہی ہے اور

ساتھ یہ بھی لکھا:

"اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شان دار عالمانہ تقریظ و تصدیق"

فقیر نے جب یہ پڑھا تو خوشی کی انتہا نہ رہی کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تقاریظ میں ایک اور نام کا اضافہ ہوا ہے۔ فقیر نے "عمدۃ الفائحہ" کی تلاش و جستجو شروع کر دی۔ برادرم خلیل احمد رانا نے مولانا فضل اللہ چشتی مصنف "تحریفات" سے رابطہ کیا کہ یہ کتاب تلاش کر کے بھیج دو، انھوں نے حامی بھرلی۔ کافی تگ و دو کے بعد جب انڈیا سے کتاب آئی تو اس پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ نہ تھی۔ محمد ثاقب رضا، لاہور نے بھی انڈیا سے اس کتاب کی نقل حاصل کی تو اس پر بھی تقریظ نہ تھی۔

سال ہا سال کی تحقیق و جستجو کے بعد مختلف کتب پر اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی چھوٹی بڑی پچاس ۵۰ تقاریظ دست یاب ہوئی ہیں جن کی تفصیل پیش خدمت ہے:-

۱-الاجازہ فی الذکر الجہر مع الجنازہ:

یہ فاضل جلیل مولانا مفتی محمد عمر الدین ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۹ھ/۱۹۳۱ء) کی کتاب ہے۔ موضوع نام سے ظاہر ہے۔ اس کے صفحہ ۲۸ تا ۳۲ پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ جلیل شامل ہے۔ تقریظ احادیث پاک اور اکابر امت کے حوالوں سے مزین ہے۔

۲-اجتناب العمال عن فتاوی الجہال:

حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) کا یہ رسالہ قنوت نازلہ کے بارے میں چند سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے، جس پر جید علمائے کرام کی تقاریظ کے ساتھ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ بھی شامل ہے۔ حجۃ الاسلام کا یہ رسالہ "فتاویٰ حامدیہ" میں بھی شامل ہے۔

۳-اجلال الیقین بتقدیس سید المرسلین ﷺ

مفتی عبد الباقی محمد برہان الحق جبل پوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء) کی اس تصنیف کے صفحہ ۲۸ پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ موجود ہے، جس میں آپ نے مصنف کی کوشش کو سراہتے ہوئے دعائیہ کلمات سے نوازا۔ فاضل مصنف اس تقریظ بے مثال کو اپنے لیے ایک مستحکم سند سمجھتے تھے۔

۴-احتراز الصالحین عن شرور الفاسقین:

مولانا حافظ عبد الحلیم قادری کریالوی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تصنیف ۱۳۲۰ھ میں مطبع گلزار حسنی ممبئی سے شائع ہوئی۔ اس میں دیگر مسائل کے علاوہ رویت ہلال کے ایک اہم مسئلہ کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

اس پر برصغیر کے نامور علمائے کرام کی تقاریظ شامل ہیں۔ صفحہ ۲۸ پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ جلیل نمایاں طور پر اس کتاب کی زینت ہے۔

۵-اذاقۃ الاثام لمانعی عمل المولد والقیام:

میلاد شریف کے موضوع پر یہ اہم کتاب امام المتکلمین مولانا مفتی محمد نقی علی خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) کے قلم فیض رقم کا نتیجہ ہے۔ اس کا پہلا ایڈیشن اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مطبع اہل سنت بریلی شریف سے طبع کروایا۔ بعد ازاں ۲۰۰۸ء میں مولانا محمد اسلم رضا تحسینی کی جدید ترتیب و تہذیب سے ادارہ اہل سنت کراچی سے شائع ہو کر سامنے آیا۔ یوں تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی متعدد تصانیف میں اس کتاب کی اہمیت و افادیت کی طرف اشارہ فرمایا لیکن آپ نے "اقامۃ القیامہ علی طاعن القیام لنبی تہامہ" میں اس کے بارے میں جو تقریظی کلمات رقم فرمائے وہ خصوصیت کے حامل ہیں۔

۶-ازالۃ الملامہ عن الامامہ بغیر العمامہ:

یہ رسالہ علامہ مفتی محمد عمر الدین ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۹ھ/۱۹۳۱ء) نے ایک سوال کہ کرتا، پاجامہ، ٹوپی، پگڑی کے بغیر امامت کرانا مکروہ ہے یا نہیں؟ کے جواب میں رقم فرمایا ہے۔ اس میں آپ نے تحقیق کا حق ادا فرما دیا ہے۔ رسالہ کے آخر میں اکابر اہل سنت کی تقریظات و تصدیقات شامل ہیں۔ ان میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ و مہر بھی نمایاں ہے۔

۷-اعلام الاذکیا، باثبات علوم الغیب لخاتم الانبیاء:

یہ رسالہ علوم حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے دفاع میں مولانا ابو الفدا سراج الدین محمد سلامت اللہ رام پوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء) نے مولانا عماد الدین محدث سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش پر لکھا۔ ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء میں مولانا حافظ محمد احمد علی خان شوق رحمۃ اللہ علیہ نے اسے مطبع احمد کوچہ لنگر خانہ ریاست رام پور سے طبع کروایا۔ مسئلہ علم غیب رسول ﷺ پر مشتمل اس اہم رسالہ کے صفحہ ۲۷ تا ۲۹ پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ جلیل زینت بنی۔

۸-البلاغ المبین:

یہ کتاب حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء) کے نام سے منسوب ہے۔ یہ ایک غیر مقلد مولوی فقیر اللہ نے شائع کر کے آپ کے نام سے منسوب کی۔

اس میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد و نظریات کے خلاف مواد شائع کیا گیا۔ مولانا محمد شمس الدین جالندھری رحمۃ اللہ علیہ نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اس کتاب کے بارے میں پوچھا تو آپ نے بھی اسے مصنفات شاہ ولی اللہ تسلیم کرنے سے صاف انکار فرمادیا۔ آپ کا جواب ''فتاویٰ علمائے حنفیہ فی جواب استفتائے شمسیہ'' مطبوعہ جالندھر ۱۳۱۰ھ کے صفحہ ۱۲۳ اور ۱۲۴ پر شائع ہوا ہے۔ البلاغ کے بارے میں آپ کی یہ رائے ''تقریظ'' اردو زبان کا شاہ کار ہے۔

۹۔الحبل القوی لھدایۃ الغوی معروف بہ **اثبات تقلید شرعی:**

یہ مولانا حافظ محمد عبدالرحمن محی (م ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء) رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ ہے جو تقلید کے موضوع پر ایک عمدہ تحریر ہے۔ اس پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ اردو کا ایک اعلیٰ شہ پارہ ہے۔

۱۰۔الصارم الربانی علی اسراف القادیانی:

حجۃ الاسلام مولانا مفتی محمد حامد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) کی قادیانیت کے رد میں لاجواب کتاب ہے۔ ''المستند بناء نجاۃ الابد'' کے صفحہ ۱۹۵ پر عربی میں آپ کی اس کتاب کے مندرجات کو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سراہا ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ان تقریظی کلمات کو مولانا محمد جلال الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء) کے اردو ترجمہ کے ساتھ تقاریظ میں شامل کیا ہے۔

۱۱۔العسل المصفی فی عقائد ارباب سنۃ المصطفیٰ:

اس کتاب میں سراج العارفین سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۲۴ھ) نے اہل سنت کے جملہ عقائد کو نہایت اختصار اور جامعیت کے ساتھ اردو زبان میں قلم بند فرمایا ہے۔ اس پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے عربی اور فارسی میں منظوم تقاریظ لکھی ہیں جو عربی اور فارسی شاعری کا ایک شاہ کار ہیں۔

۱۲۔الفقیہ (ہفتہ وار، امرت سر):

یہ رسالہ سنّی صحافت میں نمایاں مقام رکھتا تھا۔ مولانا معراج الدین احمد نقش بندی کی ادارت میں نکلتا تھا۔ اسے نام ور علمائے کرام کی حمایت حاصل تھی۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اسے قدر کی نگاہ سے دیکھا اور اس پر تقریظ لکھی جو سنّی صحافت کی حوصلہ افزائی کی ایک اعلیٰ مثال ہے۔

۱۳۔اللؤلؤ المکنون فی احکام فونو گراف او گراموفون:

فونوگراف سے قرآن کریم و نعت شریف سننے سے متعلق یہ کتاب مولانا ابوالذکاء سراج الدین محمد سلامت اللہ رام پوری نقش بندی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء) کے قلم فیض اثر کا نتیجہ ہے۔ اس کا پہلا ایڈیشن ۱۳۲۸ھ میں مطبع سعیدی رام پور سے طبع ہوا۔ اس کے صفحہ ۶۸ تا ۱۰۲ پر اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مفصل تقریظ جلیل موجود ہے۔

۱۴۔المعتقد المنتقد:

یہ سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء) کی تصنیف جلیل ہے، جو عقائد اہل سنت پر نہایت اہم کتاب تصور کی جاتی ہے۔ اس پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ''المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد'' کے نام سے عربی زبان میں نہایت وقیع حاشیہ لکھا۔ شروع میں ''خطبۃ الشرح'' کے نام سے آپ کا جو افتتاحیہ ہے وہ عربی تقریظ نگاری کی ایک اعلیٰ مثال ہے۔

۱۵۔الملفوظ:

مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان نوری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء) نے اپنے عظیم والد گرامی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات و ملفوظات کو قلم بند فرمایا اور بعد ازاں اپنے والد گرامی کو سنایا۔ آپ نے سن کر فی البدیہہ ایک تاریخی قطعہ رقم فرمایا، جس میں فاضل مرتب کا حوصلہ بڑھایا اور ''الملفوظ'' نام عطا فرمایا۔ یہ بھی منظوم تقریظ ہے جو اختصار و جامعیت اور تاریخ گوئی کی ایک اعلیٰ مثال ہے۔

۱۶۔النور واللمعہ فی ذکر الجمعہ:

نماز جمعۃ المبارک کے بعض مسائل پر مبنی یہ رسالہ مولانا قاضی محمد گوہر علی شاہ حسنی الحسینی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۱ء) کے قلم اثر کا نتیجہ ہے۔ یہ ۱۹۰۴ء میں منظور عام پریس لاہور سے طبع ہوا۔ اس کے صفحہ ۲ پر اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ موجود ہے۔ جو ایک فقہی شاہ کار ہے۔

۱۷۔انوار آفتاب صداقت:

یہ عظیم اور ضخیم کتاب علامہ قاضی فضل احمد حنفی نقش بندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے قلم بند فرمائی ہے۔ یہ رد وہابیت و دیوبندیت میں لاجواب ہے۔ علمائے کرام کی کثیر تعداد نے اس پر تقاریظ لکھیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فاضل مصنف سے یہ ساری کتاب سن کر ایک زوردار تقریظ لکھی جو کتاب کی زینت ہے۔

۱۸-انوار الحسنات فی ردّ البدعات:

بدعات وضلالت کے ردّ میں یہ کتاب مولانا حکیم غلام احمد شوق فاروقی فریدی سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) کے اثر خامہ کا نتیجہ ہے۔ اس پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تقریظ رقم فرمائی ہے جو جامعیت اور اختصار کا ایک عمدہ نمونہ ہے۔

۱۹-انوار الشروق فی احکام الصندوق:

یہ کتاب الشیخ محمد علی مکی المالکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء) کے رشحات قلم کا نتیجہ ہے۔ اس میں ریڈیو کے بارے میں شرعی حکم صادر فرمایا گیا ہے۔ یہ ۱۳۴۹ھ میں طبع ہوئی اس پر شیخ عبداللہ نابلسی رحمۃ اللہ علیہ اور سید محمد عبدالحی کتانی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظات موجود ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ''الکشف شافیا حکم فونوجرافیا'' کے آغاز میں اس کتاب کے بارے میں تقریظی کلمات لکھے ہیں۔

۲۰-انوار ساطعہ دربیان مولود فاتحہ:

یہ مولانا شاہ عبدالسمیع بیدل رام پوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء) کی شہرہ آفاق کتاب ہے۔ مشاہیر علمائے کرام کی تقاریظ سے مزین ہے۔ اس پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عربی تقریظ مصنف کے اردو ترجمہ کے ساتھ شامل ہے۔ عربی فصاحت وبلاغت میں اس تقریظ کی مثال ملنا محال ہے۔

۲۱-اوضح البراهين علی عدم جواز الصلوة خلف غیر مقلدین:

یہ رسالہ مولانا ابوالذکا سراج الدین محمد سلامت اللہ رام پوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء) کے قلم فیض اثر کا نتیجہ ہے۔ یہ ۱۳۲۷ھ میں انجمن نعمانیہ لاہور کے زیر اہتمام گلزار محمدی سٹیم پریس لاہور سے طبع ہوا۔ اس میں آپ نے غیر مقلد کی امامت کے ناجائز ہونے پر قرآن وحدیث وفقہ سے بیس دلائل دیے ہیں۔ یہ رسالہ ممتاز علمائے کرام کی تقاریظ سے مزین ہے۔ صفحہ ۲۴ پر اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ سرفہرست اور نمایاں طور پر موجود ہے۔

۲۲-اهلاک الوهابیین علی توهین قبور المسلمین:

یہ فاضل جلیل مولانا مفتی محمد عمر الدین ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۹ھ/۱۹۳۱ء) کے رشحات قلم کا نتیجہ ہے۔ اس پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت مفصل اور دو فصلوں پر مشتمل تقریظ جلیل رقم فرمائی

ہے جو ایک الگ کتاب کی حیثیت رکھتی ہے۔

۲۳-ایضاح سنت:

مولانا مولوی محمود جان قادری رضوی جام جودھ پوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۰ء) کی یہ تصنیف لطیف آٹھ مختلف سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے۔ پچاس سے زائد نامور علمائے کرام کی تصدیقات وتقریظات سے مزین ہے۔ ۱۹۱۷ء میں اصح المطابع پریس لکھنؤ سے چھپنے والی اس کتاب کے صفحہ ۱۲۳ پر امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ جمیل اشاعت پذیر ہے۔

۲۴-بہار شریعت:

صدر الشریعہ علامہ محمد امجد علی اعظمی قادری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء) کی اس عظیم کتاب کے ابتدائی حصوں پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی چار تقاریظ ہیں، جو فصاحت و بلاغت، اختصار و جامعیت میں بے مثال ہیں۔

۲۵-تحقیق المرام فی وجوب تعیین تقلید الامام:

مولانا ابوالذکا سراج الدین محمد سلامت اللہ رام پوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء) کی یہ کتاب ماہ نامہ ''تحفہ حنفیہ''، پٹنہ میں قسط وار شائع ہوئی۔ اس پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے شاندار تقریظ رقم فرمائی جو ''تحفہ حنفیہ''، پٹنہ کے شمارہ شوال المکرم ۱۳۲۱ھ کے صفحہ ۱۹، ۲۰ پر شائع ہوئی۔ اردو تقریظ نگاری میں یہ منفرد حیثیت کی حامل ہے۔

۲۶-تذکرۃ النعمان:

سراج الائمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تذکار پر مشتمل تذکرۃ النعمان علامہ قاضی سید شاہ محمد عبدالقدوس قادری حنفی بنگلوری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف ہے۔ اس کے صفحہ ۴۸۶ پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ نمایاں طور پر موجود ہے۔

۲۷-تقبیل یادست بوسی وقدم بوسی:

یہ رسالہ والدین، اساتذہ اور دیگر اہل علم وفضل کے ہاتھ پاؤں چومنے کے موضوع پر ایک لاجواب اور بے مثال تحریر مولانا محمد عماد الدین محدث سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ نے مخدوم زادہ مولانا صبغۃ اللہ عثمانی انجیلانی پانی پتی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کی فرمائش پر قلم بند فرمایا ہے۔ جسے الحاج خواجہ صادق علی شاہ میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ نے سید الیکٹرک پریس ملتان سے شائع کر کے عام کیا تھا۔ اگرچہ اس پر مشاہیر

علمائے کرام کی تقاریظ ہیں، لیکن اعلیٰ حضرت بریلوی ؒ نے اس پر نہایت خوب صورت پیرائے میں تقریظ رقم فرمائی ہے جو اس کے صفحہ ۱۲ تا ۱۳ پر نمایاں طور پر موجود ہے۔

۲۸-تنبیہ الغفول عن علم غیب الرسول ﷺ

یہ رسالہ رئیس الفضلا راس العرفا مولانا محمد عبید اللہ مکی بدایونی قادری چشتی ؒ (م ۱۳۱۵ھ) نے قلم بند فرمایا جسے ۱۳۱۹ھ میں سیٹھ حاجی محمد قاسم سورتی ؒ نے مطبع گلزار حسنی بمبئی سے طبع کرایا تھا۔ اس کے آخر میں صفحہ ۵۰ تا ۵۲ پر اعلیٰ حضرت بریلوی ؒ کے دو عربی قطعات شامل ہیں، جو آپ نے فاضل جلیل کے وصال پر استخراج فرمائے تھے۔

۲۹-توضیح المرام فی اثبات المولد والقیام:

یہ مولانا ابو نصر حکیم محمد یعقوب حنفی قادری ؒ کی تالیف ہے جو بزم حنفیہ لاہور کے زیر اہتمام چھپ کر سامنے آئی۔ اس کے صفحہ ۲۶ تا ۲۸ پر اعلیٰ حضرت ؒ کی عالمانہ اور صوفیانہ تقریظ موجود ہے۔

۳۰-جواہر البیان فی اسرار الارکان:

امام المتکلمین مولانا محمد نقی علی خان بریلوی ؒ (م ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) کی اس بے مثال کتاب کے آغاز میں اعلیٰ حضرت ؒ کی تقریظ شامل ہے۔ جس میں آپ نے اپنے والد گرامی کے حالات اور ان کی تصنیفات کی تفصیل دی ہے اور آخر میں ان کی ولادت اور وفات کے مادہ تواریخ استخراج فرمائے ہیں۔

۳۱-ذوق نعت:

یہ برادر اعلیٰ حضرت مولانا محمد حسن رضا خان بریلوی ؒ (م ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) کا نعتیہ دیوان ہے۔ آپ کی علالت میں یہ طباعت کے آخری مراحل میں تھا کہ آپ عالم جاودانی ہو گئے۔ بعد ازاں آپ کے فرزند ارجمند مولانا حکیم حسنین رضا خان بریلوی ؒ نے ۱۳۲۶ھ میں ہی اسے شائع کر دیا۔ اعلیٰ حضرت بریلوی ؒ نے ''ذوق نعت'' کی تاریخ میں فارسی میں دو شاہکار قطعات استخراج فرمائے جو فارسی میں منظوم تقریظ نگاری کی ایک نہایت اعلیٰ مثال ہے۔

۳۲-رسالہ مباحث امامت:

یہ رسالہ پیر سید غلام محی الدین فقیر عالم قادری برکاتی ؒ (م ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء) کے رشحات

قلم کا ثمرہ شیریں ہے۔ یہ چھ فصلوں اور ایک خاتمے پر مشتمل ہے۔ اس میں امامت واقتدا و نماز پڑھنے کی ترکیب اور ایسے لوگوں کی نشاندہی جن کی اقتدا میں نماز نہیں ہوتی جیسے اہم موضوعات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ اب تک اس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اعلیٰ حضرت بریلوی ؒ نے اس پر تقریظ لکھ کر تصدیق و تحسین فرمائی ہے۔ فاضل مصنف نے یہ تقریظ رسالہ کے شروع ہی میں شامل فرمائی ہے۔

۳۳-سراج العوارف فی الوصایا و المعارف:

سراج العارفین سیدنا شاہ ابو الحسین احمد نوری ؒ (م ۱۳۲۴ھ) کی اس تصنیف جلیل پر اعلیٰ حضرت ؒ نے عربی اور فارسی میں منظوم تقاریظ لکھی ہیں، لیکن صرف عربی تقریظ دستیاب ہے، جو اس کتاب کے اردو تراجم کے ساتھ شامل ہے۔ یہ عربی شاعری کا ایک نادر نمونہ ہے۔

۳۴-سرور القلوب بذکر المحبوب ﷺ

یہ امام المتکلمین مولانا محمد نقی علی خان بریلوی ؒ (م ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) کی شہرہ آفاق تصنیف لطیف ہے۔ یہ نہایت اہم کتاب (۱۲۸۲ھ/۱۸۶۵ء) میں تالیف ہوئی اور (۱۲۸۸ھ/۱۸۷۱ء) میں اس کی اشاعت اولیں ہوئی۔ اپنے والد گرامی کی اس ایمان افروز کتاب کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی ؒ نے دو قطعات لکھے ہیں۔ پہلا قطعہ اردو میں اور دوسرا فارسی میں ہے۔ اردو اور فارسی میں منظوم تقریظ نگاری کی نہایت اعلیٰ وارفع مثالیں ہیں۔

۳۵-طرد المبتدعین عن مجالس المسلمین:

یہ رسالہ مولانا سید شاہ غلام محی الدین فقیر عالم قادری برکاتی ؒ (م ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء) کے رشحات قلم کا نتیجہ ہے۔ اس میں آپ نے بد مذہب اور مرتدین کی خوب خبر لی ہے۔ اعلیٰ حضرت ؒ کی تصدیق و تقریظ سے مزین ہے۔

۳۶-عرفان ایمان:

یہ مختصر مگر نہایت مفید رسالہ مولانا عرفان علی قادری رضوی بیسل پوری ؒ نے ترتیب دیا جو عقائد و نصائح پر مشتمل ہے۔ اسے ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء میں المجمع الاسلامی مبارک پور اعظم گڑھ نے شائع کر کے تقسیم کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی ؒ نے اس رسالہ کے لیے ایک مختصر تقریظ رقم فرمائی جو اس کے صفحہ ۲ پر موجود ہے۔ یہ تقریظ اختصار و جامعیت کی ایک بہترین مثال ہے۔

۳۷-فتاوی السُنّہ لالجام الفتنہ:

یہ مولانا الحاج محمد عبدالرزاق المکی حیدرآبادی ؒ کی ایک عمدہ تحریر ہے، جس میں ندوہ کی سرکوبی کی گئی ہے۔ یہ ۱۳۱۴ھ میں مطبع اہل سنت وجماعت بریلی شریف سے طبع ہوئی۔ ایک سو بیس سے زائد علمائے کرام کی تقریظات وتصدیقات سے مزین ہے۔ صفحہ ۳۱ پر اعلیٰ حضرت بریلوی ؒ کی تقریظ موجود ہے جو آپ کی علمی جلالت کی ایک اعلیٰ مثال ہے۔

۳۸-فتاوی القدوہ لکشف دفین الندوہ:

یہ رسالہ برادر اعلیٰ حضرت مولانا محمد حسن رضا خان بریلوی ؒ (م ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) نے ندوہ کی اصلاح وخیر خواہی کے لیے ترتیب دیا تھا، جس پر پچاس سے زائد علمائے کرام کی تصدیقات وتقریظات اور مہر ودست خط ثبت ہیں۔ ان فتاوی وتصدیقات کو مولانا محمد لطف اللہ علی گڑھی ؒ (م ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء) نے بھی نہایت حق وصحیح قرار دیا تھا۔ یہ ۱۳۱۳ھ میں نادری پریس بریلی سے طبع ہوا۔ اس کے صفحہ ۱۲ پر اعلیٰ حضرت بریلوی ؒ کی تقریظ وتصدیق موجود ہے۔

۳۹-فتاوی بے نظیر ورلعی مثل آں حضرت بشیر ونذیر:

برصغیر میں جب ''اثر ابن عباس'' سے بعض علمائے پیغمبر آخر الزماں حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی مثل چھ مزید خاتم النبیین کی موجودگی کا خیال ظاہر کیا تو مولانا محمد عبدالغفار لکھنوی ثم کانپوری ؒ نے شیخ محمد یعقوب کے ایماء پر علمائے کرام کے فتاوی کو جمع کر کے شائع کیا۔ اس پر اعلیٰ حضرت اور آپ کے والد ماجد ؒ کی تقریظ وتصدیق موجود ہے۔

۴۰-فتاوی علمائے حنفیہ فی جواب استفتائے شمسیہ:

یہ کتاب مولانا محمد شمس الدین جالندھری نقش بندی ؒ کے مختلف استفتا کے جواب میں مختلف علمائے حنفیہ کے فتاوی اور تصدیقات وتقریظات پر مشتمل ہے۔ اس میں محفل مولود شریف کے بارے میں علمائے کرام کے فتاوی اور تصدیقات میں اعلیٰ حضرت بریلوی ؒ کی تصدیق و تقریظ بھی صفحہ ۱۰ پر نمایاں طور پر موجود ہے۔

۴۱-فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین:

مولانا محمد منصور علی مرادآبادی ؒ کی یہ کتاب تقلید کے موضوع پر ہے۔ اس پر علمائے کرام کی اکثریت نے تقاریظ لکھیں۔ صفحہ ۵۲۴ تا ۵۲۸ پر اعلیٰ حضرت ؒ کی مفصل تقریظ دل پذیر موجود ہے۔

۴۲-فرائد النور فی جرائد القبور:

قبروں پر سرسبز شاخیں نصب کرنے اور پھول ڈالنے کی شرعی حیثیت سے متعلق یہ کتاب صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی ؒ (م ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء) کی تحقیق انیق پر مشتمل ہے۔ اس پر اعلیٰ حضرت ؒ نے عربی تقریظ لکھ کر اس کی افادیت میں اضافہ فرمایا ہے۔

۴۳-فقہیات:

ماہ نامہ ''الرضا'' بریلی شریف کا پہلا شمارہ محرم الحرام ۱۳۳۸ھ کو شائع ہوا۔ اس میں ایک مستقل عنوان ''فقہیات'' تھا جس کے تحت اعلیٰ حضرت ؒ اور علمائے اہل سنت کے فتاوی شائع ہوتے تھے۔ ماہ نامہ ''الرضا'' کے شمارہ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ میں ''فقہیات'' کے تحت علامہ مفتی محمد برہان الحق جبل پوری ؒ (م ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء) کے چار اہم فتوے شامل ہیں اور آخر میں صفحہ ۱۷ پر ان فتووں پر اعلیٰ حضرت بریلوی ؒ کی تصدیق جلیل وتقریظ جمیل موجود ہے۔

۴۴-تخریج عمائد نوری بہ جواب تحفہ ظہوری:

یہ رسالہ پادری عماد الدین کے خیالات فاسدہ کے رد میں مولانا محمد غلام دستگیر قصوری ہاشمی ؒ (م ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء) کی تالیف لطیف ہے۔ اس پر اعلیٰ حضرت ؒ کی مختصر تقریظ شامل ہے جس پر آپ کے والد گرامی مولانا محمد نقی علی خان ؒ کے دست خط بھی ثبت ہیں۔

۴۵-مسئلہ نور وسایہ:

بریلی شریف کے ذخیرہ مسودات سے مولانا محمد ابراہیم شاہدی پورن پوری ؒ نے اعلیٰ حضرت ؒ کی یہ ایمان افروز تقریظ نقل کی جو مولانا حکیم حبیب علی علوی کاکوروی ؒ (م ۱۳۳۰ھ) کے ایک رسالہ پر لکھی گئی تھی جو نور وسایہ کے موضوع پر تھا۔ یہ نقل مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ؒ (م ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء) کو محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد فیصل آبادی ؒ (م ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء) کے ذخیرہ کتب سے ملی جو آپ نے اعلیٰ حضرت ؒ کے ''مجموعہ رسائل نور وسایہ'' میں شامل فرما کر شائع کر دی۔

۴۶-مواہب ارواح القدس لکشف حکم العرس:

یہ عرس کے جواز میں ملک العلماء علامہ سید محمد ظفر الدین بہاری قادری ؒ (م ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء) کی عمدہ تحقیق ہے۔ جو اعلیٰ حضرت ؒ کی تقریظ سے مزین ہے۔ یہ تقریظ عربی اردو کا

حسین امتزاج ہے۔ عربی حصہ عربی زبان کا اور اردو حصہ اردو زبان کا عظیم شہ پارہ ہے۔

۴۷- نجم شریعت (جز واول)

مولانا حافظ محمد نجم الدین نجم قادری رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق شہر بریلی شریف سے ہے۔ آپ نے چھوٹے بچوں اور بچیوں کے لیے بنیادی اور ضروری مسائل پر مبنی نہایت سادہ اور عام فہم انداز میں ایک رسالہ ''نجم شریعت'' ترتیب دیا جو بارہ جزو پر مشتمل ہے۔ اس کا جز واول ۱۳۳۹ھ میں مطبع نادری بریلی شریف سے شائع ہوا۔ اس کے صفحہ ۱۶ پر اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مختصر مگر مفید تر تقریظ زینت بنی ہے۔

۴۸- نگارستان لطافت:

یہ میلاد النبی اور معراج النبی ﷺ پر مختصر مگر جامع تحریر برادر اعلیٰ حضرت مولانا محمد حسن رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء) کے اثر خامہ کا نتیجہ ہے۔ یہ ۱۳۰۲ھ میں تالیف ہوئی اور اسی سن کو طباعت سے آراستہ ہوئی۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے لیے فارسی میں چار قطعات رقم فرمائے۔ یہ منظوم فارسی تقریظ نگاری کی عمدہ مثالیں ہیں۔

۴۹- هداية العنود الى مسئلة المفقود:

یہ رسالہ علامہ مفتی محمد عمر الدین ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۴۹ھ/ ۱۹۳۱ء) کی فقاہت کی ایک اعلیٰ مثال ہے اور اپنے موضوع پر لاجواب ہے۔ اسے ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۷ء میں ابوالمساکین علامہ محمد ضیاء الدین قادری پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۴ھ/ ۱۹۴۵ء) نے مطبع حنفیہ پٹنہ سے شائع فرمایا۔ یہ مشاہیر علمائے کرام کی تقاریظ و مواہیر سے مزین ہے۔ اس کے صفحہ ۲۰ پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ جلیل موجود ہے۔

۵۰- هداية الغبى الى اسلام آباء النبى ﷺ

یہ تصنیف لطیف مولانا سید محمد عبد الغفار شاہ قادری حنفی بنگلوری کے اثر خامہ کا نتیجہ ہے۔ آپ نے یہ کتاب ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۸ء میں لکھی اور ۱۳۵۲ھ/ ۱۹۳۳ء میں آرمی پریس ہسپتال روڈ لاہور بہ اہتمام بابو دیوان سنگھ پرنٹر سے طبع ہوئی۔ اس کا موضوع اس کے نام سے ظاہر ہے۔ اس کے صفحہ ۳۷ تا ۴۰ پر اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ جلیل ہے۔ جس سے اس کی اہمیت و

افادیت مزید بڑھ گئی ہے۔

یہ تقاریظ مختلف اوقات مختلف موضوعات، اور مختلف زبانوں میں لکھی گئیں، اکثر تقاریظ مصنفین کی خواہش پر ان کی کتابوں پر معرض وجود میں آئیں لیکن کچھ کتابیں ایسی بھی ہیں جن پر اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے از خود تقریظی کلمات رقم فرمائے لیکن ان کی تعداد کم ہے۔ مختلف تقاریظ میں خیالات و نظریات کی ہم آہنگی عیاں ہے۔ ان تقاریظ کو پڑھیے تو ان میں تقریظ نگار کی عظیم شخصیت کا عکس نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ ہر تقریظ میں ایک عظیم نقاد، ایک عظیم ماہر لسان، ایک عظیم محقق اور سب سے بڑھ کر ایک عظیم عاشق رسول ﷺ کے دل کی دھڑکن صاف سنائی دے رہی ہے۔ اردو، عربی، فارسی ادب میں آپ کی تقاریظ کا علمی ادبی پایہ بہت بلند ہے۔ ان تقاریظ میں کچھ تو مفصل ہیں اور کچھ مختصر۔ اسی طرح کچھ تو منثور ہیں اور کچھ منظوم ہیں۔ ان تقاریظ میں ایک طرف تو ایجاد و اختصار و جامعیت کے حسین جلوے نظر آتے ہیں، لیکن دوسری طرف مفصل اور طویل ترین تقریظ نگاری کے دل کش نظارے دیکھنے کو ملتے ہیں۔ ان تقاریظ میں عربی فارسی اور اردو کا حسین امتزاج بھی نمایاں ہے۔ آپ کی عربی فارسی اور اردو میں منثور تقریظ نگاری کے حسین جلوے دیکھنے ہوں تو اس زبان میں آپ کی منثور تقاریظ ملاحظہ فرمائی جائیں۔ اسی طرح اگر آپ کی منظوم تقریظ نگاری میں آپ کی جولانی اور قلم کی روانی دیکھنی ہو تو مختلف کتب پر آپ کے لکھے گئے قطعات دیکھ لیں۔ یہ بھی لفظی اور معنوی لحاظ سے اپنی مثال آپ ہیں۔ ان میں کئی تو اوّل تا آخر مسجع ہیں۔ ہر ایک میں شوکت الفاظ، زور کلام، حسن ترتیب، معنی آفرینی، مضمون کا تسلسل اور بدائع و صنائع کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا دریا رواں دواں ہے۔

امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ الفاظ و معانی کے بے تاج بادشاہ تھے۔ عربی، فارسی اور اردو نظم و نثر میں ان کی مہارت تامہ مسلمہ ہے۔ آپ اصناف ادب کے صاحب طرز اور صاحب اسلوب تقریظ نگار تھے۔ آپ کی لکھی گئی تقاریظ پڑھیے تو ان میں زبان و بیان کی گل کاریاں اور معنی و مفاہیم کے رنگ برنگے گلستان مہکتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

''تقاریظ امام احمد رضا'' پر تبصرہ کے لیے کافی فرصت، وسیع مطالعہ، فن شاعری پر عبور اور فقہ و حدیث میں ید طولیٰ کی ضرورت ہے اور یہاں پر ہر چیز عنقا ہے۔ مختلف کتب پر لکھی گئی اعلیٰ حضرت

رحمۃ اللہ علیہ کی پچاس (۵۰) تقاریظ ایک سلک مروارید کی صورت میں نذر قارئین ہیں۔ اُمید ہے کہ علم و ادب سے شغف رکھنے والے انھیں قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے اور اپنی گراں قدر آرا سے نوازیں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ خاتم الانبیا ﷺ کے طفیل ہم سب کو دنیا و آخرت میں کام یابی و کامرانی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و الہ و اصحابہ و ازواجہ و ذریتہ و اولیاء امتہ و علماء ملتہ اجمعین۔

احقر العباد

سید صابر حسین شاہ بخاری عفی عنہ

برہان شریف ضلع اٹک پنجاب پاکستان

0092-301-5437701

۱۴ ذوالحجہ ۱۴۳۳ھ/ ۳۱ اکتوبر ۲۰۱۲ء

بدھ ایک بجے رات

1

الاجازہ فی الذکر الجہر مع الجنازہ

تصنیف

مولانا محمد عمر الدین ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

(م ۱۳۴۹ھ/ ۱۹۳۱ء)

فاضل جلیل حضرت مولانا محمد عمر الدین ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۴۹ھ/ ۱۹۳۱ء) ایک عالی مرتبت مدرّس، مرجع انام مفتی اور مبلغ اسلام تھے۔ آپ تاج الفحول محب رسول مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بھی آپ کو اجازت و خلافت حاصل تھی۔ آپ کے بلند پایہ مضامین اور مقالات ماہ نامہ ''تحفۂ حنفیہ''، پٹنہ میں اشاعت پذیر ہوتے تھے۔ اگر کوئی فاضل ان مقالات کو جمع کر کے کتابی صورت میں سامنے لائے تو اہل سنّت کو ایک گراں قدر مقالات کا مجموعہ مل سکتا ہے۔

آپ کثیر التصانیف عالم تھے، لیکن صرف ۸ کتابوں کے نام سامنے آسکے ہیں۔ ان میں سے ایک کتاب جنازہ کے ساتھ ذکر بالجہر کے جواز میں رقم کی گئی ہے، جو اپنے موضوع پر لاجواب کتاب ہے۔ اس کا نام ''الاجازہ فی الذکر الجہر مع الجنازہ'' ہے۔ اس کے صفحہ ۲۸ تا ۳۲ پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ ملتی ہے۔

تحریر منیر

فاضل کبیر کامل نحریر امام العلماء المحققین مقدام الفضلاء المدققین عالم عظیم الشان

جناب مولانا مولوی محمد احمد رضا خان صاحب بریلوی

دام فیضهم الصوری و المعنوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

اللّٰھم لك الحمد۔ فی الواقع لوگوں کو ذکر مذکور سے منع نہ کیا جائے گا۔ مسئلہ جہر مختلف فیہا ہے اور اطلاعات قرآن عظیم وارشادات احادیث کثیرہ مثل حدیث قدسی:

و ان ذکرنی فی ملا ذکرته فی ملا خیر منهم۔ رواه البخاری و مسلم و الترمذی و النسائی و ابن ماجة عن ابی هریرة۔

و احمد عن انس بسند صحیح۔

و الطبرانی فی الکبیر و البزار فی المسند باسناد جید و البیهقی فی الشعب کلهم عن ابن عباس و الطبرانی فیه بسند حسن عن معاذ بن انس رضی الله تعالی عنهم و لفظ هذا: لا یذکرنی فی ملا الا ذکرته فی الرفیق الاعلی۔

و حدیث اذا مررتم بریاض الجنة فارتعوا قالوا: و ماریاض الجنة؟ قال: حلق الذکر۔ اخرجه احمد و الترمذی و حسنه و البیهقی فی الشعب عن انس و ابن شاهین فی الترغیب فی الذکر عنه و عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنهما۔

و حدیث یا ایها الناس ان لله سرایا من الملئکة تحل و تقف علی مجالس الذکر فی الارض فارتعوا فی ریاض الجنة قالوا او این ریاض الجنة؟ قال

مجالس الذکر۔ الحدیث رواه ابن ابی الدنیا وابو یعلی و البزار و الطبرانی فی الاوسط و الحکیم و الحاکم والبیهقی فی الشعب و ابن شاهین وابن عساکر عن جابر بن عبد الله رضی الله تعالی عنهما صحح الحاکم سنده و هو حدیث حسن۔

و حدیث لا یقعد قوم یذکرون الله الا حفتهم الملئکة وغشیتهم الرحمة و نزلت علیهم السکینة و ذکرهم الله تعالی فیمن عنده۔ اخرجه احمد و مسلم و الترمذی و ابن ماجة و ابن حبان و ابو نعیم فی الحلیة کلهم عن ابی هریرة۔

و عن ابی سعید الخدری جمیعا رضی الله تعالی عنهما۔

و حدیث اکثروا ذکر الله تعالی حتی یقولوا مجنون۔ رواه احمد و ابو یعلی و ابن حبان و الحاکم و البیهقی فی الشعب عن ابی سعید رضی الله تعالی عنه بسند صحیح۔

و حدیث اکثروا ذکر الله حتی یقول المنافقون انکم مراء ون۔ اخرجه سعید بن منصور فی سننه واحمد فی کتاب الزهد الکبیر و البیهقی فی الشعب عن ابی الجوزاء اوس بن عبد الله الربعی مرسلا و وصله الطبرانی فی الکبیر و ابن شاهین فی ترغیب الذکر عن ابن عباس رضی الله تعالی عنهما بلفظ اذکروا الله ذکرا یقول المنافقون انکم تراء ون۔

و حدیث غنیمة مجالس اهل الذکر الجنة رواه احمد والطبرانی فی الکبیر عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضی الله تعالی عنهما بسند حسن۔

و حدیث یقول الرب عزوجل یوم القیمة سیعلم اهل الجمع من اهل الکرم قیل و من اهل الکرم یارسول الله قال اهل مجالس الذکر فی المساجد۔ اخرجه احمد و ابو یعلی و سعید و ابن حبان و ابن شاهین و البیهقی عن ابی سعید رضی الله تعالی عنه۔

و حدیث ان رسول الله ﷺ خرج علی حلقة من اصحابه فقال ما

اجلسکم ههنا قالوا جلسنا نذکر اللہ قال: اتانی جبریل فاخبرنی ان اللہ عزوجل یباھی بکم الملئکۃ۔ رواہ مسلم و الترمذی و النسائی عن معویۃ بن ابی سفیٰن رضی اللہ تعالیٰ عنھما ھذا مختصر۔

و حدیث یرحم اللہ ابن رواحۃ انہ یحب المجالس التی یتباھی بھا الملئکۃ۔ اخرجہ احمد بسند حسن عن انس ابن ملک رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفی الحدیث قصۃ فیھا التداعی الی مجالس الذکر واستحسان النبی ﷺ ذلک۔

و حدیث عن یمین الرحمٰن و کلتا یدیہ یمین رجال لیسوا بانبیاء و لا شھداء لغیشی بیاض وجوھم نظر الناظرین یغبطھم النبیون و الشھداء بمقعدھم و قربھم من اللہ عزوجل قیل: یارسول اللہ من ھم؟ قال: ھم جماع من نوازع القبائل یجتمعون علی ذکر اللہ تعالیٰ فینتقون اطائب الکلام کما ینتقی اکل التمر اطائبہ۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر بسند لا باس بہ عن عمرو بن عبسہ و نحوہ بسند حسن عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنھما۔

و حدیث کل مجلس یذکر اسم اللہ فیہ تحف بہ الملئکۃ حتی ان الملئکۃ یقولون زیدوا زادکم اللہ و الذکر یصعد بینھم وھم ناشروا اجنحتھم۔ اخرجہ ابو الشیخ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ۔

و حدیث ما من قوم اجتمعوا یذکرون اللہ عزوجل لا یریدون بذلک الا وجھہ الا ناداھم مناد من السماء ان قوموا مغفورا لکم قد بدلت سیاتکم حسنات۔ رواہ احمد بسند حسن و ابو یعلی و سعید بن منصور و الطبرانی فی الاوسط و البزار و ابن شاھین و الضیاء فی المختارۃ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

و الحسن بن سفیٰن و الطبرانی فی الکبیر و البیھقی فی الشعب عن سھل بن الحنظلیۃ۔

و العسکری و ابو موسیٰ کلاھما فی الصحابۃ عن حنظلۃ العبشمی ۔

و البیھقی فی الشعب عن عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنھم ۔

و حدیث طویل ملائکۃ سیاحین سیارہ فضل اخرجہ الشیخان و غیرھما عن ابی ھریرۃ و البزار عن انس ۔

و الطبرانی فی الصغیر عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنھم اجمعین ۔

وغیرذٰلک جانب جواز وندب ہونے کے علاوہ حق یہ ہے کہ نفس ذکر خدا اور رسول جل جلالہ و ﷺ فی حد ذاتہ اصلاً متعلق نہی و قبح نہیں نہ وہ ہرگز غیر معقول المعنی بل کہ ذکر اہم و اعظم مقاصد شرع مطہر سے ہے بل کہ اپنے معنی اعم پر وہی اہم و اعظم مقاصد بل کہ حقیقۃً وہی مراد و مقصود و مرجع و مآل جملہ مقاصد ہی عارض بہ وجہ عارض راجع بہ عارض ہوگی نہ عائد بہ ذکر جیسے محل ریا و سمعہ میں ذکر جہر یا بہ قید عارض نا عروض عارض مختص بہ افراد مخصہ بہ عارض جیسے کنیف وغیرہ مواضع نجاسات میں ذکر لسان یا بہنگام اغارت علی المشرکین یا قصد اختفاء عن المعاندین ذکر بالا علان۔

کما بین طرفا منہ المحقق العلامۃ خیر الملۃ و الدین الرملی فی فتاواہ الخیریہ لنفع البریہ ۔

اقول : و لا یذھبن عنک انا لا نقول بالمفھوم فالتمسک بمثل قولہ عزوجل و اذکر ربک فی نفسک لا اراہ یتم علی اصولنا و اما قولہ ﷺ خیر الذکر الخفی فالخیر لا ینفی الغیر بل ھو فی الجواز کما تری و قولہ ﷺ ایھا الناس اربعوا علیٰ انفسکم فی واقعۃ عین وقد حمل علی بعض ما ذکرنا کما بینہ فی الوجیز وغیرہ و بالجملۃ فالمسالۃ ذات شجون تستاھل ان تصیر سفرا مجلدا ۔

پھر جہاں عوارض ظاہرہ نہ ہوں مجرد عوارض خفیہ قلبیہ کی بنا پر مادہ خاصہ میں حکم لگا دینا اسائت ظن بالمسلمین ہے، جس کی طرف سبیل نہیں ۔قال تعالیٰ:

و لا تقف ما لیس لک بہ علم۔

و قال ﷺ

افلا شققت عن قلبہ ۔

و قال صلی اللہ علیہ وسلم:

ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث۔

عجب کہ کراہت مختلف فیہا پر احتساب اور حرمت مجمع علیہا کا ارتکاب۔ ان ھذا الا شیء عجاب۔

پھر مقاصد شرعیہ پر مطلع مطلع کہ جو امر فی نفسہٖ شرعاً خیر ومندوب اور کراہت مجاورہ مختلف فیہا یا مشکوک ہو۔ اور تجربۃً اس کا ترک منجر بہ منہیات اجماعیہ ہو تو ہرگز اس سے منع نصیحت نہیں بل کہ مقصد شرع سے بعد بعید ہے۔ والہذا علمائے کرام فرماتے ہیں: عوام کو صلاۃ عند الطلوع سے منع نہ کریں۔ درّ مختار میں ہے:

الا العوام فلا یمنعون من فعلها لانهم یترکونها و الاداء الجائز عند البعض اولی من الترك کما فی القنیة وغیرھا۔

ردالمحتار میں ہے:

و عزاه صاحب المصفی الی الامام حمید الدین عن شیخه الامام المحبوبی و الی شمس الائمة الحلوانی و عزاه فی القنیة الی الحلوانی و النسفی الخ۔

اور تجارب متطاولہ شاہد کہ عوام اگر مشتغل بہ ذکر الٰہی نہ ہوں مشتغل بہ فضول کلام وہزل ولغط ہوتے ہیں کہ جنائز میں اجماعاً مکروہ وممنوع تو ذکر الٰہی سے روکنا ہرگز مصلحت شرعیہ نہیں خصوصاً یہاں تو حکمائے شریعت علمائے امت نے عدم منع کو ابتلا بہ مکروہ اجماعی پر بھی موقوف نہ رکھا بل کہ کہیں صرف ذکر خدا ورسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم کی فی نفسہٖ خیریت کہیں اس کے ساتھ امور خیر کی طرف عوام کی قلت رغبت پر بنائے کار رکھی اور باوصف بیان حکم مسئلہ انھیں منع نہ کرنے کی تصریح کی۔ امام شمس الائمہ کردری ''وجیز'' میں فتویٰ نقل فرماتے ہیں:

ان الذکر بالجهر فی المسجد لا یمنع احترازا عن الدخول تحت قوله تعالیٰ: و من اظلم ممن منع مسجد اللّٰه ان یذکر فیها اسمه الخ

تبیین الحقائق وفتح القدیر ودرر الحکام وبحر الرائق ومجمع الانہر وغیرہا کتب کثیرہ میں ہے:

قال ابو جعفر: لا ینبغی ان یمنع العامة عن ذلك لقلة رغبتهم فی الخیرات۔

محیط پھر ہندیہ میں ہے:

قال الفقیه ابو جعفر: سمعت شیخی ابا بکر یقول سئل ابراهیم عن تکبیر ایام التشریق علی الاسواق والجهر بها قال ذلك تکبیر الحوکة و قال ابو یوسف رحمه اللّٰه انه یجوز قال الفقیه انا لا امنعهم عن ذلك۔

بحر ودر میں ہے:

هذا کله انما هو بحسب حال الانسان و اما العوام فلا یمنعون من تکبیر و کذا فی التنفل قبلها۔ اه مختصرا۔

طحطاوی وشامی میں زیر قول در:

هذا للخواص لکنها الظاهر ان المراد بهم الذین لا یؤثر عند هم الزجر غلا و لا کسلا حتی یفضی بهم الی الترك اصلا۔

غنیہ میں ہے:

قال الفقیه ابو جعفر والذی عندنا انه لا ینبغی ان تمنع العامة عن ذلك لقلة رغبتهم فی الخیرات و به ناخذ یعنی انهم اذا منعوا عن الجهر به یفعلونه سرا فینقطعون عن الخیر بخلاف العالم الذی یعلم ان الاسرار و هو الافضل۔

رحمانیہ میں ذخیرہ سے ہے:

به اخذ الفقیه ابو اللیث۔

ان عبارات علما سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ جہر میں کراہت بھی ہے تو نہ اس قدر کہ خوبی ذکر کی مقاومت کر سکے۔ والہذا جب منع جہر میں ترک ذکر کا مظنہ ہو خوبی ذکر کو ترجیح دیں گے اور کراہت جہر کا لحاظ نہ کریں گے۔ انصافاً یہ شان صرف کراہت تنزیہ میں ہو سکتی ہے، جس کا حاصل خلاف

اولیٰ ہے نہ کہ ممنوع و ناجائز ہونا۔ کیف وقد علم شرعا ونصوا علیه ان ترك ذرة مما نهی اللّٰہ تعالٰی عنه خیر من تطوع الثقلین۔

بالجملہ اس سے منع کرنا ہی خلاف مصلحت شرعیہ ہے فان افساده اکثر من اصلاحه نہ کہ معاذ اللہ وہ جبروتی احکام کفر و شرک وضلال و دوام کہ نجدیت واضحہ وجہالت فاضحہ ہیں مسائل اختلافیہ ائمہ میں حکم بہ حرمت قطعیہ کا بھی محل نہیں چہ جائے ضلال وکفر۔ والعیاذ باللہ تعالٰی۔

بہ فرض باطل اگر ذکر مذکور بالاتفاق مکروہ ہی ہوتا تاہم ایسے احکام باطلہ کی شناعت اس سے ہزار درجہ سخت و بدتر تھی۔ یہ دقائق تدلیس وتلبیس ابلیس لعین سے ہے کہ آدمی کو نہی عن المنکر کے پردے میں منکر اشد و انکر کا مرتکب کر دیتا ہے۔ و لا حول و لا قوة الا باللّٰہ العلی العظیم۔

''تحفہ اثنا عشریہ'' میں ہے:

''ہر کہ باوجود ایں ہمہ قول جازم نماید بے باک و بے احتیاط ست وہمیں ست شان متعصبین از علمائے راسخین کہ در اجتہادیات مختلف فیہا جزم بہ احد الطرفین نمی کنند۔''

علامہ عبدالغنی نابلسی ''حدیقہ ندیہ'' میں فرماتے ہیں:

المسئلة متی امکن تخریجها علی قول من الاقوال فلیست بمنکر یجب انکاره و النهی عنه و انما المنکر ما وقع الاجماع علی حرمته و النهی عنه۔ اھ ملخصا

و اللّٰہ تعالٰی اعلم۔

کتبه عبده المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنه بمحمدن المصطفی النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم

2

اجتناب العمال عن فتاوی الجہال

تصنیف

حجۃ الاسلام مولانا مفتی محمد حامد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ

(۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء)

حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ (م ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) نے جملہ علوم وفنون اپنے والد گرامی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ سے حاصل کیے۔ دو مرتبہ حج بیت اللہ شریف اور حاضری بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ آپ ایک بلند پایہ خطیب، مایہ ناز ادیب، یگانۂ روزگار عالم و فاضل تھے۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے آپ کو اپنا ولی عہد اور جانشین مقرر کیا، آپ ہر لحاظ سے اپنے والد گرامی کے صحیح جانشین اور وارث وامین ثابت ہوئے۔

مولانا مفتی محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی صاحب مدظلہ نے انتہائی محنت ومشقت اور کافی تلاش و جستجو کے بعد ''فتاویٰ حامدیہ'' جمع فرمایا ہے جو آپ کی فقہی شان وعظمت کا بین ثبوت ہے۔ اس میں حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کا ایک رسالہ ''اجتناب العمال عن فتاوی الجہال'' بھی شامل ہے۔

یہ قنوت نازلہ کے بارے میں چند سوالات کے مسکت جوابات پر مشتمل ہے۔ رسالہ کے آخر میں اپنے عہد کے جید علمائے کرام کی تصدیقات وتقریظات شامل ہیں۔ ان میں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ کی تصدیق وتقریظ سرفہرست ہے۔

تقریظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

فی الواقع یہ تفصیل کہ قنوت نازلہ جائز ہے مگر اس کا جواز صرف ایک نازلہ سے خاص باقی سب میں ناجائز ہمارے ائمہ کرام کا مذہب نہیں، مصنف ''ضروری سوال'' کی تحریروں سے اس کی جہالت و بطالت صاف ظاہر ہے۔ بے شک ایسے شخص کو مفتی بنانا حلال نہیں نہ اس کے فتوے پر اعتماد جائز۔

مجیب سلمہ القریب المجیب نے جو امور بالجملہ میں لکھے ضرور قابل لحاظ و مستحق عمل ہیں، مسلمانوں کو اس کی پابندی چاہیے کہ باذنہ تعالیٰ مضرت دینی سے محفوظ رہیں۔ و باللہ العصمة و اللہ سبحانه و تعالیٰ اعلم۔

کتبه عبده المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنه بمحمدن المصطفی النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم

3

اجلال الیقین بتقدیس سیّد المرسلین (صلی اللہ علیہ وسلم)

تصنیف

برہانِ ملت مفتی عبدالباقی محمد برہان الحق جبل پوری رحمۃ اللہ علیہ

(م ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء)

برہان ملت حضرت مفتی عبدالباقی محمد برہان الحق جبل پوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء) مدھیا پردیش (بھارت) کے جلیل القدر عالم و عارف تھے، آپ مفتی اعظم اور قائد ملت بھی ثابت ہوئے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے نہ صرف آپ کے بل کہ آپ کے عم محترم قاری بشیر الدین اور والد ماجد مولانا عبدالسلام جبل پوری رحمۃ اللہ علیہ کے بھی خصوصی مراسم تھے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان تینوں کو اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا تھا۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی درج ذیل تصانیف کے نام دیے ہیں:

۱- اجلال الیقین بتقدیس سید المرسلین	۲- سیدۃ الصلوٰت عن جبل البدعات
۳- البرہان الاجلی فی تقبیل اماکن الصلحا	۴- الاھلال الشہادات رویۃ الہلال
۵- روح الورد ھا التحقیق علی سوالات ھردا	۶- جذبات برہان (نعتیہ کلام)
۷- اِکرام امام احمد رضا	

مفتی محمد برہان الحق جبل پوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اعلیٰ حضرت نے ازراہِ شفقت وعنایت خادم کے رسائل پر تقریظیں بھی تحریر فرمائیں چناں چہ سیتاپور (یوپی) سے ایک استفتا سادات مارہرہ کے ایک بزرگ ارتضیٰ حسین صاحب نے ارسال فرمایا جس کے جواب میں خادم نے ایک فتویٰ بہ صورت رسالہ مندرجہ ذیل عنوان سے تحریر کیا:

'اجلال الیقین بتقدیس سید المرسلین' (۱۳۳۷ھ)

یہ رسالہ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے مندرجہ ذیل تقریظ تحریر فرمائی جو خادم کے لیے ایک نہایت مستحکم سند ہے۔ الحمد للہ!'' (اکرام امام احمد رضا ص ۷۰)

''اجلال الیقین بتقدیس سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم'' عظمت و ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے دلائل و براہین پر مشتمل اپنی نوعیت کی منفرد و بے نظیر قلمی کاوش ہے۔

''اکرام امام احمد رضا'' مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء کے صفحہ ۷۰ پر مفتی محمد برہان الحق جبل پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تقریظ درج فرمائی ہے۔ اجلال الیقین کا جو ایڈیشن کلکتہ سے شائع ہوا۔ اس کے صفحہ ۲۷، ۲۸ پر نہ صرف یہ تقریظ موجود ہے بل کہ حجۃ الاسلام حامد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی منظوم عربی تقریظ بھی شامل ہے۔

۲۰۱۱ء میں مکتبہ شمس و قمر، لاہور نے اس کتاب کا ایک خوب صورت ایڈیشن شائع کیا اور آغاز ہی میں صفحہ ۳، ۴ پر ''رضوی تقریظ'' کو کتاب کی زینت بنایا جب کہ صفحہ ۵ پر حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی منظوم تقریظ بھی شامل اشاعت ہے۔

تقریظ اطہر و اقدس

فرید الدهر، وحید العصر، بقیة السلف، حجة الخلف، تاج المحققین، سراج المدققین، شیخ الاسلام و المسلمین، خاتمة الفقهاء و المحدثین، سلطان العلماء المتبحرین، برهان الفضلاء المتصدرین، بحر العلوم، کاشف السر المکتوم، زین العرب و العجم، مفیض الکمالات الربانیة علی العالم، اعلیٰ حضرة، امام اهل السنة، صاحب الحجة القاهرة، محی الدین و الملة الطاهرة، مجدد المائة الحاضرة، سیدنا وسندنا و شیخنا و استاذنا العلامة الکبیر و البدر المنیر

مولانا المفتی الشاہ احمد رضا خان صاحب

ادام اللہ تعالیٰ سلامتہ و افاض علی العالمین برہ و کرامتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

الحمد للہ فقیر غفرلہ القدیر اس تالیف منیف و تصنیف نظیف کے مطالعہ سے مسرور ہوا۔ مولیٰ عزوجل اس کے مؤلف سعید حمید رشید فرزند دل بند سعادت مند مولانا مولوی برہان الحق جعله اللہ تعالیٰ کاسمه دلیل الصدق و برهان الحق کو دارین میں مدارج عالیہ و معارج جلیلہ کرامت فرمائے۔ بحمد للہ تعالیٰ یہ ان کے والد ماجد عمدۃ العلما، زبدۃ الفضلا، حامی السنن، ماحی الفتن، حسنۃ الزمن، زینۃ الایام، مولانا مولوی حافظ شاہ محمد عبد السلام سلمه السلام لحمایة الاسلام و نکایة الکفرة و المبتدعین اللئام و ادام فیضه الی یوم القیام کی برکات ہیں۔ ع و حسن نبات الارض من کرم البذر

غفر اللہ تعالیٰ لی و لهما و لجمیع اخواننا اهل السنة و وقانا جمیعا برحمته من کل فتنة و محنة بجاہ سیّد الانس و الجنة، علیه و علی اله و صحبه و ابنه و حزبه الصلاة و السلام علی مر اللیالی و الایام۔ آمین۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

مہر

احمد اللہ خالق النسم — ذارء اللوح بارء القلم
و اصلی علی الحبیب له — اعلم الخلق خیر کلهم
و علی اله و اصحابه — ما تمر السحاب بالدیم
غب هذا شمعت فتواکم — فالجواب الجواب بالحکم
برهن الحق فیه یا برهان — فمسماه للاسماء کسمی

فقیر محمدن المعروف بہ
حامد رضا القادری کان اللہ تعالیٰ له

اصبت فیما اجبت۔

فقیر مصطفیٰ رضا القادری عفی عنہ

4

احتراز الصالحین عن شرور الفاسقین

تصنیف

مولانا حافظ عبدالحلیم قادری کریالوی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا حافظ حضرت عبدالحلیم سنی حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ گاؤں کریالہ تحصیل وضلع چکوال میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی حضرت مولانا مولوی حافظ غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ اپنے عہد کے نامور عالم دین تھے۔ والد گرامی کے فیضان اثر سے آپ بہت بڑے عالم، مفتی، محقق اور فاضل اجل تھے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کے گہرے مراسم تھے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصانیف شائع ہونے پر آپ کی نذر کرتے تھے۔ آپ نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ ممبئی میں تبلیغ اسلام میں گزارا۔ آپ کی تالیفات میں ایک کتاب ''احتراز الصالحین عن شرور الفاسقین'' جو اردو میں ہے فقیر کی نظر سے گزری، جس کے سرورق پر آپ کا اسم گرامی ان الفاظ میں تحریر ہے:

> ''حامی سنت ماحی بدعت سرشکن وہابیان بیخ کن نجدیان حافظ قرآن واعظ خوش بیان صاحب قلب سلیم فیاض قدیم حافظ عبدالحلیم سنی حنفی قادری کریالوی ابن حضرت مولانا مولوی حافظ غلام حیدر صاحب قدس سرہ۔''

آپ کی یہ تالیف ایک استفتا کے جواب میں سامنے آئی جس میں آپ نے نہایت مدلل انداز میں جاہلین کے خیالات باطلہ، بدعات و منکرات اور رویت ہلال کے ایک ضروری مسئلہ کو احاطہ تحریر میں لایا ہے۔ بائیس نامور علمائے کرام اور مفتیان عظام کی تصدیقات و تقریظات سے اس کتاب کی اہمیت اظہر من الشمس ہے۔

۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء میں مطبع گلزار حسنی ممبئی سے یہ کتاب اشاعت پذیر ہوئی۔ اس کے صفحہ ۲۸ پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ و تصدیق نمایاں طور پر موجود ہے۔ اسے

پڑھیے اور بدعات و منکرات کے رد میں آپ کے جذبات و خیالات ملاحظہ فرمایئے۔ یہ مختصر مگر جامع تقریظ اردو زبان کا ایک نہایت اعلیٰ شہ پارہ ہے۔

تقریظ

مواہیر علمائے بریلی عمت فیوضہم

فی الواقع مساجد کو توہین پر پیش کرنے والا انھیں کرایہ پر دینے والا خصوصاً کفار کو ان میں بسا کر اہانتیں کرنے والا انھیں اور اسلامی مدارس کو ویران کرنے والا سخت فاسق فاجر مرتکب کبائر مستحق عذاب نار وغضب جبار ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ ایسا نہ قاضی کیا جائے نہ مفتی نہ اس کے فتوے پر عمل جائز نہ اس کی تشہیر پر افطار یا عید حلال بل کہ اس کی صحبت سے مسلمانوں کو اجتناب لازم کہ اس کی آگ ان کو بھی نہ جلا دے۔ مسلمانوں پر واجب ہے کہ امر ہلال و احکام حرام و حلال کسی عالم سنی صحیح العقیدہ وفقیہ متدین کے سپرد کریں۔ الا تفعلوا تکن فتنۃ فی الارض و فساد کبیر۔

و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم و اللہ تعالٰی اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و حکمہ عز و شانہ احکم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمدن المصطفی النبی الامی

صلی اللہ تعالٰی علیہ و علی الہ و صحبہ و سلم

مہر ۱۳۰۱ھ

5

اذاقۃ الاثام لمانعی عمل المولد والقیام

تصنیف

امام المتکلمین مولانا مفتی محمد نقی علی خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

(م ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء)

امام المتکلمین علامہ مفتی محمد نقی علی خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) کا نام علمائے برصغیر میں ممتاز و نمایاں ہے۔ آپ علم و عرفان کا مخزن اور رشد و ہدایت کا مرکز ہیں۔ آپ برصغیر میں تحریک فروغ عشق رسول مقبول ﷺ کے عظیم رہنما تھے۔ اس پر آپ کی اور آپ کے عظیم فرزند ارجمند امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف شاہد و ناطق ہیں۔ ان تصانیف نے نظریاتی اور اعتقادی دنیا میں ایک انقلاب برپا کیا ہوا ہے۔

یوں تو آپ کی ہر تصنیف میں حب پیغمبر کی دنیائے جمیل آباد ہے۔ لیکن ان میں ''اذاقۃ الاثام لمانعی عمل المولد والقیام'' اپنی مثال آپ ہے۔ یہ کتاب میلاد مصطفی ﷺ کے موضوع پر اُردو میں لکھی جانے والی اوّل کتب میں ایک لاجواب تصنیف ہے۔ ۲۰۰۹ء میں یہ کتاب مولانا محمد اسلم رضا تحسینی کی کاوش سے ادارہ اہل سنت، کراچی سے بھی نئی آب و تاب کے ساتھ شائع ہو چکی ہے۔

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی متعدد تصانیف میں اس کتاب کی طرف اشارہ فرمایا اور اس کی اہمیت کے پیش نظر اس پر ایک وقیع حاشیہ تحریر فرمایا جس کا نام ''رشاقۃ الکلام فی حواشی اذاقۃ الاثام'' رکھا۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف ''اقامۃ القیامۃ علیٰ طاعن القیام لنبی تہامہ'' مطبوعہ کراچی، ۱۹۸۶ء کے صفحہ ۳۵ پر اس عظیم کتاب کے بارے میں جو تقریظی کلمات رقم فرمائے ہیں وہ موضوع کی مناسبت سے نذر قارئین ہیں۔

تقریظی کلمات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دلائل متکاثرہ و حجج باہرہ و براہین قاہرہ قرآن و حدیث و اصول و قواعد شرع سے اس پر قائم ہیں جن کی تفصیل و توضیح اور شبہات مانعین کی تذلیل و تفضیح برطرز بدیع و نہج نجیح حضرت حجۃ الخلف بقیۃ السلف تاج العلماء راس الکملا سیدی و مولائے خدمت والد ماجد حضرت مولانا مولوی محمد نقی علی خاں صاحب قادری برکاتی احمدی قدس اللہ تعالیٰ سرہ الزکی نے رسالہ مستطابہ ''اذاقۃ الاثام لمانعی عمل المولد والقیام'' میں بما لا مزید علیہ بیان فرمائی جسے تحقیق بے عدیل و تدقیق بے مثیل دیکھنے کی تمنا ہو اسے مژدہ دیجیے کہ اس پاک مبارک رسالہ کے مائدہ و فائدہ سے زلہ ربا ہو۔ رہا یہ کہ یہ قیام ذکر ولادت شریفہ کے وقت کیوں ہے؟ اس کی وجہ نہایت روشن؛

اولاً صدہا سال سے علمائے کرام و بلاد دار الاسلام میں یوں ہی معمول۔

ثانیاً ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ ذکر پاک صاحب لولاک ﷺ کی تعظیم مثل ذات اقدس کے ہے اور صور تعظیم سے ایک صورت قیام بھی ہے۔ اور یہ صورت قدوم معظم بجالائی جاتی ہے اور ذکر ولادت حضور سیدالمعظمین ﷺ کے عالم دنیا میں تشریف آوری کا ذکر ہے تو یہ تعظیم اسی ذکر کے ساتھ مناسب ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

6

ازالة الملامہ عن الامامہ بغیر العمامہ

تصنیف

علامہ مفتی محمد عمر الدین ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

(م۱۳۴۹ھ/۱۹۳۱ء)

حضرت مولانا مفتی محمد عمر الدین ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۴۹ھ/۱۹۳۱ء) یگانہ روزگار مصنف باکمال اور عالم بے مثال تھے۔ آپ کی ساری زندگی احقاق حق اور ابطال باطل میں بسر ہوئی۔ تقریری اور تحریری میدان میں آپ کی گراں قدر خدمات ہیں۔

حضرت مولانا قاضی عبدالوحید صدیقی حنفی فردوسی اعظم گڑھی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) نے ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء میں پٹنہ صوبہ بہار سے ایک ماہ نامہ جاری فرمایا جس کا تاریخی نام ''مخزن تحقیق'' اور لقب ''تحفۂ حنفیہ'' رکھا گیا۔ اس کی ادارت کے فرائض حضرت ابوالمساکین علامہ محمد ضیاء الدین قادری پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۶۴ھ/۱۹۴۵ء) کے سپرد تھے۔ ''تحفۂ حنفیہ'' نے نظریاتی اور اعتقادی محاذوں پر باطل فرقوں کی سرکوبی میں اہم کردار ادا کیا۔ اس ماہ نامہ میں اکابر علماء اہل سنت کے مقالات و مضامین کثرت سے شائع ہوتے تھے۔ کئی علماء کرام کی بہت سی تصنیفات بھی اس ماہ نامہ کے ذریعے منظر عام پر آئیں۔ چناں چہ ۱۳۹۱ھ/۱۹۰۲ء میں اس کی جلد نمبر ۵ اور شمارہ نمبر ۱۲ میں حضرت مولانا مفتی محمد عمر الدین ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک رسالہ ''ازالة الملامہ عن الامامہ بغیر العمامہ'' شامل ہے۔ اس میں موصوف نے تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔ ایک سوال کہ کرتا یا جامہ ٹوپی سے بغیر پگڑی کے امامت کرانا مکروہ ہے یا نہیں؟ کے جواب میں یہ رسالہ صفحہ قرطاس پر لایا گیا ہے۔ آپ نے دلائل و براہین کی روشنی میں جواب دیا کہ عمامہ باندھ کر نماز پڑھنا افضل و اولیٰ ہے مگر بغیر عمامہ کے امامت پر اطلاق کراہت تحریمی یا تنزیہی صحیح نہیں۔ رسالہ کے آخر میں

اکابر اہل سنت کی تقریظات و تصدیقات بھی شامل ہیں۔ ان میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ و مہر بھی نمایاں ہے۔

تقریظ

اللھم لك الحمد الحکم الذی ذکره الفاضل المجیب فھو فیه محق مصیب۔ فی الواقع بے عمامہ کے صرف ٹوپی سے امامت موجب کراہت نہیں اگرچہ عمامہ احسن و افضل ہے ہاں بالکل برہنہ سر نماز مکروہ ہے وہ بھی جب کہ براہ کسل ہو اور اگر بہ نیت تذلل ہے تو وہی افضل ہے علی ما نص علیه امام برھان الدین صاحب الھدایة رحمه اللّٰه تعالی فی التجنیس و المزید۔

مراقی الفلاح میں ہے:

تکره وھو مکشوف الرأس تکاسلا لترك الوقار لا للتذلل و التضرع و قال فی التجنیس یستحب له ذلك۔

حاشیہ علامہ طحطاوی میں ہے:

قوله و یستحب له ذلك به علم رد قول من قال انه عند قصد ذلك خلاف الاولی۔

و اللّٰه سبحانه و تعالی اعلم و علمه جل مجده اتم و احکم۔

کتبه عبده المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنه بحمد ن المصطفی النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم

مہر ۱۳۰۱ھ

7

اعلام الاذکیا باثبات علوم الغیب لخاتم الانبیا (ﷺ)

تصنیف

مولانا ابوالذکاء سراج الدین شاہ محمد سلامت اللہ رام پوری ؒ

(م ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۲۰ء)

حضرت مولانا ابوالذکا سراج الدین محمد سلامت اللہ نقش بندی رام پوری ؒ (م ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۲۰ء) ایک شیخ طریقت، نام ور مدرس، حافظ قرآن، مفسر قرآن اور صاحب قلم عالم دین تھے۔ آپ کی قلمی تفسیر کا نسخہ الہ آباد شہر میں جامعہ حبیبیہ کے مہتمم مولانا عاشق الرحمن کے ذخیرہ کتب میں محفوظ ہے۔

برصغیر کی نظریاتی تاریخ کا دل خراش منظر اس وقت سامنے آیا جب پہلی بار ہمارے آقا و مولا خاتم الانبیا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات پاک کو چند نام نہاد مولویوں نے ہدف تنقید بنایا اور آپ کے علم پر سوال اٹھایا۔ مولوی اسماعیل دہلوی (م ۱۲۴۶ھ/ ۱۸۳۱ء) کی ''تقویۃ الایمان''، مولوی اشرف علی تھانوی (م ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء) کی ''حفظ الایمان'' اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی (م ۱۳۴۶ھ/ ۱۹۲۷ء) کی ''البراہین القاطعہ علی ظلام الانوار الساطعہ'' جو مولوی رشید احمد گنگوہی (م ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء) کی مصدقہ ہے، میں علوم مصطفیٰ ﷺ پر رکیک حملے ہوئے تو ان حالات میں علمائے اہل سنت نے بھرپور احتجاج کیا اور ان کے خلاف باقاعدہ جہاد بالقلم کا علم بلند کیا۔ اس قلمی جہاد میں حضرت مولانا سلامت اللہ رام پوری ؒ کا نام بھی نمایاں طور پر سامنے آتا ہے۔ حضرت مولانا عماد الدین سنبھلی ؒ کی خواہش پر آپ آگے بڑھے اور علوم مصطفیٰ ﷺ کے دفاع میں ''اعلام الاذکیا باثبات علوم الغیب لخاتم الانبیا'' نامی رسالہ لکھا جو ۱۳۲۰ھ/ ۱۹۰۲ء میں مولوی حافظ محمد احمد علی خان شوق ؒ کی کوشش سے مطبع احمدی کوچہ لنگر خانہ ریاست رام پور میں زیور طبع

سے مزین ہو کر شائع ہوا۔ مصنف کے شاگرد رشید مولوی محمد علیم الدین اسلام آبادی ؒ نے رسالہ کے حاشیہ پر خلاصہ و ترجمہ لکھنے کی سعادت حاصل کی۔

مسئلہ علم غیب پر مشتمل اس اہم رسالہ پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی ؒ نے اپنی تقریظ جلیل رقم فرمائی ہے جو اس کے صفحہ ۲۷ تا ۲۹ پر موجود ہے۔

امام احمد رضا محدث بریلوی ؒ جب دوسری مرتبہ حج اور زیارت حرمین شریفین کے لیے مکۃ المکرمہ پہنچے تو وہاں ہندوستان کے دیوبندیوں وہابیوں کا سرخیل مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اپنے ہم نواؤں کے ساتھ پہنچا ہوا تھا اور مسئلہ علم غیب مصطفیٰ ﷺ زیر بحث تھا اور ساتھ ہی مولانا سلامت اللہ رام پوری ؒ کے رسالہ ''اعلام الاذکیا'' کی ایک عبارت پہلے ہی محاکمہ کے لیے وہاں کے اکابر علما کو پیش کر رکھی تھی۔ اس ساری تفصیل کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی ؒ خود فرماتے ہیں:

''اس بار سرکار حرم محترم میں میری حاضری بے اپنے ارادے کے جس غیر متوقع طور اور غیر معمولی طریقوں پر ہوئی وہ حکمت الٰہیہ یہاں آ کر کھلی۔ سننے میں آیا کہ وہابیہ پہلے سے آئے ہوئے ہیں جن میں خلیل احمد انبیٹھی بعض وزرائے ریاست اور دیگر اہل ثروت (یعنی اُمرا) بھی ہیں حضرت شریف (یعنی گورنر مکہ) تک رسائی پیدا کی ہے اور مسئلہ علم غیب چھیڑا ہے اور اس کے متعلق کچھ سوال اعلم علمائے مکہ (یعنی کے سب سے بڑے عالم) حضرت مولانا شیخ صالح کمال سابق قاضی مکہ و مفتی حنفیہ کی خدمت میں پیش ہوا ہے۔ میں حضرت موصوف کی خدمت میں گیا۔ حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی ؒ کے صاحب زادے عزیزی مولوی عبد الاحد صاحب بھی ہم راہ تھے۔ میں نے بعد سلام و مصافحہ مسئلہ علم غیب کی تقریر شروع کی اور دو گھنٹے تک اسے آیات و احادیث و اقوال ائمہ سے ثابت کیا اور مخالفین جو شبہات کیا کرتے ہیں ان کا رد کیا۔ اس دو گھنٹے تک حضرت موصوف محض سکوت (یعنی خاموشی) کے ساتھ ہمہ تن گوش (یعنی مکمل توجہ) ہو کر میرا منہ دیکھتے رہے۔ جب میں نے تقریر ختم کی، چپکے سے اٹھتے ہوئے قریب الماری رکھی تھی، وہاں

تشریف لے گئے اور ایک کاغذ نکال لائے جس پر مولوی سلامت اللہ صاحب رام پوری (علیہ رحمۃ اللہ القوی) کے رسالہ 'اعلام الاذکیا' کے اس قول کے متعلق کہ حضور اقدس ﷺ کو هو الاول و الآخر و الظاهر و الباطن و هو بكل شيء عليم۔ (یعنی وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن اور وہ سب کچھ جانتے ہیں) لکھا، چند سوال تھے اور جواب کی چار سطریں ناتمام اٹھا لائے، مجھے دکھایا اور فرمایا: تیرا آنا اللہ (عزوجل) کی رحمت تھا ورنہ مولوی سلامت اللہ کے کفر کا فتوی یہاں سے جاچکتا۔ میں حمد الٰہی بجالایا اور فرودگاہ (یعنی قیام گاہ) پر واپس آیا۔''

(محمد مصطفی رضا خان بریلوی، علامہ، مفتی اعظم ہند الملفوظ حصہ دوم (مع تخریج وتسہیل) مطبوعہ المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی) کراچی ۲۰۰۹ء ص ۱۹۹)

دوسرے حج مبارک کے موقع پر امام احمد رضا محدث بریلوی ﷫ کا جو مایہ ناز اور معرکہ آرا کارنامہ ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے مکۃ المکرمہ میں ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء کو بخار کی حالت میں صرف آٹھ گھنٹوں میں علم غیب رسول ﷺ کے بارے میں معترضین کے سوالوں کا فصیح و بلیغ عربی میں مدلل اور مسکت جواب ''الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ'' کے تاریخی اور خوب صورت نام سے ایسا دیا کہ مستفسرین اور علمائے مکہ معظمہ دم بخود رہ گئے۔ اس کتاب کو شریف مکہ نے خود سنا۔ علمائے حرمین شریفین نے پڑھ کر بے پناہ خراج تحسین پیش کیا اور اس پر اپنی زوردار تقاریظ بھی لکھیں۔ یہ کتاب عربی متن اور حجۃ الاسلام علامہ مفتی محمد حامد رضا خان بریلوی ﷫ کے عالمانہ ترجمہ کے ساتھ پاک و ہند میں کئی بار شائع ہوئی۔ اس عظیم کتاب کے آخری حصہ میں حضرت مولانا محمد سلامت اللہ رام پوری ﷫ کے رسالہ ''اعلام الاذکیا'' میں حضور نبی کریم ﷺ کو اول و آخر وظاہر و باطن قرار دینے اور اس پر آپ کی لکھی گئی بے مثال تقریظ کے بارے میں معاندین کے اٹھائے گئے سوالوں کا آپ نے نہ صرف بھرپور جائزہ لیا بلکہ حضرت مولانا محمد سلامت اللہ رام پوری ﷫ کی علمیت اور راسخ العقیدگی کی ایک بار پھر گواہی دے دی۔ تقریظ اور تصحیح کرنے والے کا فرق واضح فرمادیا اور یہ حقیقت بھی واضح فرمادی کہ بعض اوقات کاتبوں کی اغلاط مصنفین کے کھاتے میں ڈال دی جاتی ہیں۔

مولانا محمد سلامت اللہ رام پوری ﷫ کے رسالہ کی ایک عبارت کے بارے میں معترضین نے سوال کیا تو امام احمد رضا بریلوی ﷫ نے اس کے نہایت عالمانہ و محققانہ پانچ جواب رقم فرمائے لیکن یہاں موضوع کی مناسبت سے صرف پہلا جواب نذر قارئین ہے:

''الحمد للہ حق ظاہر ہوا اور صواب چمک اٹھا اور آفتاب ہدایت پر کوئی پردہ نہ رہا۔ یہ اللہ کا فضل ہے ہم پر اور لوگوں پر لیکن بہت لوگ شکر نہیں کرتے اور جو اس حقیر ترین بندگان کے کلام میں ایسے شخص کی طرح نظر کرے جو بات میں غور کرے اور فائدہ لینا چاہے یا قلب حاضر کے ساتھ کان لگائے حملہ آور ہٹ دھرم کے ہر سوال کا صحیح جواب اس پر ظاہر ہو جائے گا مگر تصریح زیادہ نافع اور بیان کے زیادہ لائق ہے تو چاہیے کہ ہم ہر سوال پر جدا جدا کلام کریں اور اللہ ہی سے مدد مطلوب ہے۔

پہلا سوال: اس عبارت سے جو فاضل ابو الذکا سلامت اللہ سلمہ اللہ کے رسالہ اعلام الاذکیا مطبوعہ ہند آخر میں واقع ہوئی اور اللہ درود بھیجے ان پر جو اول و آخر ظاہر و باطن ہیں اور وہ ہر شے کے جاننے والے ہیں۔

اقول: جواب اول: یہ رسالہ مصنف حفظہ نے میرے پاس تقریظ کے لیے بھیجا تھا اور میں نے اس کی تقریظ میں لکھا اور وہ تمہاری آنکھوں کے سامنے موجود ہے، جس کی عبارت یہ ہے:

''زید کا قول حق و صحیح اور بکر کا زعم مردود و قبیح ہے، بے شک اللہ تعالیٰ عزت عظمتہ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کو تمامی اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا، شرق تا غرب، عرش تا فرش سب انھیں دکھایا، ملکوت السموات والارض کا شاہد بنایا، روز اول سے روز آخر تک کا سب ماکان و مایکون انھیں بتایا جیسا کہ مفصل بیان کیے اس کے دلائل کافی تفصیل سے بہ قدر حاجت مولانا فاضل کامل مجیب نے (سلمہ المولی القریب المجیب) اگر کچھ نہ ہو تو قرآن عظیم شاہد عدل اور حکم فصل ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے 'اتاری ہم نے تم پر کتاب جو ہر چیز کا روشن بیان ہے۔'

اس دلیل کے آخر تک جو میں نے اس مدعائے جلیل پر تحریر و تقریر کی اور ہر ایک جو

عامی اپنے سے گھٹنے چل کر آگے نکل گیا ہے پہچانے گا کہ میں نے اپنی اس تقریظ میں صرف اتنی بات کا ذمہ لیا ہے کہ جو دلیلیں فاضل مجیب نے ذکر کیں بہ قدر حاجت کفایت کرتی ہیں اور اس میں رسالہ کے لفظ لفظ پر نظر نہیں بل کہ جس طرح دعویٰ کی صورت اس میں مذکور ہوئی وہ بھی ملحوظ نہیں اس لیے کہ میں نے صورت دعویٰ اپنی عبارت میں علیحدہ ذکر کی ہے اور جس نے علم کی خدمت کی یا عقل و تمیز کے ساتھ علما کی صحبت میں بیٹھا تو وہ تقریظ اور تصحیح کرنے والوں کے الفاظ میں تمیز کر لیتا ہے کہ تقریظ والے اگر یوں کہیں کہ ہم نے یہ رسالہ یا فتویٰ اوّل سے آخر تک غور و تامل کے ساتھ دیکھا جیسا کہ گنگوہی نے براہین قاطعہ کی تقریظ میں لکھا تو انھوں نے اس رسالہ یا فتویٰ میں جو کچھ ہے اس سب کی صحت کا ذمہ لیا اور اس وقت درست ہے کہ اس میں جو کچھ معانی اور عبارات ہیں وہ سب ان تقریظ کرنے والوں کی طرف نسبت کیے جائیں اور اگر یوں کہیں کہ ہم نے اسے جا بہ جا دیکھا اور نافع پایا تو صرف اس کی تحسین کی جس مادہ میں کتاب لکھی گئی، رہے بیان کے طریقے اور دلیل کی روانی اور الفاظ و عبارت ان کے حال سے سکوت ہے نہ انکار ہے نہ اقرار اور اسی طرح فتویٰ کی تصحیح میں مصحح کا کہنا کہ حکم صحیح ہے بل کہ کبھی ایک پوشیدہ نظر سے اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ دلیل یا الفاظ میں کچھ ناپسند ہیں جب تو صرف حکم کو صحیح بتایا اور اگر لفظ نفس زیادہ کر دیا (کہ لفظ نفس صحیح ہے) تو یہ نقص پر زیادہ دلیل ہوگا۔ اور اگر مصححین اپنے لفظوں میں دعویٰ کا اعادہ کریں اور کہیں کہ مجیب نے اس کے دلائل کی تفصیل کی تو ان کے کلام سے دلائل ہی کی تسلیم سمجھی جائے گی اور ممکن ہے کہ انھوں نے نفس دعویٰ میں کسی لفظ کا بدلنا یا بڑھانا یا کسی حرف کا گھٹنا ناپسند کیا۔ اسی وجہ سے اسے اپنی عبارت میں ذکر کیا اور یہ بھی ممکن ہے کہ انھوں نے دعویٰ کا اعادہ زیادت توضیح و تاکید و تصریح کے لیے کیا ہو تو مصححین پر کچھ حکم نہ لگایا جائے گا کہ انھوں نے اصل کا دعویٰ برقرار رکھا اس پر کچھ اعتراض کیا۔

اور جب نفس دعویٰ میں یہ بات ہے تو تیرا ان خارج و زائد لفظوں پر کیا گمان ہے

جنھیں دلیل سے نہ تعلق ہے نہ دعویٰ سے، یہ وہ ہے جو عالمانہ طریقہ کا مقتضیٰ ہے اور اس تقریر سے تجھے ظاہر ہو گیا کہ میں نے تقریظ لکھتے وقت زائد باتوں کی طرف خاص توجہ نہ کی اور اس وقت مجھے یاد نہیں آتا کہ جب ان کے اصل مسودہ میں کیا لفظ تھا مگر اس رسالہ کا جو عربی ترجمہ مؤلف نے کیا اور وہ اسی معروف خط کا لکھا ہوا ہے جس میں ان کے رسائل و مسائل جو ہمارے پاس تصدیق و تحقیق کے لیے آتے ہیں لکھے ہوتے ہیں اس میں لفظ یوں ہے کہ درود بھیجے وہ جو اوّل و آخر و ظاہر و باطن اور وہی ہر چیز کا دانا ہے۔ ان پر جو اس آیت کے مظہر ہیں وہی اول و آخر، ظاہر و باطن اور وہی ہر چیز کا دانا ہے۔ اس میں کسی وہم والے کے وہم کی گنجائش نہیں اور کچھ تعجب نہیں ہے کہ مطبع کے کاتب سے مظہر کا لفظ 'من ھو' سے بدل گیا ہو کہ اسی کاتب نے میری تقریظ میں محمد کی جگہ محمعون لکھا دیکھو ص ۲۹ کا آخر جو غلطی سے ص ۲۶ چھپا تو اگر بات ایسی ہی ہے جب تو بہتر بہت خوب اور اگر ہم فرض کر لیں کہ اصل عبارت اسی طرح ہے جیسی چھپی تو میں مجیب کو پہچانتا ہوں کہ وہ عالم سنی العقیدہ ہیں اور بد مذہبوں، معاندوں کو بہت زخم رساں ہیں اور ہر مسلمان پر فرض عین ہے کہ اپنے بھائی کا کلام تا حد قدرت بہتر سے بہتر و توجیہ پر حمل کرے، اس سے محروم نہ ہوگا مگر وہ جو سلامت قلب سے محروم رہا جیسا کہ ائمہ اخیار نے اس پر نص فرمایا۔"

(احمد رضا بریلوی اعلیٰ حضرت مولانا: الدولة المکیہ بالمادة الغیبیہ، مطبوعہ کراچی ص ۱۹۱ تا ۱۹۷ء، مترجم: حامد رضا خان بریلوی، حجۃ الاسلام مولانا)

اس تمام تر تفصیل کے بعد اب اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ تقریظ جلیل ملاحظہ فرمایئے جو آپ نے رسالہ "اعلام الاذکیا" کے بارے میں لکھی اور اس کی زینت بنی۔

تقریظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

اللھم لک الحمد عدد ما تعلم صل علی من علمتہ ما کان و ما یکون و ما لم یعلم و کان فضلک علیہ عظیما و علی الہ و صحبہ و سلم تسلیما۔

فی الواقع زید کا قول حق وصحیح اور بکر کا زعم مردود وقبیح ہے، حضرت عزت عظمتہ نے اپنے حبیب اکرم سید عالم ﷺ کو تمام اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا۔ شرق تا غرب، عرش تا فرش سب انھیں دکھایا ملکوت السموات والارض کا شاہد بنایا روز اول سے قیامت تک کا سب ماکان وما یکون انھیں بتایا جس کے دلائل کی کافی تفصیل بہ قدر حاجت مولانا الفاضل الکامل المجیب سلمہ المولی القریب المجیب نے بیان فرمائی۔ اور اگر کچھ نہ ہو تو قرآن عظیم شاہد عدل وحکم فصل ہے۔

قال اللہ تعالی:

"نزلنا علیك الکتب تبیانا لکل شیء۔

(اتاری ہم نے تم پر کتاب جو ہر چیز کا روشن بیان ہے)

وقال تعالی:

ماکان حدیثا یفتری و لکن تصدیق الذی بین یدیه و تفصیل کل شیء۔

(قرآن وہ بات نہیں جو بنائے بن جائے بل کہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور ہر شے کا صاف جدا جدا بیان)

و قال تعالی:

ما فرطنا فی الکتب من شیء۔

(ہم نے کتاب میں کوئی چیز اٹھا نہیں رکھی)

اقول: جب قرآن مجید ہر شے کا بیان ہے اور اہل سنت کے مذہب میں شے ہر موجود کو کہتے ہیں تو فرش تا عرش تمام کائنات جملہ موجودات اس بیان کے احاطہ میں داخل ہوئے اور من جملہ موجودات کتاب لوح محفوظ بھی ہے تو بالضرورۃ یہ بیانات محیط اس کے مکتوبات کو بھی بالتفصیل شامل ہوئے۔ اب یہ بھی قرآن عظیم ہی سے پوچھ دیکھیے کہ لوح محفوظ میں کیا کیا لکھا ہے۔ قال تعالی:

و کل صغیر و کبیر مستطر۔

(ہر چھوٹی بڑی چیز سب لکھی ہوئی ہے)

و قال تعالی:

و کل شیء احصینه فی امام مبین۔

(ہر شے ہم نے ایک روشن پیشوا میں جمع فرمائی ہے)

و قال تعالی:

و لا حبة فی ظلمت الارض ولا رطب و لا یابس الا فی کتب مبین۔

(کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی خشک مگر یہ کہ یہ سب ایک روشن کتاب میں لکھا ہوا ہے)

اور اصول میں مبرہن ہو چکا کہ نکرہ نفی میں مفید عموم ہے اور لفظ کل تو ایسا عام ہے کہ کبھی خاص ہو کر مستعمل نہیں ہوتا اور عام افادہ استغراق میں قطعی ہے اور نصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول رہیں گی بے دلیل شرعی تخصیص وتاویل کی اجازت نہیں نہ حدیث احاد اگر چہ کیسی ہی اعلی درجہ کی صحیح ہو عموم قرآن کی تخصیص کر سکے بل کہ تخصیص متراخی نسخ ہے اور اخبار کا نسخ ناممکن اور تخصیص عقلی عام کو قطعیت سے نازل نہیں کرتی نہ اس کے اعتماد پر کسی ظنی سے تخصیص ہو سکے تو بحمد اللہ تعالی نہ فقط نص صریح بل کہ آیات محکمہ سے روشن ہوا کہ ہمارے حضور ﷺ کو اللہ عزوجل نے تمام موجودات و جملہ ماکان وما یکون الی یوم القیامۃ مندرجات لوح محفوظ کا علم دیا اور کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا اور یہ علم قرآن عظیم کی تبیانا لکل شیء ہونے میں دیا اور پر ظاہر کہ یہ وصف تمام کلام مجید کا ہے نہ ہر آیت کا تو نزول جمیع قرآن سے پہلے اگر بعض انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی نسبت ارشاد ہو: لم نقصص علیك۔

یا منافقین کے باب میں فرمایا جائے: لا تعلمهم۔

ہرگز ان آیات کے منافی اور احاطہ علم مصطفوی کا نافی نہیں آخر نہ دیکھا کہ خود حضور پرنور ﷺ نے فرمایا:

فتجلی لی کل شیء و عرفت۔

(ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لی)

اور امام ترمذی اور بخاری فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اسے معاذ اللہ شرک کہنا

قرآن عظیم پر حرف رکھتا ہے۔ بصیر کے اندھوں کو اتنا نہیں سوجتا کہ علم الٰہی ذاتی ہے اور علم خلق عطائی۔ وہ واجب یہ ممکن، وہ قدیم یہ حادث، وہ نامخلوق یہ مخلوق، وہ نامقدور یہ مقدور، وہ ضروری البقا یہ جائز الفنا، وہ ممتنع التغیر یہ ممکن التبدل، ان عظیم تفرقوں کے بعد احتمال شرک نہ ہوگا مگر کسی مجنون کو یا بالجملہ بمر پر مکر کے گمراہ بددین ہونے میں اصلاً شبہ نہیں۔ رہا وہ ذریت شیطان کہ اپنے اس بزرگ لعین کے علم ملعون کو علم اقدس حضور عالم ماکان و ما یکون ﷺ سے زائد کہے اس کا جواب اس کفرستان ہند میں کیا ہو سکتا ہے۔ ان شاء اللہ القہار روز جزا وہ ناپاک اپنے کیفر کفرے گفتار کو پہنچے گا۔ یہاں اسی قدر کافی ہے کہ یہ ناپاک کلمہ صراحۃً محمد رسول اللہ ﷺ کو عیب لگاتا ہے اور حضور کو عیب لگانا کلمہ کفر نہ ہو تو اور کیا کلمہ کفر ہوگا۔

نسئل اللّٰہ العفو و العافیۃ فی الدین و الدنیا و الآخرۃ نعوذ بہ من الفور بعد الکور و لا حول و لا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم وصلی اللّٰہ تعالٰی علی سید المرسلین محمد و الہ و صحبہ اجمعین و الحمد للّٰہ رب العالمین و اللّٰہ سبحانہ و تعالٰی اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمدن المصطفی النبی الامی ﷺ

۱۳۰۱ھ

8

البلاغ المبین

منسوب بہ

حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(م ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء)

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء) پاک و ہند کے علما میں ممتاز و نمایاں ہیں۔ آپ کثیر التصانیف عالم دین ہیں۔ عام طور پر آپ کی پچاس سے زائد تصانیف کے نام ملتے ہیں۔ ان میں تفسیر فتح الرحمٰن ترجمہ قرآن پاک، انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، فیوض الحرمین، القول الجمیل، الدر الثمین، انفاس العارفین، قصیدہ اطیب النغم اور القول الجلی فی ذکر آثار الولی شہرۂ آفاق ہیں۔

ایک منظم سازش کے تحت آپ کی تالیفات کو نہ صرف منظر عام پر نہ آنے دیا، بعض میں ترمیم و اضافہ اور تحریف کی بلکہ کئی کتابیں لکھ کر آپ کے نام منسوب کر دیں اور اپنے نظریات جدیدہ کی تبلیغ آپ کے نام سے کی۔ مولانا حکیم محمود احمد برکاتی نے ''شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان'' مطبوعہ لاہور صفحہ ۵۷ تا ۶۱ پر اس حقیقت حال سے پردہ اٹھایا ہے اور چند ایسی کتب کی نشاندہی بھی کر دی ہے جن کا شمار مصنفات شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ میں نہیں ہوتا لیکن آپ سے کے نام منسوب ہیں۔ ان میں ایک کتاب ''البلاغ المبین'' ہے، جو پہلی بار ۱۳۰۷ھ میں مطبع محمدی لاہور سے ایک غیر مقلد مولوی فقیر اللہ نے شائع کر کے عام کی۔ مولانا محمد شمس الدین جالندھری رحمۃ اللہ علیہ نے جب اس کتاب کا مطالعہ کیا تو اسے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نظریات کے خلاف پایا چناں چہ انھوں نے اس کتاب کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک استفتا بھیجا۔ آپ نے بھی جواب میں ''البلاغ المبین'' کو حضرت شاہ ولی اللہ محدث

دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات میں تسلیم کرنے سے صاف انکار فرمایا۔ آپ کے اس جواب کو مولانا محمد شمس الدین جالندھری رحمۃ اللہ علیہ نے ''فتاویٰ علمائے حنفیہ فی جواب استفتائے شمسیہ'' مطبوعہ قیصری پریس جالندھر ۱۳۱۰ھ کے صفحہ ۱۲۳ اور ۱۲۴ پر شائع کیا ہے۔

''ابلاغ المبین'' کے بارے میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ رائے یعنی تقریظ اردو زبان کا شاہکار ہے۔ اس میں آپ نے ایک لفظ ''نچلی شرارت'' (گھٹیا شرارت) استعمال فرمایا ہے جو خالص اردو ہے۔

رائے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

رسالہ ''ابلاغ المبین'' فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کی نظر سے نہ گزرا، نہ کبھی اس کا نام مصنفات شاہ ولی اللہ صاحب میں سنا اور اس کے مضامین کہ مولانا مجیب سلمہ اللہ تعالیٰ نے نقل فرمائے ہیں قطعاً خیالات رذیہ طائفہ نجدیہ ہیں، صراحۃً باطل، صدق سے عاطل، حق کے معارض، تصانیف متواترہ شاہ صاحب کے مناقض، ظاہر یہی ہے کہ اب کسی پچھلی ذریت کی نچلی شرارت، من چلی حرارت نے مدتوں سے خاندان شاہ صاحب کا چراغ گل دیکھ کر یہ ''بلاغ المبین'' کی بلاء المبین ان کے سر باندھی، چلو چال تو اچھی ہے، اگر جہاں پر چال چل بھی جائے، رہا آخرت کا وبال، وہ کس نے دیکھی ہے، اب تو آرام سے گزرتی ہے، غرض ہے یہ کہ

اذا لم تستحی فاصنع ما شئت۔ ع بے حیا باش و آں چہ خواہی کن

قال اللہ تعالیٰ:

وَ مَنْ یَّكْسِبْ خَطِیْٓــٴَـةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ یَرْمِ بِهٖ بَرِیْٓــٴًـا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا۔

(النساء، آیت: ۱۱۲)

''اور جو کوئی خطا یا گناہ کمائے پھر اسے کسی بے گناہ پر تھوپ دے اس نے ضرور بہتان اور کھلا گناہ اٹھایا۔'' (کنز الایمان)

نسئل اللہ العفو و العافیۃ و لاحول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔

کتبہ العبد المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدن المصطفی النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم

9

الحبل القوی لہدایۃ الغوی

معروف بہ ''اثبات تقلید شرعی''

تصنیف

علامہ حافظ محمد عبد الرحمن محی رحمۃ اللہ علیہ

(م ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء)

حضرت مولانا حافظ محمد عبد الرحمن معروف بہ محی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء) اپنے وقت کے جلیل القدر عالم، بے مثال مناظر، ولی کامل تھے۔ آپ کے فیض کا ساگر آج بھی صوبہ بہار ضلع ستیامڑھی کے قصبہ پوکھیرا شریف سے رواں دواں ہے۔

آپ صوبہ بہار میں اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر مشائخ کبار میں نمایاں حیثیت کے حامل تھے۔ آپ نے وہابیوں اور دیوبندیوں کے دام مکر و فریب سے عوام اہل سنت کو بچایا اور ان کی عیاریوں کو سر عام طشت از بام کیا۔ آپ تدریسی، تبلیغی اور تنظیمی خدمات کے ساتھ ساتھ قلمی جہاد میں بھی مصروف رہے۔ اس پر آپ کی بیس سے زائد کتب موجود ہیں۔ ان میں نور الہدیٰ، نور المطلب، نور المغیب، نور کلید عظیم، تعلیمات مرغوب محی، دیوبندی ابطال تمہید، الجواب المستحسن فی رد ہفوات المرتضی حسن، ترجمہ قرآن پاک بہ زبان فارسی اور الحبل القوی لہدایۃ الغوی معروف بہ اثبات تقلید شرعی نمایاں ہیں۔

آخر الذکر کتاب کو اسیر محی مولانا محمد ریحان رضا خان رحمانی مصباحی مدظلہ نے جدید ترتیب و تحشیہ کے ساتھ ۲۰۰۱ء میں دوبارہ شائع کروا دیا ہے۔ یہ اثبات تقلید شرعی میں ایک لاجواب اور بے مثال کتاب ہے، جس نے غیر مقلدین کا ناطقہ بند کر دیا۔ اس میں آیات قرآنیہ

اور احادیث نبویہ سے تقلید شرعی کے ثبوت میں آپ نے دلائل کے انبار لگا دیے ہیں۔ اس کتاب پر اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ جلیل موجود ہے، جو اردو تقریظ نگاری میں ایک عمدہ شہ پارہ ہے۔

تقریظ جلیل

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

الحمد للہ و کفی و سلام علی المصطفی و الہ الشرفاء و صحبہ اللطفاء و العلماء العرفاء لا سیما الائمۃ المجتہدین کاشفی کل خفاء و التابعین لہم باحسان و صدق وفاء۔

فقیر غفرلہ المولی القدیر نے اس رسالہ ''الحبل القوی لہدایۃ الغوی'' کو مطالعہ کیا، حق سبحانہ و تعالیٰ مولانا المکرم ذی المجد والکرم سالک طریق الامم حامی السنن نجدی شکن وہابی فگن مولانا مولوی محمد عبد الرحمٰن معروف بہ محی جزاہ اللہ سبحانہ جزاء الاحیاء کو تائید دین و تنکیت مفسدین واعانت راشدین واہانت معاندین کے ساتھ دائم قائم رکھے اور ان اقطار و امصار کو ان کی حمایت سنیت ونکایت بدعت سے مجمع مکارم رکھے۔ بلا شبہ غیر مانع منصب اجتہاد پر تقلید ائمہ بہ نص قطعی قرآن عظیم واحادیث واجماع فرض متحتم ہے اور اس سے عدول شریعت مطہرہ کے دائرہ سے خروج اور ورطۂ تیرۂ ضلال فلطال میں ولوج ہے۔ اس قدر پر تو اجماع قطعی موجود بل کہ بہ تصریح علمائے کرام وہ ضروریات دین متین میں معدود ہے۔ تعیین متبوع جسے تقلید شخصی کہتے ہیں، حق یہ کہ ان ازمنہ میں اس سے اصلاً مفر نہیں۔ تخییر تابع نظر اور نظر مقصود اور تخییر حسب تصریح ائمہ دین مثل امام رجل عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ وغیرہ اکابر صراحۃً فتح باب فسق شباب ہے اور سد فتنہ اہم واجبات سے ہے تو تقلید شخصی کے وجوب میں اصلاً محل کلام نہیں اور نفی بعض نظر بہ نفس ذات منافی ثبوت بہ وجوہ خارجہ نہیں۔ کما لا یخفی علی اولی التحقیق و ھو تطبیق بہ یحصل التوفیق و باللہ تعالی التوفیق و اللہ سبحانہ و تعالی اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمدن المصطفی النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم

10

الصارم الربانی علی اسراف القادیانی

تصنیف

حجۃ الاسلام مولانا مفتی محمد حامد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

(م ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء)

حجۃ الاسلام حضرت علامہ محمد حامد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحب زادے ہیں۔ آپ متبحر عالم، بہترین معلم، مایہ ناز خطیب اور بے مثل نعت گو شاعر تھے۔ مختلف مذہبی اور سیاسی تحریکوں میں آپ نے نمایاں طور پر حصہ لیا۔ عقائد کی اصلاح اور ایمان کی حرارت پیدا کرنے کے لیے آپ نے ملک گیر دورے کیے۔ بے شک آپ اپنے دور کے عظیم مصلح اور مبلغ تھے۔ اتنے حسین و جمیل تھے کہ کئی غیر مسلم محض جمال جہاں آراد یکھ کر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ سد الفرار، حاشیہ ملا جلال، نعتیہ دیوان، فتاویٰ حامدیہ، ترجمہ الدولۃ المکیہ اور الصارم الربانی علی اسراف القادیانی آپ کی مشہور کتابیں ہیں۔

آخر الذکر کتاب مرزائیت کے رد میں بے مثال ہے۔ اس میں آپ نے مرزائے قادیانی کے ہذیانات کا مکمل محاسبہ فرمایا ہے۔ یہ پٹنہ سے ۱۸۹۷ء میں شائع ہوئی۔ اب اس کتاب کا ایک عمدہ ایڈیشن مجلس گنج بخش، لاہور نے بھی شائع کر دیا ہے۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد'' کے صفحہ ۱۹۵ پر چند سطور میں اپنے صاحب زادے کی اس کاوش کو زبردست سراہا ہے۔ مولانا محمد جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء)، کھاریاں نے اپنے ایک تحقیقی مقالے بہ سلسلہ ''رد قادیانیت'' میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ان عربی سطور کو اردو ترجمہ کے

ساتھ تقریظ کے طور پر شامل فرمایا ہے۔ (حدیقۂ نعت از علمائے حق از محمد سعید احمد ص ۷۱)

بے شک یہ سطور عربی تقریظ نگاری کی بہترین مثال ہیں۔

تقریظ

و لقد تفرعن و تشیطن رجل من قادیان قریة من الفنجاب فادعی ان خروجه هو المراد بنزول عیسیٰ علیه السلام وانه هو المسیح الموعود وقد بین فساد قوله و ضلال زعمه ابین وجه واوضحه الولدالاعز محمد المعروف بالمولوی حامد رضا خان۔۔۔فکتب فی ذالك رسالة حسنة سماها "الصارم الربانی علی اسراف القادیانی" فکفی واکتفی وشفی واشتفی۔۔۔

''پنجاب کے قریہ قادیان سے ایک بد بخت نے شیطان اور فرعون کا روپ دھارا۔ اس نے دعوی کیا اس کا خروج ہی نزول عیسیٰ علیہ السلام ہے اور وہی مسیح موعود ہے۔ اس بد بخت کے دعوے کے فساد اور اس کے زعم کے ضلال کو نہایت واضح اور بین دلائل سے میرے لخت جگر مولوی محمد حامد رضا بریلوی نے بیان کیا ہے۔۔۔ اس نے اس سلسلہ میں ایک خوب صورت رسالہ الصارم الربانی علی اسراف القادیانی لکھا ہے۔ (قادیانی مرزا کی گمراہی پر اللہ کی تلوار) اس رسالہ میں کافی وشافی دلائل ہیں۔

11

العسل المصفیٰ فی عقائد ارباب سنة المصطفیٰ

تصنیف

امام العارفین سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ

(م ۱۳۲۴ھ)

سراج العارفین حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۲۴ھ) خاندان برکاتیہ مارہرہ کے آفتاب ومہتاب ہیں۔ اپنے زمانے کے نامی گرامی شیخ طریقت ہیں۔ آپ کا حلقہ ارادت بہت وسیع تھا۔ آپ اصلاح باطن سے پہلے اصلاح ظاہر اور عقیدہ کی صحت کا خاص خیال رکھتے تھے۔ مصروفیات کے باوجود آپ کی تقریبا دو درجن تصانیف آپ سے یادگار ہیں۔

''تذکرہ نوری'' کے نام سے آپ کے حالات شائع ہو چکے ہیں۔ ''العسل المصفیٰ فی عقائد ارباب سنة المصطفیٰ'' (۱۲۹۸ھ) آپ کی ایک اہم تصنیف ہے۔ اس میں آپ نے اہل سنت کے جملہ عقائد کو اختصار اور جامعیت کے ساتھ بڑی ہی سلیس اور آسان اردو زبان میں قلم بند فرمایا ہے۔ مولانا محمد ارشاد احمد مصباحی مدظلہ فرماتے ہیں:

''زبان ایسی رواں ہے کہ سو سال سے زائد کا عرصہ گزرنے کے بعد بھی یہ احساس نہیں ہوتا کہ اس کے مفاہیم کو لسانی قدامت متاثر کر رہی ہے''

اس کتاب کا غالبا پہلا ایڈیشن ''دارالاشاعت برکاتی مارہرہ مطہرہ'' سے شائع ہوا۔ پھر متعدد ایڈیشن مختلف جگہوں سے کثیر تعداد میں شائع ہو کر عام ہوئے۔ اس بے مثال اور لاجواب کتاب پر آپ کے نامور خلیفہ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے عربی اور فارسی میں منظوم تقاریظ لکھی ہیں، جو عربی اور فارسی شاعری کا ایک عمدہ نمونہ ہے۔ ان تقاریظ کو ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری مدظلہ نے اپنی کتاب ''حیات مولانا احمد رضا خان بریلوی''

مطبوعہ سیال کوٹ ۱۹۸۱ء، استاذ حازم محمد احمد عبد الرحیم المحفوظ الازہری مدظلہ نے ''بساتین الغفران'' مطبوعہ لاہور اور مولانا محمد ارشاد احمد مصباحی رضوی صاحب مدظلہ نے اپنے تحقیقی مقالے ''خانوادۂ برکات کی علمی و ادبی خدمات'' (مشمولہ مجلہ اہل سنت کی آواز، مارہرہ شریف ۱۹۹۹ء) میں نمایاں طور پر شامل کیا ہے۔

تاریخ جمع و تالیف

ایں رسالہ منیف از نتائج طبع لطیف عالم دقیق النظر فاضل سنیت پرور

مولوی احمد رضا خان بریلوی قادری برکاتی

غلام سرکار فیض بار مارہرہ مطہرہ دامت فیوضہم آمین

یَا صَاحِبَیَّ قِفَا لِمَا یَعْنِیْنَا　　وَادٍ شَمِمْنَا مِنْہُ نَفْحَۃَ سِیْنَا

اے میرے دونوں ہم راہیو! ٹھہر جاؤ! ایک بکار آمد کام کے لیے

ایک جنگل ہے جس سے ہمیں طور سینا کی بو آئی

اٰنَسْتُ مِنْ مَّارَھْرَۃٍ نَارًا عَلٰی　　طُوْرٍ اٰتَا طَوْرًا بِہٖ یَھْدِیْنَا

میں نے مارہرہ سے ایک آگ دیکھی ہے

کوہ طور پر میں چاہتا ہوں اُس سے وہ نزدیکی جو مجھے راہ دکھائے

فَعَزَمْتُ فِیْ مَمْشَایَ ھٰذَا اَنَّنِیْ　　مَا لَمْ اَنَلْھَا لَنْ اَذُوْقَ ھُدُوْنَا

پس میں نے قصد کر لیا ہے اپنے اس سفر میں کہ میں

جب تک اس تک نہ پہنچ جاؤں گا ہرگز آرام کا مزا نہ لوں گا

اَمْضِیْ عَلٰی سَنَنِیْ وَ لَا اُصْغِیْ اِلٰی　　قَوْلٍ مِّنَ الْاَغْوَالِ وَ الْمُرْدِیْنَا

میں چلا جاؤں گا اپنی راہ اور نہ سنوں گا

بات بہکانے والوں اور ہلاک کرنے والوں کی

سِیْرَا مَعِیْ اَوْلَا فَلَسْتُ بِرَاجِعٍ　　اِنِّیْ لَفِیْ شَاْنٍ اَرَاہُ یَقِیْنًا

تم دونوں چلو میرے ساتھ یا نہیں میں تو نہ لوٹوں گا

بے شک میں ایک بڑے کام میں ہوں جسے یقین سمجھ رہا ہوں

طُوْبٰی لِاَبْنَاءِ السَّبِیْلِ اِذَا اھْتَدَوْ　　وَ مَشَوْا لِھٰذَا النُّوْرِ مُنْقَادِیْنَا

خوشی ہو مسافروں کے لیے جب وہ راہ پائیں

اور چلیں اس روشنی کے تابع دار بن کر

اَکْرِمْ بِنَارٍ ضَوْءُھَا یَجْلُو الدُّجٰی　　مِنْ اَحْمَدَ النُّوْرِیِّ جَاءَ مُبِیْنًا

کیا بڑی عزت ہے اس آگ کی جس کی چمک تاریکیوں کو روشن کرتی ہے

احمد نوری سے آئے وہ چمک روشن

نُوْرُ الْھُدٰی بَحْرُ التُّقٰی بَدْرُ النُّقٰی　　اَضْحٰی لَہٗ حِفْظُ الْاِلٰہِ مُعِیْنًا

نور ہیں ہدایت کے دریا پرہیزگاری کے چاند پاکی کے

ہمیشہ رہے ان کے لیے خدا کی نگہبانی مددگار

مِنْ اٰلِ مَنْ رَضِیَ الْبَلَا فِیْ کَرْبَلَا　　مِنْ اَھْلِ مَنْ خَلَقَ الْحُسَیْنَ حَسِیْنًا

اُس کی آل سے ہیں جو بلا پر راضی ہوا کربلا میں

اُس کے اولیا سے ہیں جس نے پیدا کیا حسین رضی اللہ عنہ کو خوب صورت

یٰقَوْمِ ھٰذَا الْحَقُّ ھٰذَا الْمُنْتَقٰی　　ھٰذَا النَّجَاۃُ اِنِ اتَّخَذْتُمْ دِیْنًا

اے میری قوم! یہ رسالہ حق ہے یہ برگزیدہ ہے

یہ نجات ہے اگر تم اسے دین بنا لو

عَسَلٌ مُّصَفًّی بِالْیَقِیْنِ فَلَمْ یَذَرْ　　بِمَذَاقِہٖ ظَنًّا وَّ لَا تَخْمِیْنًا

یہ شہد ہے صاف کیا ہوا یقین کے ساتھ تو اس نے نہ چھوڑا

اپنے چکھنے سے کوئی گمان نہ اٹکل

تَعْسًا لِّمَنْ نَھْوِیْ اِلٰی مَھْوَی الْھَوٰی　　وَ رَاٰی بِدِیْنِ السُّنَّۃِ الْمَفْتُوْنَا

ہلاکی ہو اُسے جو جھکا خواہش کی غار کی طرف

اور اہل سنت کے مذہب میں فتنہ سمجھا

لَمْ یَاْتِ شَیْءٌ لِلصَّوَابِ بَدِیْلًا　　مَا کَانَ حَقٌّ بِالْجِدَالِ قَمِیْنًا

نہیں ہوتی کوئی چیز ٹھیک بات کا بدلہ

نہیں حق بات جھگڑنے کے لائق

فَعَلَیْکَ یَا ھٰذَا بِجَمْعٍ اَوْقَدُوْا   مِصْبَاحَ دِیْنِ اللّٰہِ فِیْ نَادِیْنَا

پس ملازمت کر اے مخاطب! اُس جماعت کی جنھوں نے روشن کیا
چراغ خدا کے دین کا ہماری انجمن میں

لَکَ اُسْوَۃٌ فِیْھِمْ فَلُذْ بِجَنَابِھِمْ   لَا تَتَّبِعْ مِنْ غَیْرِھِمْ مَجْنُوْنَا

تیرے لیے عمدہ پیشوا ہے اُن میں تو پناہ لے ان کی درگاہ کی
نہ پیروی کر انھیں چھوڑ کسی دیوانہ کی

قَالَ الرِّضَا اَرِّخْ رِسَالَۃَ سَیِّدِیْ   ھٰذَا ھُوَ الْحَقُّ الصَّرِیْحُ مُبِیْنَا

کہا رضا نے تاریخ کہہ میرے آقا کے رسالہ کی   ۱۲۹۸ھ
یہی ہے حق کھلا ہوا ظاہر

ولہ سلمہ اللہ تعالیٰ در فارسی

مژدہ بادا رضا کہ دین حنیف   باز تیغی بفرق بدعت آخت
حضرت سیدی بہ صف کلام   علمی خوش ز خامہ آتش افراخت
آب رفتہ بجوی باز آورد   قصر سنت بہ نقش نو پرداخت
این صدی را مجدد دیں گشت   دین شناسد اگر کسی نشناخت
آتش زد بہ خان ہای ضلال   سنگ و آہن برنگ موم گداخت
بود از اہل بیت شیر خدای   شیر کردار بر شریران تاخت
تاب تفتش ندیدہ ہر گمراہ   لرزلرزان دل از جدل پرداخت
نجدیت ماتمی کہ واشیناہ   رفض نالان تقیہ برہم ساخت
شورش وکا وکا وبند نیاں   ہر کجا بود ہرزہ ہا درباخت
ہر کہ باحق نہفتہ خشمی داشت   چار و ناچار با رضا در ساخت
اندرین داوری رہ تاریخ   ملہم غیبم نمود و نواخت
حقد وطغیان و بدعت و اضلال   ہمہ را سر بود و تن انداخت

12

''الفقیہ''، (ہفتہ وار- امرت سر)

مدیر اعلیٰ

حکیم ابوالریاض معراج الدین احمد نقش بندی رحمۃ اللہ علیہ

(م ۱۹۴۸ء)

مولانا حکیم ابوالریاض معراج الدین احمد نقش بندی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۴۸ء) سُنّی صحافت میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ آپ نے امرت سر سے ہفت روزہ ''الفقیہ'' ۱۸ جولائی 1918ء کو نکالنا شروع کیا۔ مشاہیر علمائے اہل سنت کی سرپرستی اور حکیم معراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی ثابت قدمی سے ''الفقیہ'' ہندوستان بھر میں احناف کا موثر ترجمان ثابت ہوا۔ اس میں مشاہیر علمائے اہل سنت کے تحقیقی مقالات شائع ہوتے تھے۔ فقیہ اعظم ابو یوسف محمد شریف محدث کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا غلام احمد اخگر امرت سری رحمۃ اللہ علیہ کے مقالات کو زبردست پذیرائی حاصل ہوئی۔ اگر کوئی فاضل ''الفقیہ'' میں شائع ہونے والے مقالات کو کتابی صورت میں یک جا کر کے شائع کر دے تو قوم وملت کی بڑی خدمت ہوگی، بالخصوص ردّ وہابیت قادیانیت میں شائع ہونے والے مقالات اب پھر منظر عام پر لانے کی اشد ضرورت ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الفقیہ'' کے مقالات کو بہ نظر تحسین دیکھا اور اپنے خاندان کے بارہ افراد کے نام یہ پرچہ جاری کروایا۔ اس مقصد کے لیے اُس وقت ۳۶ روپے کا منی آرڈر روانہ فرمایا اور اس کی تعریف وتوصیف میں ایک عنایت نامہ بھی ارسال فرمایا، جسے مدیر اعلیٰ نے ایک زبردست سند سے تعبیر کیا کہ الحمد للہ الفقیہ خالص سُنّی حنفی پرچہ ہے۔ اے کاش! آج کے علما اور صوفیہ کرام بھی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سنی رسائل و جرائد کی سرپرستی فرماتے تو صورت حال مختلف ہوتی۔

''الفقیہ'' کے بارے میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تقریظ ''الفقیہ'' کے شمارہ ۷ اکتوبر ۱۹۱۸ء میں شائع ہوئی تھی۔ اس کا عکس سال نامہ ''معارف رضا''، کراچی ۱۹۹۵ء کے صفحہ ۱۳۶ پر موجود ہے۔ مدیر اعلیٰ ''الفقیہ'' کا ادارتی نوٹ اور پھر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ ملاحظہ فرمایئے!

الفقیہ کی قدردانی

''الفقیہ'' کے لیے بڑے فخر کی بات ہے کہ عالی جناب معلی القاب حضرت مجدد مائۃ حاضرہ مولانا الحاج محمد احمد رضا خان صاحب قادری برکاتی بریلوی مدظلہ العالی کی نظر شفقت اثر الفقیہ پر ہوئی۔ آپ نے مبلغ چھتیس روپیہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائے اور ایک عنایت نامہ خاکسار کو لکھا جس کو بجنسہ درج ذیل کرتا ہوں۔ مولانا ممدوح کا اخبار ''الفقیہ'' کو اپنے خاندان کے اراکین کے نام جاری کرانا الفقیہ کے لیے ایک زبردست سند (سارٹیفکیٹ) ہے کہ الفقیہ خالص سنی حنفی پرچہ ہے۔ ہم مولانا ممدوح کی اس عنایت کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ مولانا ممدوح اس پرچہ پر خاص طور نظر عنایت رکھیں گے جو اس کے دائمی بقا کا ایک ضروری ذریعہ ہے۔ مولانا ممدوح نے قواعد وضوابط اخبار کی دفعہ ہشتم غیر معقولیت پر اشارہ فرمایا ہے اس کے متعلق گذارش ہے کہ ممکن ہے کہ کوئی ایسا مضمون دفتر الفقیہ میں آجاوے جس کا کچھ حصہ خلاف عقیدہ اہل سنت ہو تو ایسے مضامین پر دفعہ ہشتم حاوی ہوگی۔ لیکن بریلی سے جو مضمون آئے گا اس کی نسبت ایسا گمان نہیں ہو سکتا اس لیے بہر حال دفعہ ہشتم کی قید سے مضامین بریلی آزاد ہیں۔ مولانا ممدوح کا عنایت نامہ یہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

مولانا المکرم اکرمکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اخبار روز شنبہ دوپہر کو آیا۔ کل یک شنبہ کو جواب لکھا۔ اتوار کو ڈاک صبح ایک ہی وقت جاتی ہے۔ لہٰذا آج مرسل آپ کے عنایت نامہ دربارہ امداد الفقیہ تشریف لائے۔ سچ گذارش کروں اول تو یہ خیال رہا کہ آج کل بہت لوگ صرف غیر مقلدوں کو وہابی اور ہر مقلد کو سنی جانتے ہیں۔ حالاں کہ دیوبندی مدعیان تقلید ان سے اضل سبیل ہیں۔ اب بعض وجوہ نے بحمدہ تعالیٰ اطمینان دلایا ہے کہ الفقیہ پورا سنی ہے۔ لہٰذا کل اپنے گھر ہی سے میں نے ابتدا کی۔ بفضلہ تعالیٰ قادری گھر سے بارہ امدادوں کے چھتیس روپے حاضر کرتا ہوں۔ امید ہے کہ اخبار ہمیشہ حسام الحرمین و فتاوی الحرمین کے مطابق سنی رہے۔ مولانا! فقیر انتہا درجہ کا عدیم الفرصت ہے ان شاء اللہ تعالیٰ بعض احباب امداد مضامین بھی کرتے رہیں گے۔ اگر یہ قبول فرمایا جائے کہ یہاں کے مضامین قواعد وضوابط کی دفعہ ہشتم سے آزاد رہیں گے۔ جن صاحبوں کے یہ روپے ہیں ان کے نام درج کرتا ہوں۔ ان نشان سے اخبار انھیں روانہ فرماویں۔ والسلام!

فقیر محمد احمد رضا خاں، یکم ذی الحجہ ۳۶ھ

13

اللؤلؤ المکنون فی احکام فونوگراف وگرامافون

تصنیف

مولانا ابو الذکا سراج الدین محمد سلامت اللہ رام پوری نقش بندی رحمۃ اللہ علیہ

(م ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء)

مولانا ابو الذکا سراج الدین محمد سلامت اللہ رام پوری نقش بندی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۲۰ء) کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ آپ کی ساری زندگی درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں گذری۔ آپ کی تصنیفات میں ''اللؤلؤ المکنون فی احکام فونوگراف وگراموفون'' کو شہرت عام حاصل ہے۔

یہ کتاب فونوگراف (phonograph) سے قرآن کریم ونعت شریف سننے سے متعلق ہے۔ فونوگراف کو گراموفون بھی کہتے ہیں۔ یہ ایک ایسا آلہ ہے جس میں آوازیں ریکارڈ ہو جاتی ہیں اور پھر اس ریکارڈ پلیٹ کو سوئی کے ساتھ گردش کرانے سے وہی آواز نکلتی ہے۔ جس کو دوسرے آلہ مکبر الصوت سے تیز کر کے سنا اور سنایا جاتا ہے۔ اس کا رواج آج سے پچاس ساٹھ سال پیش تر تھا۔ شاید اب بھی کہیں ہو، لیکن یہاں اس وقت دیکھنے کو ملنا مشکل ہے۔

''اللؤلؤ المکنون فی احکام فونوگراف وگراموفون'' ۱۳۲۸ھ میں پہلی بار مطبع سعیدی، رام پور سے شائع ہو کر سامنے آئی۔ یہ اپنے موضوع پر بے مثال اور لازوال کتاب ہے۔ اس پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مفصل تقریظ نے کتاب کی اہمیت وافادیت بڑھا دی ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر تقریظ کیا ایک پوری کتاب لکھ ڈالی۔ تقریظ کا تاریخی نام ''الہیان شافیا لفونوجرافیا'' (۱۳۲۸ھ) رکھا۔ راقم کے پیش نظر مطبع سعیدی رام پور کا ایڈیشن ہے اور اس کے صفحہ ۶۸ تا ۱۰۲ پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ جلیل موجود ہے۔ تقریظ کے آغاز میں فاضل مصنف کا

نام ان القاب کے ساتھ تحریر ہے:

''مولانا الفاضل الکامل زبدۃ الافاضل حامی السنن ماحی الفتن ذی الفضل والجاہ والی الذکا سراج الدین شاہ محمد سلامت اللہ سلمہ اللہ وکرمہ اللہ۔''

اعلیٰ حضرت بریلوی ؒ کی یہ تقریظ ''الکشف شافیا حکم فونو جرافیا'' (۱۳۲۸ھ) کے تاریخی نام سے ترمیم واضافہ کے ساتھ فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۲۳ جدید ایڈیشن میں بھی شامل ہے۔ ممکن ہے مولانا سلامت اللہ رام پوری ؒ نے اپنے رسالے کے ساتھ علیحدہ سے سوال نامہ بھی بھیجا ہو اور اعلیٰ حضرت ؒ نے اس کا جواب بھی تحریر فرمایا ہو۔ بہر کیف یہ تقریظ جلیل آواز کی حقیقت سے متعلق بڑے قیمتی ابحاث پر مشتمل ہے اور جدید سائنس دانوں کے لیے اس کی بحثیں مفید ہیں۔

''الکشف شافیا حکم فونو جرافیا'' کو محقق عصر علامہ محمد احمد مصباحی صدر المدرسین بالجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے تعاون سے المجمع الاسلامی مبارک پور اعظم گڑھ نے شائع کر دیا ہے۔ یہ تقریظ جو ایک الگ رسالہ کی حیثیت رکھتی ہے کو اعلیٰ حضرت بریلوی ؒ نے عرب شیوخ کی خاطر عربی میں بھی منتقل کیا اور اس میں اضافہ بھی فرما دیا، جو ''انوار المنان فی توحید القرآن'' (۱۳۳۰ھ) کے نام سے علیحدہ مبارک پور سے شائع ہوئی۔ یہ دونوں کتابیں عربی زبان میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی سے احسن انداز میں طبع ہو کر تقسیم ہوئیں۔

المختصر مولانا محمد سلامت اللہ رام پوری ؒ کی کتاب ''اللؤلؤ المکنون فی احکام فونوگراف او گراموفون'' (۱۳۲۸ھ) مطبع سعیدی، رام پور کے ساتھ اعلیٰ حضرت ؒ کی جو تقریظ شائع ہوئی ہے اس کا ابتدائیہ موضوع کی مطابقت اور مناسبت سے پیش خدمت ہے۔

تقریظ

عالم یکتائے اہل سنت و جماعت، فاضل بے ہمتائے عظیم الجلالۃ والبراعۃ

امام المحققین، سلطان المدققین

جناب مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی ادام اللہ ظلہم العالی

البیان شافیا حکم فونو جرافیا (۱۳۲۸ھ)

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم۔

الحمد للّٰہ الذی انزل القران ذکرا للعالمین و اغنانا بہ عن غناء الخبیث و لھو الحدیث و ملاھی المبطلین و حرم بغیرتہ و رحمتہ الفواحش و الفتن ما ظھر منھا و ما بطن و الصلوٰۃ و السلام علی سیّدنا و مولانا محمد سیّد المرسلین المبعوث بمحق المعازف و المزامیر و کل لھو مھین و علی الہ و صحبہ الذین ھم لعھدھم بتعظیم الذکر راعون و بلا طمع اجرۃ و لا کراموفون المنتجین المجتنبین عن لھو الحدیث الذین میز اللّٰہ بسعیھم و رعیھم الطیب من الخبیث ما اطرب الورقاء بالالحان و غرد القمری فی الافنان امین۔ فقیر غفر لہ المولی القدیر نے مولانا الفاضل الکامل زبدۃ الافاضل حامی السنن ماحی الفتن ذی الفضل والجاہ ابی الذکا سراج الدین شاہ محمد سلامت اللہ سلمہ اللّٰہ و کرمہ اللّٰہ کا رسالہ ''اللؤلؤ المکنون'' مطالعہ کیا۔ فجزاہ اللّٰہ تعالیٰ خیرا کثیرا علی ما نوی من تحفظ الدین و وفۃ الشفقۃ علی ضعفاء المسلمین و التشدید فی التسبید عن شر کید الشیاطین............

ھذا ما عندی و العلم بالحق عند ربی و اذ خرجت العجالۃ فی صورۃ رسالۃ ناسب ان نسمیھا "الکشف شافیا حکم فونو جرافیا" (۱۳۲۸ھ) لیکون علما و علی تمام التالیف علما و کان ذلک للتاسع عشر من شھر رمضان الذی انزل فیہ القران وقت السحور ۱۳۲۸ھ الف و ثلاث مائۃ و ثمان و عشرین من ھجرۃ سیّد المرسلین صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و علیھم و علی الہ و صحبہ اجمعین۔ امین۔ و اللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و حکمہ احکم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمدن المصطفی النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم

مہر ۱۳۰۱ھ

14

المعتقد المنتقد

تصنیف

سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

(م ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء)

خاتم المحققین عمدۃ المدققین سیف اللہ المسلول معین الحق حضرت شاہ فضل رسول قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء) خلیفہ سوم جامع القرآن حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد میں سے ہیں۔ آپ معقول ومنقول کے جامع اور شریعت وطریقت کے شیخ کامل تھے۔ ان گنت افراد آپ سے فیض یاب ہوئے۔ آپ کا حلقہ اثر بہت وسیع ہے۔ اپنے عہد میں اعتقادی اورنظریاتی طور پر آپ کی ذات والاصفات مرجع انام تھی۔ فتنہ وہابیت و اسماعیلیت کے رد میں آپ کی کاوشیں نا قابل فراموش ہیں۔ اعتقادیات، درسیات، طب، فقہ وتصوف میں آپ کی تقریبا ڈیڑھ درجن سے زائد کتب موجود ہیں۔ ان میں سیف الجبار، البوارق المحمدیہ، تصحیح المسائل، احقاق الحق اور المعتقد المنتقد کو زیادہ شہرت ملی۔

''المعتقد المنتقد'' عربی زبان میں عقائد اہل سنت پر نہایت اہم کتاب ہے۔ یہ مکہ مکرمہ کے ایک بزرگ کی فرمائش پر معرض وجود میں آئی۔ نام ور علمائے کرام مثلاً مجاہد آزادی مولانا محمد فضل حق خیرآبادی، مفتی محمد صدرالدین آزردہ، شیخ المشائخ مولانا شاہ احمد سعید نقش بندی اور مولانا حیدر علی مؤلف منتہی الکلام وغیرہم رحمہم اللہ نے اس عظیم کتاب پر گراں قدر تقاریظ لکھیں اور نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ بہ قول علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ ''المعتقد المنتقد اس لائق ہے کہ اسے درسیات میں شامل کیا جائے۔''

مولانا حکیم محمد سراج الحق خلف رشید مجاہد اعظم مولانا فیض احمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر حاشیہ

لکھا۔ جب یہ کتاب بریلی شریف سے شائع ہوئی تو اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد'' کے نام سے عربی زبان میں نہایت وقیع اور بے نظیر حاشیہ مرقوم تھا، جسے شہرت دوام حاصل ہوئی۔ مکتبہ حامدیہ، لاہور کی طرف سے بھی یہ کتاب شائع ہو چکی ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ص ۹، ۱۰ پر ''خطبۃ الشرح'' کے نام سے جو افتتاحیہ رقم فرمایا ہے وہ ایک تقریظ سے کم نہیں ہے۔ اسی لیے پیش نظر مجموعہ کی زینت ہے۔

۲۰۰۳ء میں ''المعتقد المنتقد'' اور اس کے حواشی ''المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد'' کا اردو ترجمہ حضرت تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری برکاتی ازہری مدظلہ نے مولانا مفتی محمد قاضی شہید عالم (مدرس جامعہ نوریہ، بریلی) کو املا کروایا، جو ۲۰۰۷ء میں المجمع الرضوی، بریلی (یوپی) سے اور بعد ازاں مکتبہ برکات المدینہ، کراچی، پاکستان سے شائع ہوا۔ ''خطبۃ الشرح'' کا ترجمہ نہایت روانی اور وجدانی کیفیت میں فرمایا گیا ہے۔ گویا گلستان رضا کے ایک مہکتے ہوئے پھول کی خوش بو سے مہک رہا ہے۔ قارئین کی ضیافت طبع دوبالا کرنے کے لیے یہ لاثانی ترجمہ بھی پیش کیا جاتا ہے۔

خطبة الشرح

بسم الله الرحمن الرحيم.

الحمد لله الذي انار منار انوار الدين بجمال فضل رسول مبين فلاح فلاح المسترشدين و اعلى اعلام معالم اليقين بجلال نقي على مكين فسد فساد المفسدين صلى الله تعالى عليه و على اله و صحبه و ابنه و حزبه و عياله قدر حسنه و جماله و جاهه و جلاله و جوده و نواله و جداه و افضاله الى يوم الدين و علينا بهم و فيهم و لهم يا ارحم الراحمين. امين!

اما بعد فلما كان الكتاب المستطاب "المعتقد المنتقد" لخاتم المحققين عمدة المدققين سيف الاسلام اسد السنة حتف الظلام سد الفتنة مولينا الاجل الابجل السيف المسلول معين الحق فضل الرسول السني الحنفي القادري البركاتي العثماني البدايوني اعلى الله مقامه في اعلى عليين و جزاه جزاء الخير

الاوفی عن الاسلام و المسلمین کتابا مفردا فی بابه کاملا فی نصابه توجه الٰی طبعه طبع من توجه اللّٰه تعالٰی بتیجان الخیرات و جعله موفقا بل وقفا موقوفا علی فعال المبرات فکلما عاد علی السداد شدة امد و اعد لسدها عدة و هو الوحید الفرید حامی السنن ماحی الفتن مولٰینا القاضی عبد الوحید الحنفی الفردوسی العظیم آبادی ابده اللّٰه و ایده بالایدی و الایادی و جعل تصحیحه الٰی هذا العبد الضعیف فلم یسعنی الا امتثال امره المنیف لما اری من حسن بلائه فی الدین و شدة اعتنائه بحفظ حوزة الیقین و لم اجد الا نسخة طبعت فی بمبئی کان الناسخ نسخ ایاتها و حرف حروفها و کلم کلماتها بید ان العبد لم یال جهدا ما استطاع الا مازاغ البصر او طغی الیراع و فی اثناء جریان الطبع ان بدت حاجة الٰی ایضاح مشکل او افصاح مجمل او تبیین معضل او تقیید مرسل او نحو ذلک مما لا بد منه للمتون او تحقیق حق فی بعض مسائل جالت فیه للناس ظنون او تنبیه علٰی زلة قلم من بعد من نقل عنه فی الکتاب المصنون علقت حروفا و ما علقت الا یسیرا یسعه الوقت فان الطبع جار و القلم سار و فرصتی معدومة واشغالی معلومة وقد کنت عن هذا ایضا کله او جعله فی شغل شاغل حتی طبعت من الکتاب اجزاء فی الاوائل فاشارنی الٰی ذلک اسد السنة سد الفتنة کنز الکرامة جبل الاستقامة صدیقنا الاوحد الاسد الاسد الاشد الارشد مولٰینا المولوی محمد وصی احمد السنی الحنفی الحنیفی المحدث السورتی نزیل پیلی بهیت ثبتنا اللّٰه و ایاه باحسن تثبیت وحفظنا جمیعا عن النکث والتبکیت وامضی سیفی و سیفه علیٰ عنق کل عفریت من نیشری و ندوی و نجدی نفریت والاشر الاضر دجال قادیان والرفضة وغیرهم اولی الزیغ والطغیان فجاء ت کما تریٰ قلیلة المبانی و مع ذلک ان شاء اللہ جلیلة المعانی سمیتها ''المعتمد المستند بناء نجاة الابد'' لیکون علما و علی التاریخ علما و الحمد للّٰه فی الارض و السماء و الصلوة و السلام علی اکرم الکرماء و

اله و صحبه و الائمة و العلماء۔ امین۔

''اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا۔

تمام تعریفیں اللہ کے لیے جس نے اپنے رسول مبین کے جمال فضل سے دین کی روشنیوں کے مینار کو روشن کیا۔ تو ہدایت طلب کرنے والوں کی فلاح روشن ہوئی اور علامات یقین کے علم نقی علی (ستھرے بلند) مکانت والے نبی کے جلال سے بلند کیے۔ تو مفسدین کے فساد کو روکا۔ اللہ ان پر اور ان کی آل و اصحاب پر اور ان کے بیٹے (غوث اعظم رضی اللہ عنہ) پر اور ان کے گروہ اور اولاد پر ان کے حسن و جمال و جاہ جلال، جود و نوال اور سخا و فضل کے برابر قیامت تک درود نازل فرمائے اور ان سب کے صدقہ میں ہمارے اوپر ان کے زمرے میں ان کے لیے رحمتیں نازل فرمائے۔ یا ارحم الراحمین! آمین۔

بعد حمد وصلوٰۃ کے چوں کہ کتاب مستطاب ''المعتقد المنتقد'' تصنیف خاتم المحققین، عمدۃ المدققین، شمشیر اسلام، شیر اہل سنت، ماحی ظلمت گمراہی کے دروازے کو بند کرنے والے، جلالت اور عظمت والے ہمارے مولی، حق کی شمشیر بے نیام، معین الحق فضل رسول سنی حنفی قادری برکاتی عثمانی بدایونی، اللہ ان کا مقام بلندی والی جنتوں میں بلند فرمائے اور ان کو کامل جزائے خیر اسلام و مسلمین کی طرف سے دے۔ چوں کہ یہ کتاب اپنے باب میں منفرد اور اپنے نصاب میں کامل تھی، اس کی طباعت کی طرف اس کی طبیعت متوجہ ہوئی جس کو اللہ نے نیکیوں کے تاج سے مزین کیا اور کارہائے خیر کے لیے ان کو توفیق یافتہ بل کہ ان کو وقف کر دیا تو جب جب راہ استقامت میں دشواری آتی تو امداد کرتے اور اس دشواری کو روکنے کا سامان تیار رکھتے اور وہ ہیں وحید عصر، نادر روزگار، حامی سنن، ماحی فتن مولانا قاضی عبدالوحید حنفی فردوسی عظیم آبادی اللہ ان کو ہمیشہ رکھے۔ اور قوت اور احسانات سے ان کی تائید فرمائے اور اس کتاب کی تصحیح اس ناتواں بندے کو سونپی تو مجھے نہ بن پڑا سوائے اس کے کہ ان کا حکم عالی بجالاؤں، یہ اس وجہ سے کہ دین میں میں نے ان کی سعی محمود دیکھی اور ایمان کے ہر گوشہ کی حفاظت میں ان کی شدت اہتمام کو ملاحظہ کیا اور مجھے ایک ہی نسخہ ملا جو بمبئی میں چھپا تھا، ناقل نے اس کی نشانیوں کو زائل کر دیا تھا، اور حروف میں تحریف کر دی تھی، اور کلمات کو مجروح کر دیا تھا۔ مگر اس بندے نے جہاں تک بن پڑا

اپنی کوشش میں کمی نہ کی ہاں مگر جس سے نگاہ چوک گئی یا قلم جسے چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔

اور دوران طباعت اگر ضرورت ہوئی کسی مشکل کی ایضاح یا مجمل کی تشریح یا کسی مجمک معنی کے بیان یا مطلق میں قید لگانے یا اس جیسی اور باتوں کی جو متون کے لیے لازمی ہیں یا بعض ایسے مسائل جن میں لوگوں کے گمان کا جولان ہوا ان میں تحقیق حق کی یا ان بعض لوگوں کی لغزش قلم پر تنبیہ کی جن سے مصنف نے اس کتاب میں کچھ نقل کیا ہے، میں نے کچھ حروف تعلیقاً لکھے اور میں نے جو کچھ تعلیق کی وہ تھوڑی ہے جس قدر کہ وقت میں گنجائش تھی اس لیے کہ طباعت جاری ہے اور قلم ساری اور میری فرصت معدوم، اور میرے اعمال معلوم، اور میں اس پورے کام سے یا اکثر سے ایسے شغل میں رہا جو مجھے مشغول کیے ہوئے ہے۔ یہاں تک کہ اوائل کتاب کے کچھ اجزا چھپ گئے تو ان کی طرف شیر سنت، مانع ضلالت، کنز کرامت، جبل استقامت، ہمارے یکتا دوست، شیر ثابت قدم، اسد اسد، اشد ارشد، مولانا مولوی محمد وصی احمد سنی حنفی جنطلی (دین حنیف کے پیرو) محدث سورتی نزیل پیلی بھیت نے اس امر کا مجھے مشورہ دیا، اللہ تعالیٰ مجھے اور ان کو حسن استقامت کے ساتھ ثابت قدم رکھے اور ہم سب کو پلٹنے اور ذلت سے محفوظ رکھے اور میری اور ان کی تلوار ہر شیطان، نیچری، ندوی، دین سے بھاگنے والے اور سخت شر اور ضرر والے دجال قادیان اور روافض وغیرہم انحراف اور طغیان والوں پر چلا دے۔ تو یہ حاشیہ جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو الفاظ میں کم اور اس کے باوجود ان شاء اللہ عظیم مضامین والا معرض ظہور میں آیا۔ اس کا نام میں نے ''المستند المعتمد بناء نجاۃ الابد'' (۱۳۲۰ھ) رکھا کہ حاشیہ کا علم ہو اور مادۂ تاریخ کی علامت۔ اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جو آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے، اور صلوٰۃ وسلام سب کریموں سے بڑھ کر کرم والے پر اور ان کے آل واصحاب اور ائمہ وعلما پر۔ آمین!

15

الملفوظ معروف بہ ملفوظات اعلیٰ حضرت

مؤلف

مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان نوری قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

(م۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء)

مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان نوری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء) اپنے والد محترم اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں کا مظہر بن کر اس دنیا میں تشریف لائے اور آسمان رشد وہدایت پر آفتاب ومہتاب بن کر چمکے۔ آپ درس نظامی کے ماہر، قراءت وتجوید، ادب وفلسفہ، منطق وریاضی اور دیگر علوم وفنون میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ علم جفر وتکسیر، علم توقیت، نظم ونثر اور فن تاریخ گوئی میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ علم وفضل، زہد وتقویٰ، حق گوئی وبے باکی، فقاہت وعلمیت، معرفت وطریقت میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ آپ نے تبلیغ اسلام میں اہم کردار ادا کیا۔ مختلف موضوعات پر آپ کی چالیس کے قریب تصانیف موجود ہیں۔

مفتی اعظم ہند حضرت علامہ محمد مصطفیٰ رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہم پر یہ احسان ہے کہ آپ نے اپنے عظیم والد اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے علم وحکمت کے ان مول موتیوں کو سلک تحریر میں جوڑ کر ''الملفوظ'' کے نام سے پیش کر دیا۔ آپ کا یہ بے مثال اور لازوال کارنامہ ہے کہ آپ نے اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات وملفوظات کو کچھ اس انداز میں مرتب فرمایا کہ قاری اپنے آپ کو امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی نورانی مجلس میں بیٹھا ہوا محسوس کرتا ہے۔ ''الملفوظ'' شریعت کے احکام، طریقت کے آداب، صحابہ واہل بیت کے فضائل ومناقب، سلاطین کے تذکرے، ریاضیاتی اور سائنسی نظریات، ذاتی تجربات، حرام وحلال کے مسائل، خوابوں کی تعبیریں، اصولی وفروعی مسائل کے دلائل ایمان افروز حکایات اور دیگر

معلومات کا ان مول خزانہ ہے۔ مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۱۹ء صرف دو سالوں میں ملفوظات کو ترتیب دیا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا ابتدائی حصہ سماعت فرمایا اور بہ طور تقریظ ایک قطعۂ تاریخ رقم فرمایا اور ان کا تاریخی نام ''الملفوظ'' رکھا۔ یہ قطعہ الملفوظ کے قدیم نسخوں میں حصہ اول کے آخر میں نمایاں طور پر موجود ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ''الملفوظ'' کی تاریخ اسما کے حروف سے نکالی ہے۔ اسما کے حروف سے اعداد نکالنے کو ''زبر و بینہ'' کہتے ہیں۔ ''الملفوظ'' کے اعداد اسما کے حروف سے اس طرح نکالے جائیں گے:

الف	لام	میم	لام	فا	واؤ	ظا	الملفوظ
۱۱۱	۷۱	۹۰	۷۱	۸۱	۱۳	۹۰۱	۱۳۳۸ھ

قطعہ

میرے ملفوظ کچھ کیے محفوظ — مصطفیٰ ، مصطفیٰ کا ہو محظوظ
نام تاریخی اس کا رکھتا ہوں — زبر و بینہ میں ''الملفوظ''
۱۳۳۸ھ

16

النور واللمعہ فی ذکر الجمعہ

مسمّٰی بہ ''اشعۃ الانوار اللمعہ فی فتوی الجمعہ''

تصنیف

مولانا محمد گوہر علی شاہ علوی حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ

(م ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۱ء)

مولانا قاضی محمد گوہر علی شاہ علوی حسنی الحسینی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۱ء) موضع لودے (گوجر خان) کے رہنے والے تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی قاضی فضل الدین لودوی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ خواجہ محمد سید شاہ چوراہی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۷ھ) سے آپ کو خلافت و اجازت حاصل تھی۔ آپ کے مشاہیر تلامذہ میں خواجہ محمد شفیع چوراہی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۸۶ھ) قاضی ارشاد الٰہی لودوی رحمۃ اللہ علیہ، قاضی وجیہ السیما عرفانی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی احمد عزیز اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور بھنگالی کے معروف نقش بندی شیخ پیر سید عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۸ء) کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔

احقاق حق اور ابطال باطل میں آپ نے بھرپور کردار ادا کیا تھا۔ اس پر اعلیٰ حضرت کی وہ تقریظ جلیل شاہد و ناطق ہے جو آپ نے فاضل جلیل علامہ قاضی فضل احمد لدھیانوی نقش بندی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرۂ آفاق کتاب ''انوار آفتاب صداقت'' پر لکھی تھی۔ آپ کی تصانیف میں الجوہر العلی فی القصائد و الفتاوی فی اللسان العربی الجلی، البراہین العشرہ فی اثبات النص علی حقیقت الخلافۃ الراشدہ المبشرہ، جواہر علویہ باشعار الصرفیہ والنحویہ اور النور واللمعہ فی ذکر الجمعہ کے نام ملتے ہیں۔ آخر الذکر کتاب نماز جمعہ کے بعض مسائل کے بارے میں ہے۔ یہ ۱۹۰۴ء میں منظور عام پریس، لاہور سے طبع ہوئی تھی۔ اس کے صفحہ ۳ پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ موجود ہے جو علمی اور فقہی شاہ کار ہے۔

تقریظ

صح الجواب۔ فی الواقع ایسی جگہ جمعہ یا عیدین پڑھنا مذہب حنفی میں گناہ ہے نہ ایک گناہ بل کہ کئی چند گناہ۔

اولاً: جب نماز جمعہ وعیدین وہاں صحیح نہیں تو یہ امر غیر صحیح میں مشغولی ہوئی اور وہ ناجائز ہے۔ فی الدر المختار تکرہ تحریمًا الی لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحۃ۔

ثانیاً: **اقول:** فقط مشغولی نہیں بل کہ اس ناجائز کو موجب شوکت اسلام جانا بل کہ بہ قصد و نیت فرض وواجب ادا کیا یہ مفسدہ عقیدہ ہے جس سے علماء نے تحذیر شدید فرمائی ہے۔

ثالثاً: جب کہ واقع میں نماز جمعہ وعیدین نہ تھی تو نماز نفل ہوئی کہ باجماعت واعلان وتداعی ادا کی گئی یہ ناجائز ہوا فی رد المحتار :ھو نفل مکروہ لادائہ بالجماعۃ۔

یہ تینوں وجہیں جمعہ وعیدین سب کو شامل ہیں۔

رابعاً: اقول جمعہ میں اس کے سبب جو ظہر نہ پڑھیں ان پر تو فرض رہ گیا ترک فرض اگرچہ ایک ہی بار ہو خود کبیرہ ہے اور جو بزعم خود احتیاطی رکعات پڑھیں وہ تارک جماعت تو ضرور ہوئے اور جماعت مذہب معتمد میں واجب ہے جس کا ایک بار ترک بھی گناہ ہے اور متعدد بار ہو کر وہ بھی کبیرہ۔ کما نصوا علیہ والامر اوضح من ان یوضح۔

خامساً: **اقول:** احتیاطی رکعت والے کہ حقیقت مذہب حنفی میں آج ہی کی ظہر پڑھ رہے ہیں۔ فانہا اذا لم یصح الجمعۃ بقیت فرضیۃ الظھر فی اعناقھم فاذا نووا اخر ظھر ادرکوھا و لم یؤدوھا وجب انصرافھا الی ظھر الیوم یہ آں کہ مسجد میں جمع ہیں۔ جماعت پر قادر ہیں تنہا پڑھتے ہیں یہ دوسری شناعت ہے کہ مجمع ہو کر ابطال جماعت ہے جسے شارع نے خوف جیسی حالت شدیدہ میں بھی روا نہ رکھا بل کہ ابطال درکنار موجودین میں بلاوجہ شرعی تفریق جماعت کو ناجائز رکھ کر ایک ہی جماعت کرنے کا طریقہ تعلیم فرمایا کما نطق بہ القران العظیم و باللہ الھدایۃ الی صراط مستقیم۔ و اللہ تعالٰی اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمدن المصطفی النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم

17

انوارِ آفتابِ صداقت

تصنیف

علامہ قاضی فضل احمد حنفی نقش بندی لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علامہ قاضی فضل احمد حنفی نقش بندی مجددی صادقی لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ اہل سنت کی عظیم المرتبت اور مقتدر ہستی ہیں۔ اہل سنت کے دور دراز جلسوں میں آپ کو مدعو کیا جاتا تھا، بالخصوص انجمن نعمانیہ لاہور کے سالانہ جلسوں میں آپ رونق افروز ہوتے تھے۔ آپ کے خطبات مدلل اور تحقیقی ہوتے تھے۔ آپ نے ساری زندگی فرقہ ہائے باطلہ کے خلاف جہاد میں گزاری۔ رد مرزائیت، وہابیت، نجدیت اور دیوبندیت کے تعاقب میں آپ کا رہوار قلم خوب چلا۔ مسلک اہل سنت پر نہایت سختی سے کاربند تھے اس پر آپ کی تالیفات شاہد عدل ہیں۔

اہل سنت کے عظیم قلم کار جناب خلیل احمد رانا صاحب مدظلہ نے اپنے ایک مقالہ میں مختلف موضوعات پر آپ کی بیس تصانیف کی فہرست دی ہے۔ ان میں ''کلمہ رحمانی'' (رد مرزائیت) اور ''انوارِ آفتاب صداقت'' کو بہت زیادہ شہرت ملی۔

آخر الذکر کتاب رد وہابیت و دیوبندیت میں شہرہ آفاق ہے۔ یہ عظیم اور ضخیم کتاب دو جلدوں میں ہے۔ دونوں جلدیں ۸۲۰ صفحات پر مشتمل ہیں۔ یہ اہل سنت کے نامور ۲۶ علماے کرام اور صوفیہ کرام کی تقاریظ سے مزین ہے۔ ان میں اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ نہایت روشن اور نمایاں ہے۔ علامہ قاضی فضل احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ بہ نفس نفیس خود بریلی شریف حاضر ہوئے اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے یہ کتاب پڑھ کر سنائی، آپ کو از حد پسند آئی اور زوردار تقریظ رقم فرمائی۔ ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۵ء میں ملک سراج الدین اینڈ سنز تاجران کتب کشمیری بازار، لاہور سے تیسری بار اشاعت پذیر ہوئی تو اس کی پہلی جلد کے صفحہ ۲۲، ۲۳ پر یہ رضوی تقریظ سامنے آئی۔

تقریظ

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، رفیع الدرجت، مجدد مأۃ حاضرہ، موید ملت طاہرہ
حضور پرنور حافظ قاری حاجی مولانا و بالعلم والفضل اولانا

مولوی قاری شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی قادری دام ظلہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی فضل احمد علی العالمین جمیعًا و اقامہ یوم القیمۃ للمذنبین شفیعا و بعثہ رحمۃً للعلمین فکان فضل احمد ملاذ اللائذین و معاذ اللعائذین فی الدنیا و یوم الدین فمن لاذبہ فقد لاذ بملاذ کریم و من عاذ بہ فقد عاذ بمعاذ عظیم و من جاد عنہ فقد بادوحاد الیٰ نار جہنم و بئس المھاد و صلی اللہ تعالی و سلم علی ھذا الحبیب المصطفٰی و الشفیع الرفیع المرتجی و علی الہ و صحبہ و ابنہ زحزبہ دائمًا ابد الابدین و سرمدا دھر الدّٰھرین و لعن الکفرۃ التبابیۃ خصوصًا النجدیۃ الوھابیۃ لا سیما الشیطانیۃ الکذابیۃ فانھم بعدا لھم و سحقا اعداء اللہ و رسولہ حقا بملا فیھم یسبون اللہ و الرسول یقولون فی انفسھم لولا یعذبنا اللہ بما نقول حسبھم جہنم یصلون فبئس المصیر لا یعجزون اللہ ھربًا و اللہ بما یعملون بصیر۔

فقیر غفرلہ المولی القدیر نے مولانا المکرم ذی اللطف والکرم حامی سنت ماحی بدعت راشد ارشد مولوی قاضی فضل احمد ایداللہ بفضل احمد صلی اللہ علیہ و سلم و کرم و مجد کی یہ کتاب انوار آفتاب صداقت خود مصنف کی زبان سے بالاستیعاب سنی ان کے ثبات علی الیقین و صلابت فی الدین و اعانت مہتدین و اہانت مفسدین پر حمد الٰہی بجالایا۔ و للہ الحمد فی الاولی و الآخرۃ ھو اھل التقوی و اھل المغفرۃ جعل اللہ سعیہ مشکورًا و ذنبہ مغفورًا و عدوہ فی الدین مقھورًا ولقی السنۃ نضرۃ و سرورًا و رزقھم فی الدارین فضلًا و نورًا و جعل الوھابیۃ قومًا بورًا و جعل مکائدھم ھباءً منثورًا۔

یہ کتاب اکثر مسائل متنازع فیہا کی جامع اور اصول وفروع وہابیت کی قامع ہے۔ کانہ علی الوھابیۃ سفر لا تبقی و لا تذر جمع فارعی و استقطی فما ابقی من غث و لا سمیم و لا رحب و لا ثمیم۔

انصاف خیر الاوصاف ہے۔ اگر وہ پیش نظر ہو تو راہ صاف ہے مردود پر سو رد کیے جائیں اور ایک ہی لاجواب ہے۔ تو اسی قدر کافی اعتراض مطرود کے سو جواب دیے جائیں۔ اور ایک ہی قاطع ہو تو اتنا ہی وافی نہ کہ جہاں قواطع وافر لوامع متکاثر۔ اصح الکتاب بعد کتاب اللہ صحیح امام بخاری علیہ رحمۃ الباری ہے۔ اس کے بھی شواہد و متابعات میں نہ التزام اصول نہ تراجم و تعلیقات میں مراعات شرط موصول تو سخت بے انصافی ہوگی۔ اگر کہیں کہیں سے کچھ زوائد یا نوازل لے کر ان پر الٹے سیدھے اعتراض کریں۔ اور اس کا نام جواب رکھیں۔ بل کہ کل کلام سے گلوکشا ہوں تو عہدہ برا ہوں۔ و انی لھم ذلک و اللہ لا یھدی الوھابیۃ الا الی طریق المھالک۔

فقیر اپنے تمام اخوان اہل سنت اور بالخصوص برادران طریقت سے اس کتاب کی سفارش خیر کرتا ہے۔ و من یشفع شفاعۃ حسنۃ یکن لہ نصیب منھا رزقنا اللہ شفاعۃ المصطفیٰ فی الاولی و الاخری یوم القضاء صلی اللہ تعالی وسلم علیہ و الہ و صحبہ احمد رضا امین۔ والحمد للہ رب العالمین۔

قالہ بفمہ و امر برقمہ العبد الفقیر احمد رضا القادری البریلوی کان اللہ لہ و حقق املہ و صانہ عن شر کل غبی و غوی لا ربع یقین من صفر المظفر سنۃ تسع و ثلثین و الف و ثلثمایۃ من ھجرۃ من بہ الظفر صلی اللہ تعالی و سلم علیہ و من امتہ جمیعًا عفا و غفر۔ امین۔

احمد رضا خاں قادری

18

انوار الحسنات فی ردّ البدعات

تصنیف

مولانا حکیم غلام احمد شوق فاروقی فریدی سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ

(م ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء)

حضرت مولانا حکیم غلام احمد شوق فاروقی فریدی سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) کا شمار اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نامور خلفا میں ہوتا ہے۔ آپ کی ساری زندگی مذہب وملت کی خدمت میں گذری۔ زہد وریاضت اور تقویٰ وطہارت میں بھی اعلیٰ نمونہ کے مالک تھے۔ احقاق حق اور ابطال باطل میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ مختلف اسلامی تحریکوں میں نمایاں طور پر حصہ لیا۔ تقریر وتحریر کے ذریعے سنیت کا پیغام دور دور تک پہنچایا۔

مؤرخ پاکستان محمد صادق قصوری صاحب مدظلہ نے مختلف موضوعات پر آپ کی اکتیس کتابوں کی فہرست دی ہے۔ یہ کتابیں آپ کے تبحر علمی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ ان کتب میں ''انوار الحسنات فی ردّ البدعات'' نظریاتی اور اعتقادی طور پر کافی مقبول ہوئی۔ ۱۳۰۱ھ/۱۸۸۴ء میں منشی محمد علی خان عرشی مرحوم نے عرش المطابع، مراد آباد سے اس کتاب کو شائع کر کے عام کیا تھا۔ اس کے آخر میں چند مشاہیر علمائے کرام کی تقاریظ بھی شامل ہیں جن میں اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ وتصدیق اور مہر سرفہرست نظر آتی ہے۔ تقریظ مختصر مگر جامعیت اور ایجاز واختصار کا ایک اعلیٰ شہ پارہ ہے۔

ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب ''حیات مولانا احمد رضا خان بریلوی'' مطبوعہ سیال کوٹ ۱۹۸۱ء کے صفحہ ۷۱ پر بھی آپ کی اس تقریظ کا قلمی عکس واضح طور پر دیا ہے۔

تقریظ

جناب حاوی فروع واصول، محیط معقول ومنقول، مقبول حضرت سبحان

حضرت مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب رئیس بریلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

کتاب انوار الحسنات فی رد البدعات تصنیف فاضل مکرم ذی اللطف والکرم مکرمی مولوی غلام احمد صاحب سنبھلی سلمہ اللہ الاعلی الولی مطالعہ فقیر میں آئی فرصت صفت عنقا ہونے کے سبب اول آخر اوسط سے چند متفرق مواضع بطور انموذج نظر سے گزرے اس سے پہلے فقیر کو مولوی صاحب موصوف سے کوئی تعارف تھا نہ اب تک نوبت ملاقات آئی۔ یہ پہلی بار ہے کہ ان کی تصنیف دیکھی۔ فقیر حقیر کیا اس قابل ہے کہ کسی کتاب پر اس سے تقریظ چاہیں مگر بحکم المامور معذور اتنی گزارش ضرور کے فقیر کو مطالعہ کتاب نے بہجت دی اور فاضل مصنف کے حق میں دعائے سلامت وکرامت کی۔ اللہ اللہ اس زمانہ شور وشر، دورِ فتن ومحن میں اول تو خود صراط مستقیم پر قائم رہنا دشوار ہے۔

الصّابر منهم علی دیدہ، کالقابض علی الجمر و حسبنا اللہ و نعم الوکیل و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

صبر کرنے والا اپنے دین پر ایسے ہے جیسے ہتھیلی پر انگارہ رکھنے والا اور اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

اور جو خود مستقیم ہیں ان میں وہ بہت کم ہیں جنھیں کہیے: ع ایں مہدی کند کہ برآمد غرض را

جہاں تک فقیر نے دیکھا مقاصد اصلیہ کتاب کو محمود ومستحسن پایا اللہ تعالی مصنف کے ارادات حسان وحسناتِ قلم ولسان میں برکت عطا فرمائے۔ امین۔ و صلی اللہ تعالی علی سیّد المرسلین محمّد و الہٖ و صحبه اجمعین۔ امین۔ و الحمد للہ رب العالمین۔

کتبه عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنه بمحمد ن المصطفی النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم

19

انوار الشروق فی احکام الصندوق

تصنیف

شیخ محمد علی مکی مالکی رحمۃ اللہ علیہ

(م ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء)

الامام العلامۃ النحوی الجلیل الشیخ محمد علی بن حسین بن ابراہیم المکی المالکی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء) مکۃ المکرمہ میں پیدا ہوئے۔ طائف میں وفات پائی اور وہیں قبر بنی۔ مدرس مسجد حرام، دارالعلوم دینیہ مکہ مکرمہ کے صدر مدرس، عثمانی وہاشمی عہد میں مفتی مالکیہ رہے۔ علم نحو کے خصوصی ماہر تھے، اسی لیے امام النحویین کہلائے۔ چودھویں صدی ہجری کے علماء مکہ میں کثرت تصانیف میں آپ کا اسم گرامی سرفہرست ہے۔ ان کی تعداد ۶۵ سے زائد ہے۔ ان تصانیف میں آپ نے عقائد ومعمولات اہل سنت کی خوب توضیح وتشریح فرمائی ہے۔ اور وہابیت، دیوبندیت، غیر مقلدیت اور قادیانیت ودہریت کی بھی خوب خبر لی ہے۔ بل کہ پورے عالم عرب میں قادیانیت کے رد میں آپ نے قلمی جہاد میں پہل فرمائی ہے۔ ۱۳۲۳ھ میں اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ مکۃ المکرمہ حاضر ہوئے تو آپ سے بھی ملاقات ہوئی۔ آپ نے ''الدولۃ المکیہ'' اور ''حسام الحرمین'' پر زوردار تقاریظ لکھیں۔ ۱۳۳۴ھ کو اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے مختلف علوم وفنون اور تصوف کے جمیع سلاسل میں اجازت وخلافت حاصل کی۔

آپ نے ایک کتاب ''انوار الشروق فی احکام الصندوق'' لکھی جو ۱۳۲۹ھ میں طبع ہوئی۔ اس میں ریڈیو کے بارے میں شرعی حکم قلم بند فرمایا گیا ہے۔ اس پر شیخ عبداللہ نابلسی رحمۃ اللہ علیہ اور سید محمد عبدالحی کتانی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظات موجود ہیں۔

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ ''الکشف شافیا حکم فونو جرافیا'' کے آغاز میں الشیخ محمد علی المکی المالکی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی تصنیف ''انوار الشروق فی احکام الصندوق'' کے بارے میں تقریظی کلمات رقم فرمائے۔ یہ کلمات فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد نمبر ۲۳ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور صفحہ ۲۱۴ پر موجود ہیں جو یہاں قارئین کی نذر کیے جاتے ہیں۔

تقریظی کلمات

كما توهمه بعض فضلاء العصر و هو العلامة السيد محمد عبد القادر الاهدل الشافعي المقيم الآن بحديدة اذجمع فيه رسالة سماها ''القول الواضح في رد الخطاء الفاضح'' زعم فيها ان مايسمع من ذٰلك الصندوق ليس اصوات الاصل ولا مساويا لها انما يشبهها في اصل الصوت كالصدا وهولها كالخيال من عالم المثال و بنى عليه جواز ان تسمع منه اصوات الآلات اذ ماهي هي و لا يتعدى حكم الاصل الى الحكاية كما قال ابن حجر المكي وغيره في رؤية صورة عورة المراة في المراة وقد كنت كتبت في ابطال هذا الوهم عدة في مكة المكرمة في صفر ۱۳۲۴ھ حين عرض على صاحبنا الفاضل الكامل النبيل النبيه ذوقلب فقيه وطبع وقاد وذهن نقاد الشيخ محمدعلي المكي المالكي امام المالكية ومدرس المسجد الحرام ابن مفتيهم بها مولٰينا العلامة المرحوم بكرم الله تعالى الشيخ حسين الازهري المكي رسالة له في هذا الباب سماها ''انوار الشروق في احكام الصندوق'' و هو حفظه الله تعالى قد اجاد في تحريم سماع الطرب المعتاد لاهل الفساد من فونوغرافيا و بينه بيانا كافيا وذهب ايضا الى تحريم سماع القرآن العظيم مطلقا منه وسنحقق الامر فيه كما سترى ان شاء الله تعالى۔

ترجمہ:

جیسا کہ بعض فضلائے زمانہ کو وہم ہو گیا (اور مغالطہ لگ گیا) اور وہ علامہ سید محمد عبدالقادر اہدل شافعی ہیں جو آج کل حدیدہ میں رہائش پذیر ہیں، انھوں نے اس موضوع پر ایک رسالہ

تصنیف فرمایا کہ انھوں نے اس کا نام ''القول الواضح فی رد الخطاء الفاضح'' (یعنی بالکل واضح اور ظاہر بات رسوا کرنے والی خطا کے بیان میں) رکھا پس انھوں نے اس میں یہ خیال کیا کہ جو کچھ صندوق سے سنائی دیتا ہے وہ اصل آواز اور اس کے مساوی نہیں بل کہ وہ اصل آواز کی شبیہ ہے۔ جیسے آواز بازگشت اور اس کی گونج، جیسے خیال عالم مثال ہے۔ اور اس پر یہ بنیاد رکھی کہ آلات سے آوازیں سُننی جائز ہیں، کیوں کہ وہ آوازیں اصلی اور حقیقی آوازیں نہیں اور حکم اصل حکایت کی طرف متجاوز نہیں ہوتا۔ جیسا کہ علامہ ابن حجر وغیرہ نے ارشاد فرمایا۔ جیسا کہ آئینہ میں جائے ستر کی صورت کا دیکھنا۔ اور میں نے اس وہم کو باطل قرار دینے پر چند اوراق مکہ مکرمہ کی اقامت کے زمانے ماہ صفر ۱۳۲۴ھ میں تحریر کیے جب میرے سامنے ہمارے دوست (ساتھی) کامل، فاضل، شریف، سمجھ دار، فقیہ دل رکھنے والے، بجز کیلی طبیعت اور ناقد ذہن رکھنے والے شیخ محمد علی مکی مالکی (امام مالک کے پیروکار) جو کہ مذہب امام مالک رکھنے والوں کے امام اور مسجد حرام میں مدرس اور وہاں کے مفتی کے صاحب زادے ہیں۔ اور وہ مولانا علامہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے ان پر رحم کیا جائے، شیخ حسین ازہری مکی ہیں۔ اس باب میں اپنا ایک رسالہ بہ نام ''انوار الشروق فی احکام الصندوق'' (یعنی چمکیلے انوار صندوق کے احکام شرعی کے بیان میں) انھوں نے مجھے پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے کہ انھوں نے اہل فساد کے لیے فونوگراف سے راگ سننے کی حرمت بیان میں کمال کر دیا (بہت اچھا رول ادا کیا) اور کافی بیان فرمایا اور اس طرف بھی گئے ہیں کہ اس سے مطلقاً قرآن عظیم سننا حرام ہے۔ ہم ان شاء اللہ تعالیٰ عن قریب اس امر کی تحقیق پیش کریں گے جیسا تو دیکھ رہا ہے۔

20

انوارِ ساطعہ در بیانِ مولود و فاتحہ

تصنیف

علامہ مولانا شاہ عبدالسمیع بیدلؔ رام پوری ؒ

(م ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء)

حضرت علامہ مولانا شاہ عبدالسمیع بیدل رام پوری ؒ (م ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء) کا شمار پاک و ہند کے مشاہیر علما میں ہوتا ہے۔ آپ حضرت سیدنا ابوایوب انصاری صحابی ؓ کی اولاد امجاد میں سے ہیں۔ حضرت مفتی صدرالدین آزردہ دہلوی ؒ کے نام ور شاگرد ہیں۔ شاعری میں مرزا غالب سے اصلاح لی۔ شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ؒ کے مرید و خلیفہ اور کامل الاحوال تھے۔ آپ کی تصانیف میں نور ایمان (دیوان)، سلسبیل، راحت القلوب، بہار جنت، مظہر حق اور انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ شائع ہو چکی ہیں۔

آخر الذکر کتاب شہرہ آفاق ہے۔ یہ اپنے موضوع پر لاجواب و بے مثال ہے۔ مشاہیر علما کی تقاریظ سے مزین ہے۔ ۱۹۹۳ء میں مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ، لاہور نے اس کا ایک عمدہ ایڈیشن شائع کیا ہے۔ اس کے صفحہ ۵۴۷ تا ۵۵۹ پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی ؒ کی عربی تقریظ جلیل مصنف کے اردو ترجمہ کے ساتھ شامل اشاعت ہے۔ یہ عربی تقریظ نگاری کی ایک عمدہ مثال ہے۔ مولانا محمد افروز قادری چریاکوٹی (ڈائریکٹر نعمانی اکادمی چریاکوٹ) نے اس ایمان افروز تقاریظ کے بارے میں کیا خوب فرمایا ہے:

''اتنے مزے کی تقریظ جو تقریظ کے بجائے کسی تحقیقی مضمون کا مزہ دے الفاظ کی سج دھج اور جملوں کی تب و تاب میں وہ لالہ کاری کی ہے جیسے لفظ و معنی باہم بغل گیر ہو رہے ہوں یا نزاکت لفظی اور حسن معنوی کا کوئی چمن آباد ہو گیا ہو یا الفاظ و معانی کے

ارتباط سے علم وحکمت کا کوئی آبشار پھوٹ پڑا ہو، پوری تقریظ اول تا آخر پڑھ جائیے
تعقید و تنافر کا کہیں واہمہ بھی نہ گزرے گا۔"

(سہ ماہی "افکار رضا" ممبئی اپریل تا جون ۲۰۰۵ ص ۵۵)

تقریظ

صورة ما رصعه الطمطام العزیز و الصلهام الکبیر
مفحم المناظرین مسکت المجادلین
مروج عقائد اهل الحق و الدین قالع اصول المبتدعین
فرید العصر وحید الزمان

مولانا محمد احمد رضا خان

سلمه الله العزیز الرحمٰن وصان عن نوائب الزمان و خص بلطفه ما تعاقب الملوان

انوار ساطعة سطعت من سنا بدر الایمان، واقمار لامعة لمعت من سیناء صدر الایقان، فدارت و سارت، و نارت و انارت، و الی البر تدلت، و علی البحر تجلت، فهیجت عبابا، فهیات سحابا، فحصنات بقاعا، جنات دفاعا، و ارسلت عرفا، و عصفت عصفا فحملت وقرا، فاجرت یسرا، فقسمت امرا، فاقطرت قطرا، فامطرت مطرا۔

ان الحمد لله رب العالمین، و الصلاة و السلام علی سید المرسلین محمد و اله و صحبه اجمعین، رب صلاة و سلاما، یعقدان دواما مجالس الانس فی حظائر القدس، التعجیل مکانه، و یقومان قیاما، لوعة و غراما، فی مجامع الاملاك، و محافل الافلاك، بتعظیم شانه، و سقی الله ذو الجلال بزلال الافضلال، تربة من قال:

قلیل لمدح المصطفی الخط بالذهب ... علی فضة من خط احسن من کتب
و ان ینهض الاشراف عند سماعه ... قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب

و قلت مضمنا:

سواد عیون العین عین و ساذهب ... ولوح نحور الحور لاح کما یجب
فان یمل جبریل لقال اولو الادب ... قلیل لمدح المصطفی الخط بالذهب
علی فضة من خط احسن من کتب
یقوم بحق المدح قوم فلانه ... توله ولم بالوجد قومة و اله
فحق خضوع الوجه رغما لکاره ... وان ینهض الاشراف عند سماعه
قیاما صفوفا اوجثیا علی الرکب

و بعده فاستمع یا سعد، ان الذی لا قبل له ولا بعد، قد قضی قبل خلق السماء و صوت الرعد، ان الواجب علی کل من عبد، بعد ذکر الصمد، العمد و الصمد، الی المدح و الحمد، لاعظم کرم، و اکرم نعم، و اجل رحمة، و اجلی منة، سید الرسل، و هادی السبل، و امام الکل، و مکثر القل، و رافع الغل، و دافع الضل، امجد مولود، احمد محمود، و اسعد مسعود، وجود الجود، و اصل الوجود نعمة الجلیل، و دعوة الخلیل، و بشر المسیح، و بشر الذبیح، و بغیة الکلیم، بوادی التکلیم، و اکرم کریم، علی ربه العظیم سیدنا و مولانا محمد النبی الامی الامین، الامان الامان الضمان الضمین، صلی الله علیه وسلم، و اله و صحبه و بارك و عظم، و قد قال عز من قائل: الم تر الی الذین بدلوا نعمة الله کفرا، نعمة الله محمد صلی الله علیه وسلم قال ابن عباس رضی الله تعالی عنهما اخرجه البخاری فی الصحیح العلم، و قال تعالی: واما بنعمة ربك فحدث فوجب التحدیث بما من الله به علی المؤمنین، من وجود هذا الحبیب المکین، علیه الصلاة و علی اله الطیبین، و قال تعالی: و ذکرهم بایام الله، و ای ایام الله اعظم من یوم ولادة المصطفی علیه افضل الصلاة و اکمل الثناء و قال تعالی: قل

بفضل اللّٰه و برحمته فبذلك فليفرحوا، و من عقائد الايمان ان محمدا ﷺ رحمة المنان، شهد بذلك الحديث و القران، و كذلك فضل اللّٰه محمد صلى اللّٰه عليه و سلم تسليماً جليلا، حكاه الماوردى فى قوله تعالى: و لو لا فضل اللّٰه عليكم و رحمة لاتبعتم الشيطٰن الا قليلا، فقد اوجب المولىٰ، سبحانه و تعالىٰ، علىٰ امته، الفرحة بولادته، فحق لنا، ان نتخذ مولده عيدا، و ان رغم انف من كان بعيدا، و علىٰ هذا مضى جهابذة الائمة، و سادة الاُمة و كاشف الغمة، عليهم من ربهم رضوان ورحمة،حتى جاء قوم يقرء ون القران لا يجاوز تراقيهم، و يتحدثون بالحديث فلايكون راقيهم، اضّلوا اصولا، ضللت المسلمين قادة و تبعًا، و فصلوا فصولا ففرقوا دينهم و كانوا شيعا، و كان مخرجهم نجد، كما جاء به الوعد، من صاحب المجد ﷺ فهاجروا و ماجروا، و ثاروا و باروا، و جاروا و حاروا، و على الحرمين المحترمين اغاروا، فالدماء سفكوا، و الاموال ملكوا، و المؤمنين فتكوا، و الحرمات هتكوا، فظنوا ان اهلكوا و ما هم اهلكوا و لكن هلكوا، و عما قيل يرون ما سلكوا، و كان قصارى مرامهم و قصوىٰ مرماهم، و فى الشقاق و النفاق هم ماهم، ان يخمدو اذكرمن رفع اللّٰه ذكره،ويضعوا قدرمن عظم اللّٰه قدره،ويطفئوا انوار من اتم اللّٰه نورهٗ يوذو المؤمنين احياء واموانا،وخالفوا الدين نقضا و اثباتا، فحاربوا جبارا، ملكا قهارا، سرا وجهارا وليلا ونهارا،واصروا اصرارا، و استكبروا استكبارا، و مكروا بالاسلام مكراكبارا،فالأنبياء ثلبوا،والاولياء سلبوا، و الاسلام خلبوا،والالحاد جلبوا، و بالجملة كلبوا،فالدين قلبوا،فما ذا يراد، بمجلس الميلاد،اوايصال الأجور، الى اوصال القبور، حتى يعد انكاره فى مفاسدهم، و يذكربجنب مكائدهم،قاتلهم اللّٰه انى يوفكون، وسيعلم الذين ظلموا اى منقلب ينقلبون،فلما اباوهم اللّٰه تعالىٰ ابادة، و امطر عليهم مطرا الهلاك و زياده، حتى تداعت ربوع نجد للدثور،وتنادت بواكيها بالويل و

الثبور، لحات بواقيها الىٰ ديارشاغرة،عطاش الفتن بأفواه فاغرة،ولم تدر ان اللّٰه فى كل حين عباد الصالحين،يذبون عن الدين، و يركدون اليقين، و يزيدون الايمان، و يشيدون الأيقان،ولله المنة ومنه الاحسان،فلم يرعها الاجنود مجندة، بسيوف مهندة،من اللّٰه مؤيدة، فردوالمكائد فى نحور الكائده،ووعوا المفاسد الىٰ نار موقدة، تطلع منها على الاكباد والأفئدة، حتى التجاوت كبراها فى الجدل و المراء الى البهت و الافتراء، و احتراق الكتب و اختلاف العلماء، وُ خلع ربقة الحياء من رقبة الرياء فيتحير الناظر،فى زيهم الظاهر،وطيهم البائر، و غيتهم الحاسر، وغيهم الخاسر، و كيدهم العظيم، و صيدهم العديم، فينشد الحكيم:

و لا ادرى وسوف اخال ادرى اقوام ال نجد ام نساء
فمن فى كفه منهم خضاب كمن فى كفه منهم نواء
تظن بداهته فيهم رشيدا و امن تمعن فرشدهم هباء
فما فيهم رشيد، الصدق الا رضيع او تبيع او غذاء
و ما معنى تجاورهم ولكن عسى الحنان يهدى من يشاء

هذا وان من اولئك الجنود،مهلكى العنود،فى الزمان الموجود اخانا فى اللّٰه، ذا الفضل و الجاه، و القدر الرفيع، و الفخر البديع، و العلم الوسيع، و الحكم الوكيع، و الجد المنيع، و المجد السنيع مولانا المولوى محمد عبد السميع صينَ عن كل شنيع، و فرع و فظيع،كل مساء، و سطيع، فانى وقفت على بعض ماله من الحالب الكلام، فوجدت جله دافع الاوهام وراحت القلوب بنهج محبوب و انوار ساطعة و حجج قاطعة فاللّٰه يجزيه الجزاء الحسن بمنع المخ المحن، و الحمد للّٰه فى السر و العلن، و الصلاة و السلام على السيد الامن، و اله وصحبه محاة الفتن،و حماة السنن، وهداة السنن، ماطلع سهيل من اليمن۔

قاله بفمه و رقمه بقلمه عبده الفقیر الذلیل الحقیر

عبد المصطفی احمد رضا المحمدی السُّنّی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی

غفر اللّٰہ له و حقق امله، و اصلح عمله، و لم شته و فی الصلحاء بعثه۔ امین

ترجمہ تقریظ

صاحب ایمان کے چاند کی چمک سے روشنیاں اٹھیں، اور سینا، سینۂ یقین کے پہاڑ سے چمکتے ہوئے چاند روشن ہوئے، پھر دورہ کیا انھوں نے اور سیر کی، اور خود روشن ہوئیں، اور دوسروں کو روشن کیا، جنگل کی طرف جھکیں، اور دریا پر جلوہ کیا پھر بہت پانی کا جوش ابھارا اور ابر تیار کیا تو قطعات زمین میں باغوں اور میدانوں کو خوش خبری دی، پے در پے ہوئیں چلائیں اور زور سے جھونکے دیے، پھر اس نے بوجھ اٹھوایا اور اس کو نرمی سے چلایا، پھر کاموں کی تقسیم کی، تو بوندیں ٹپکائیں پھر مینہ برسائے، بلاشبہ حمد و ستائش کی سزاوار وہی ذات ہے جو دنیا جہان کی پالن ہار ہے اور درود و سلام کے تحفے آقائے کریم صلی اللّٰہ علیہ و الہ و صحبہ اجمعین پر نچھاور ہے۔

اے پروردگار! (اپنے حبیب مختار پر) وہ درود و سلام نازل فرما جن سے پاکیزہ مقامات میں عظمت محمدی کی سربلندی کے واسطے اُنس کی محفلیں منعقد ہوتی رہیں اور عشق و محبت اور قلبی جھکاؤ کے ساتھ بعد تکریم نوریوں کی انجمن اور آسمان کی محفلوں میں قیام ہوتا رہے۔ اللہ تعالیٰ اس شعر کے کہنے والے کی تربت آب ہائے زلال و افضال سے سیراب کردے۔

اگر کوئی ماہر خطاط ورق سیمیں پر آب زریں سے نعت مصطفیٰ رقم کرے تو بھی کم ہے اور حق نعت گوئی ادا ہونے سے رہا۔ اور اہل شرف و مجد مدح حبیب کی تعظیم میں صف بستہ اور گھٹنے کے بل کھڑے ہوئے تب بھی سامع نعت کا حق کما حقہ ادا نہیں ہوا۔ اور میں نے (اعلیٰ حضرت) اس پر تضمین کی ہے:

حور عین کی آنکھوں کی سیاہی آب زریں بن جائے اور ان کے سینے خوبصورت تختی بن جائیں پھر جبریل امین اس پر لکھیں (تب بھی نعت گوئی کا حق ادا نہیں ہوگا) اور شاعر وافر تمیز کہہ اٹھے گا قلیل لمدح المصطفی ۔۔۔ الخ! ذرا دیکھو! سرکار کی مدح و نعت تکریم تمام کے ساتھ وجد میں آکر اور والہ و شیفتہ ہو کر لوگ کس طرح کر رہے ہیں تو تمہیں اس سے غفلت زیب نہیں دیتی۔

سچ یہ ہے کہ سرکار کی مدح یوں ہی ٹوٹ کر کرنی چاہیے خواہ جلنے والے جلتے رہیں کہ وان شخص الاشرف ۔۔۔ الخ۔

حمد و صلاۃ کے بعد، اے بلند بخت سن! اللہ تعالیٰ آسمان کے پیدا ہونے سے پہلے یہ حکم دے چکا کہ تمام عبادت کرنے والوں پر واجب ہے کہ خدائے پاک کے ذکر کے بعد سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و نعت کیا کریں۔ رسول کریم کی ذات بڑی بخشش، نعمتِ فراواں، رحمت بے کراں اور واضح خوبیوں کی حامل ہے۔ وہ انبیا اور رسل کے سردار، نیک راہ بتانے والے سب کے امام و پیشوا، قلت کو کثرت سے بدل دینے والے، قید کا بند اٹھا دینے والے، گمراہی دور کرنے والے احمد و محمود امجد مولود اسعد مسعود بخشش کے سرچشمہ، وجود کے منبع، خدا کی نعمت، دعائے خلیل، بشارت عیسی، نوید ذبیح، تمنائے کلیم، اپنے رب کے تئیں بڑی عظمت و کرامت والے سیدنا و مولانا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ رب العزت فرماتا ہے: کیا تم نے انھیں نہ دیکھا جنھوں نے اللہ کی نعمت ناشکری سے بدل دی۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نعمة الله سے مراد آقائے کریم محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مبارک کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے مومنین پر جو احسان عظیم فرمایا ہے اس کا چرچا ہم پر ضروری ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور انھیں اللہ کے دنوں کی یاد دلاؤ۔ تو سرور عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت سے بڑھ کر اور کون سا دن بڑا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم فرماؤ اور اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں۔ اہل ایمان کا ہمیشہ سے یہ عقیدہ رہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رحمت ربانی اور فضل الٰہی کا سرچشمہ ہیں اور قرآن و حدیث اس پر گواہ ہیں۔ جیسا کہ ماوردی نے رب تعالیٰ کے اس قول: ولو لا فضل الله علیکم و رحمته لاتبعتم الشیطن الا قلیلا کی تفسیر میں ثابت کیا ہے کہ فضل اللہ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ تو گویا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر اظہار مسرت و نشاط امت پر واجب فرما دیا تو ہمیں چاہیے کہ ہم سرکار کے مولود مبارک کو عید بنالیں۔ اسی پر بڑے بڑے ائمہ بزرگان دین امت گزرے ہیں۔ اللہ انھیں رحمت و رضوان سے نوازے۔ پھر کچھ ایسے لوگ پیدا ہو گئے جو

قرآن تو پڑھتے ہیں مگر ان کے گلوں سے اوپر نہیں چڑھتا، حدیث پڑھتے ہیں مگر اس سے نفع اندوز نہیں ہو پاتے، ان لوگوں نے ایسے قاعدے گڑھ لیے ہیں جن سے ان کے سب خادم (مخدوم) گم راہ ہو گئے اور ایسے دستور وضع کر لیے جس سے دین میں بگاڑ پیدا ہو گیا حالاں کہ وہ بہ ظاہر پیروان دین میں سے گنے جاتے ہیں۔ ان کی اصل نکاسی نجد سے ہوئی جیسا کہ غیب دان نبی نے پیش آگاہی فرمادی تھی کہ یہاں سے زلزلے اور فتنے رونما ہوں گے تو وہ لوگ نجد سے موج مار کر نکلے، ظلم وتعدی کا بازار گرم کیا، لوٹ مار عام کر دی اور حرمین شریفین پر چڑھائی کر دی، ناحق خون بہائے، مالوں پر قبضہ جمالیا اور مسلمانوں کو ہلاکت کے گھاٹ اتار دیا اور قابل عظمت چیزوں کے تار و پود بکھیر دیے، اپنے زعم میں وہ مسلمانوں کو نابود کر چکے مگر ہلاکت ان کے قریب بھی نہ گئی۔

دراصل یہ لوگ خود ہی لقمۂ ہلاکت بن گئے اور قیامت کو اپنا کیا پائیں گے۔ ان کا اصل مقصد اور نصب العین یہ تھا کہ وہ اس ذکر کو گل کر دیں جس کو اللہ بلند فرمانا چاہتا ہے اور اسکی ناقدری کریں جس کی قدر و منزلت کو اللہ نے بڑائی بخشی اور اس چراغ کی لو بجھا دیں جسے اللہ نور کامل بنانا چاہتا ہے۔ اور زندہ مردہ مسلمانوں کو ایذا پہنچائیں۔ تو ان لوگوں نے یہ لڑائی دراصل اللہ عزوجل سے باندھی۔ انبیاء کی بے ادبی، اولیاء کی ناقدری، اسلام کی تراش خراش اور دامن الحاد میں بود و باش! گویا دین ہی اور ہو گیا۔ پھر مجلس میلاد کا انکار اور ایصال ثواب سے بیزاری چہ معنی دارد؟ اللہ ان کی ان تہمتوں کا انھیں خمیازہ چکھائے عن قریب یہ عقل کے دشمن جان لیں گے کہ وہ کس کروٹ گرتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا اور نجد میں کہرام مچ گیا تب بقیہ ماندہ دور دراز شہروں میں پھیل گئے۔ ان کی کھوپڑی میں یہ بات نہ آئی کہ ہر وقت میں اللہ کے کچھ نیک اور برگزیدہ بندے رہے ہیں جو ایمان و یقین کی کشت کو شاداب رکھتے اور دین متین کی حفاظت میں سرگرداں رہتے ہیں تو اللہ کا شکر و احسان کہ ان کے واسطے بھی اللہ نے جھٹ ایسی فوجیں تیار کر دیں جنھوں نے اللہ کی طرف سے تائید یافتہ شمشیر براں کے ذریعہ مفاسد و مکائد کے پرخچے اڑا دیے اور ان کی فتنہ سامانیوں کو آتش سوزاں کی نظر کر دیا۔ تب ان کے بچے بچائے اس بات پر آئے کہ جنگ و جدل اور بہتان و افترا میں حد سے گزر گئے، کتابیں گڑھ ڈالیں نئے نئے ملا پیدا کیے اور شرم و حیا کا قلادہ اتار پھینکا۔ ایک ظاہر بین ان کا ظاہری پوشاک اور پر مطلب اخلاق و کردار

دیکھ کر حیرت میں پڑ جاتا ہے۔ سچ یہ ہے کہ وہ دلیلوں سے بالکل بے چارے اور تھکے ہوئے مگر بے وقوفوں کے بہکانے اور پھسلانے پر تیار اور بڑے مغالطہ باز اور مکار و عیار ہیں۔ کسی دانائے راز نے درست فرمایا ہے:

”مجھے نہیں معلوم کہ یہ نجدی مرد ہیں یا عورتیں، جس کے ہاتھ حنا آشنا ہیں اور جو ہاتھ نیزہ تھامے ہوئے ہے کیا دونوں برابر ہیں؟ اگر تم ان میں کسی کو بہ نظر ظاہر رشید خیال کرو تو ادنیٰ تعامل سے معلوم ہو جائے گا کہ رشد نے اسے چھوا تک نہیں۔ غرض کے ان میں کوئی رشید سچا نہیں سب کے سب دغا باز اور مکار ہیں۔ پھر اگر ان لوگوں نے جور و جفا اور ظلم و ستم کیا تو یہی ان کے لائق تھا۔ اللہ انھیں ہدایت سے نوازے۔“

الحاصل دو فوجیں جنھوں نے منکرین کو ٹھکانے لگا دیا۔ ان میں سے اس زمانے میں ہمارے دینی بھائی صاحب عظمت و کرامت اور بہت ساری خوبیوں کے مالک مولانا مولوی محمد عبدالسمیع (اللہ انھیں تمام آفات و خرافات سے بچائے) ہیں۔ مجھے ان کے کچھ پاکیزہ کلام مثل دافع الاوہام، راحت القلوب اور انوار ساطعہ کو دیکھنے کا اتفاق ہوا جنھیں میں نے اسم بامسمّٰی پایا۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔ اللہ اپنے حبیب اعظم اور ان کی اولاد و اصحاب پر لگاتار درودوں کی بارش اور سلاموں کے گجرے نچھاور فرما جب تک ستارہ سہیل یمن میں چمکتا و دمکتا رہے۔

اسے اپنے منہ سے کہا اور اپنے قلم سے لکھا اللہ کے بندے فقیر ذلیل و حقیر عبدالمصطفیٰ احمد رضا محمدی سنّی حنفی قادری برکاتی نے۔ اللہ اسے بخشے، مراد رسا فرمائے اور بہ روز محشر صلحائے امت میں اُٹھائے۔ آمین!

21

اوضح البراہین علیٰ عدم جواز الصلوۃ خلف غیر المقلدین

تصنیف

مولانا ابوالذکا سراج الدین محمد سلامت اللہ رام پوری رحمۃ اللہ علیہ

(م ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء)

حضرت مولانا ابوالذکا، سراج الدین محمد سلامت اللہ رام پوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء) اپنے عہد کے نامور مبلغ تھے۔ آپ نے تحریری میدان میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں جس پر آپ کی تالیفات شاہد عدل و ناطق ہیں۔ آپ کا شمار رامپور کے مشہور شیخ طریقت حضرت مولانا مفتی ارشاد حسین رام پوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۴ء) کے ارشد تلامذہ میں ہوتا ہے۔

برصغیر میں جن علمائے کرام نے فتنہ وہابیہ کا تعاقب کیا ان میں آپ کا نام بھی نمایاں ہے۔ آپ کا ایک رسالہ ''اوضح البراہین علیٰ عدم جواز الصلوۃ خلف غیر المقلدین'' ۱۳۲۷ھ میں انجمن نعمانیہ ہند، لاہور کے زیر اہتمام گلزار محمدی سٹیم پریس، لاہور سے طبع ہوا۔ سرورق پر یہ عبارت موجود ہے:

> ''رسالہ مبارکہ ہادی صراط دین متین و بیخ کن خیالات باطلہ وہابیین جس میں غیر مقلد کی امامت کے ناجائز ہونے پر بتیس دلیلیں قوی اور واضح آیات اور احادیث اور روایات فقہ سے مسطور اور اسی ضمن میں بہت سے عقائد کفریہ و افعال باطلہ و حرکات ناشائستہ وہابیہ مذکور ہیں۔''

اس رسالہ کی عربی عبارات کا ترجمہ اور حواشی مولانا محمد علیم الدین جالیا پاٹنی بنگالی اسلام آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھے۔ آپ نے رسالہ کے شروع میں مصنف کا نام ان القاب کے ساتھ لکھا:

''استاذی مولائی مرجی معظمی مخدومی سند المحدثین المتاخرین فخر المتقدمین معتمد

المفسرین سراج الواعظین تاج السالکین معارف آگاہ حقیقت دستگاہ ماہر رموز فرقان حافظ قرآن جناب مولانا مولوی ابوالذکا، سراج الدین محمد سلامت اللہ شاہ صاحب قبلہ ادام اللہ فیضھم بلطفہٖ''

ان القاب سے اندازہ لگائیں کہ آپ اپنے عہد میں معاصرین میں کتنے نمایاں تھے۔ رسالہ کے آخر میں صفحہ ۲۴ پر ممتاز علمائے کرام کی تقاریظ بھی شامل ہیں۔ لیکن ان میں جو تقریظ سر فہرست اور نمایاں ہے وہ میرے ممدوح اعلیٰ حضرت امام رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خامہ کا اثر ہے۔

تقریظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ جزی اللہ مولانا الفاضل المجیب خیر جزاء و یثیب۔ فی الواقع اس طائفہ ضالہ غیر مقلدین کے پیچھے نماز حرام و گناہ و ناجائز ہے انہیں امام نہ بنائے گا مگر بدعقل جاہل یا مدہوش غافل یا بددین مبطل ضال مضل بل کہ عند التحقیق ان کے پیچھے نماز محض باطل کما دلت علیہ الدلائل الجلائل۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے ۱۳۰۵ ہجریہ قدسیہ علیٰ صاحبہا افضل الصلوۃ والتحیۃ میں بہ جواب سوال فیروز پور پنجاب اس باب میں ایک وافی و کافی کتاب مسمیٰ بہ نام تاریخی ''النہی الاکید عن الصلوۃ وراء عدی التقلید'' (۱۳۰۵ھ) لکھی کہ بعد اضافات افاضات جدیدہ وعدیدہ بحمد اللہ تعالیٰ حافل و کافل ہوئی حسن توارد ہے کہ جناب مولانا فاضل مجیب سلمہ القریب المجیب کا یہ مختصر جواب ان میں بہت مقاصد پر مشتمل ہوا علی وجہ یغنی یا مشیر و مومی ولو من طرف خفی فالیہ بحرمۃ الحرماء الوفی و اوردنا و ایاہ یوم القیامۃ المنھل الصفی۔ امین۔ و اللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم

22

اہلاک الوہابیین علیٰ توہین قبور المسلمین

تصنیف

مولانا مفتی محمد عمر الدین ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

(م ۱۳۴۹ھ / ۱۹۳۱ء)

فاضل متبحر حضرت مولانا مفتی محمد عمر الدین ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۹ھ / ۱۹۳۱ء) درسِ نظامی کے جملہ علوم وفنون پر زبردست مہارت رکھتے تھے۔ قوت حافظہ میں بے مثال تھے۔ آپ نے مختلف فرقہ ہائے باطلہ کے رد میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ آریوں اور عیسائیوں سے آپ کے نہایت کامیاب مناظرے ہوئے۔ آپ کا طرزِ تحریر نہایت محققانہ اور عالمانہ تھا اس پر آپ کی تصانیف شاہد عدل ہیں۔

آپ کی تصنیف ''اہلاک الوہابیین علیٰ توہین قبور المسلمین'' اپنے موضوع پر ایک بلند پایہ اور حرفِ آخر تصور کی جاتی ہے۔ اس پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریظ تحریر فرماتے ہوئے موضوع کے مناسب دلائل کا اضافہ بھی فرمایا ہے جو کافی مفصل اور دو فصلوں پر مشتمل ہے اور یہ ایک الگ رسالہ کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ اسی لیے اسے جسٹس مفتی سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے مجموعہ رسائل اعلیٰ حضرت مطبوعہ کراچی میں شامل فرمایا ہے اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات میں بھی یہ نام موجود ہے۔ اس بلند پایہ مضمون کا صرف تقریظی حصہ اس مجموعہ کی زینت بنایا گیا ہے۔ مکمل رسالہ ''فتاویٰ رضویہ'' جلد نمبر ۹ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور کے صفحہ ۴۴۰ تا ۴۸۷ پر زینتِ اشاعت ہے۔ عربی وفارسی عبارات کے تراجم اور تخریج کے ساتھ وہاں ملاحظہ فرمائیں!

تقریظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل الارض کفاتا، و اکرم المؤمنین احیاء و امواتا، و جعل موتھم راحۃً و سباتاً، و حرّم اھانتھم تحریماً بتاتاً، و الصلوٰۃ و السلام علی من سقانا من فضلہ و فضلتہ ماءً فراتا، و اعطانا فی کل محجّۃ ابلج حجّۃ نقضا و اثباتا، و ابّد تعظیم المؤمنین ابد الأبدین و لم یوقت لہ میقاتاً، فجعلھم عظاماً و ان صاروا عظاماً، و حرّم ایذاء ھم ولو کانوا رفاتاً، و علی الہ و صحبہ و اھلہ و حزبہ المکرمین عند اللہ جمیعا و اشتاتا۔

جزی اللہ المجیب خیراً ویثیب۔ جامع الفضائل، قامع الرزائل، حامی السنن، ماحی الفتن مولٰنا مولوی محمد عمر الدین ہزاروی جعلہ اللہ کاسمہ عمر الدین وسعیہ ورعیہ عمر الدین کا جواب تاج مناہج صواب کافی ووافی ہے مگر بحکم المامور معذور بہ نظر تکثیر افاضہ دو وصل مفید کا اضافہ منظور............

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم

23

ایضاحِ سنت

تصنیف

مولانا محمود جان قادری جام جودھ پوری رحمۃ اللہ علیہ

(م ۱۳۷۰ھ/1950ء)

حضرت مولانا مولوی محمود جان سنی حنفی قادری جام جودھ پوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۰ء) قبیلہ افغانی میر ملک زئی سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کی ولادت مردان صوبہ سرحد میں ہوئی۔ آپ کے والد مولوی حافظ غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر و مرشد حضرت اخوند باباجی سوات رحمۃ اللہ علیہ کے ایما پر مولوی اسماعیل دہلوی کے فتنے کا نہایت شد و مد سے رد فرمایا تھا۔ گویا احقاق حق اور ابطال باطل کا جذبہ مولانا مولوی محمود جان رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے والد گرامی سے ملا تھا۔ حصول علم کے لیے آپ نے دور دراز کا سفر کیا جامعہ امینیہ دہلی سے تکمیل کی۔ فراغت کے بعد اپنے آپ کو تبلیغ و تدریس کے لیے وقف کر دیا۔ کاٹھیاواڑ کے علاقے جام جودھپور پہنچے اور وہیں کے ہو رہے، ۸۰ برس جام جودھپور کی جامع مسجد میں امامت و خطابت و تبلیغ و تدریس فرمائی۔ ایک دفعہ جام جودھپور میں رسالہ ''تحفۂ حنفیہ'' (پٹنہ، بہار) نظر آیا، اس میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مضامین پڑھے دل میں کشش پیدا ہوئی، بریلی شریف پہنچ گئے، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو دیکھتے ہی رہ گئے، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو نہ صرف بیعت فرمایا بلکہ چاروں سلاسل قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ کی اجازت و خلافت سے سرفراز کیا اور بہ وقت رخصت اپنا پہنا ہوا پورا لباس بھی عطا فرمایا۔ آپ بھی فنافی الشیخ ثابت ہوئے، اپنے پیر و مرشد کی سوانح پر سب سے پہلے قلم اٹھایا اور ''ذکر رضا'' کے نام سے ان کے احوال کو صفحۂ قرطاس پر لائے۔ حال ہی میں اس کتاب کو مرکزی مجلس رضا لاہور نے ''جہان رضا''، لاہور کے شمارہ فروری ۲۰۰۵ء میں دوبارہ شائع کر دیا ہے۔ اور جمعیت اشاعت اہل سنت کراچی نے ازسرنو الگ کتابی صورت میں طباعت کا اہتمام کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کے گنبد کا ڈیزائن بھی آپ ہی کا تجویز کیا ہوا ہے۔ مولانا محمود جان قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ عالم باعمل اور مستجاب الدعوات تھے۔ بدعات و منکرات اور مختلف فتنوں کے رد میں آپ کی کاوشیں قابل ستائش ہیں۔

آپ کی تصانیف میں ایک کتاب ''ایضاح سنت'' (۱۳۳۰ھ) کو شہرت عام حاصل ہوئی۔ یہ عظیم کتاب آٹھ سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے اور برصغیر کے پچاس سے زائد نامور علمائے کرام کی تصدیقات و تقریظات سے مزین ہے۔

جولائی ۱۹۱۲ء میں اصح المطابع پریس لکھنؤ سے طبع ہونے والی اس کتاب کے صفحہ ۱۲۳ پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایمان افروز تقریظ نمایاں طور پر اشاعت پذیر ہے۔ خطیب العصر علامہ ڈاکٹر کوکب نورانی اوکاڑوی مدظلہ کو ''ایضاح سنت'' کا عکس مولانا مولوی محمود جان رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے الحاج منصور رضا سے زمبابوے (افریقہ) کے دوسرے سفر میں ملا۔ ڈاکٹر کوکب نورانی اوکاڑوی مدظلہ نے نہ صرف موصوف کے مختصر حالات بلکہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ کے الفاظ بھی لکھ کر ''ذکر رضا'' کے آغاز میں شامل فرما دیئے جو ماہنامہ جہان رضا لاہور شمارہ فروری ۲۰۰۵ء کے شمارہ میں اشاعت پذیر ہوگئے۔ یہ تقریظ اور حالات ڈاکٹر کوکب نورانی اوکاڑوی مدظلہ کے شکریہ کے ساتھ شامل کیے جا رہے ہیں۔

تقریظ

اللّٰھم لک الحمد یہ مبارک رسالہ ہدایت قبالہ، تصنیف لطیف صاحب المکرم اخی فی اللہ، ذی الفضل والجاہ، حامی السنن، ماحی الفتن، مولانا مولوی محمود جان صاحب قادری برکاتی پشاوری حماہ اللہ و وقاہ و زاد فی مدارج الکمال مرتقاہ، فقیر کی نظر سے گذرا میں نے اسے باوصف جمال اجمال بہ قصد کافی کمال الکمال سے مزین پایا۔ حق سبحانہ نے اس زمانہ فتن و محن میں جو مصنف کو توفیق حمایت دین و نکایت مفسدین عطا فرمائی اس پر حمد الٰہی بجا لایا۔ الحمد للہ یہ فاضل مجیب سلمہ القریب پر اللہ و رسول کی منت ہے اور اس کا صلہ ان شاء اللہ الکریم ثم رسولہ الرؤف الرحیم قرب الٰہی و جنت ہے۔ عز و جل اللہ و علی حبیبہ صلی اللہ و علی الہ و من والاہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

24

بہارِ شریعت

تصنیف

صدرُ الشریعہ علامہ ابو العلا محمد امجد علی اعظمی قادری رضوی ؒ

(م ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء)

صدر الشریعہ علامہ حکیم ابو العلا محمد امجد علی اعظمی ؒ (م ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء) اعظم گڑھ یوپی کے ایک علمی خانوادے سے تعلق رکھتے تھے۔ ابتدائی کتب اور اپنے جدامجد اور چچازاد بھائی مولانا محمد صدیق صاحب سے پڑھیں۔ بعد ازاں مولانا ہدایت اللہ خاں رام پوری ؒ سے پڑھیں۔ امام المحدثین علامہ وصی احمد محدث سورتی ؒ سے پڑھنے کے بعد امام احمد رضا محدث بریلوی ؒ کی زیارت وملاقات سے ہم کنار ہوئے۔ فیض یاب ہوئے اور سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں صاحب اجازت ہوئے۔ دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں برسوں حدیث اور دوسرے فنون کی تعلیم دی۔ بارہ سال اجمیر مقدس میں صدر المدرسین کے عہدہ پر فائز رہے۔

''کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن'' آپ ہی کی مساعی جمیلہ سے پایہ تکمیل کو پہنچا۔ بارادہ سفر حج ممبئی میں آپ کا وصال ہوا۔ گھوسی (انڈیا) میں آپ کا مزار پرانوار ہے۔

بہار شریعت، فتاویٰ امجدیہ، حاشیہ طحاوی شریف، التحقیق الکامل فی حکم قنوت النوازل، قامع الواہیات من جامع الجزئیات، اتمام حجت تامہ اور اسلامی قاعدہ آپ کی مشہور ومعروف تصنیفات ہیں۔ یوں تو آپ کی تمام تصنیفات نہایت اہم اور قابل قدر ہیں لیکن اول الذکر کتاب ''بہار شریعت'' کو شہرت عام اور بقائے دوام حاصل ہے۔ یہ فقہ حنفی میں عظیم اور ضخیم کتاب ۱۷ حصوں پر مشتمل ہے۔ گویا یہ فقہ حنفی کا دائرہ معارف ہے۔ اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کا انداز نہایت سادہ اور عام فہم ہے، ہر معمولی اُردو جاننے والا بھی باآسانی سمجھ سکتا ہے۔ علامہ مفتی محمد امجد

علی اعظمی برکاتی ؒ نے بہار شریعت کے چند ابتدائی حصے اپنے پیرومرشد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی ؒ کو نہ صرف دکھائے بل کہ حرف بہ حرف سنائے۔ جگہ جگہ اصلاح فرمائی اور تقریظات سے نوازا۔ صدر الشریعہ کا لقب بھی آپ ہی کا عطیہ ہے۔

بہار شریعت کے چار ابتدائی حصوں پر اعلیٰ حضرت ؒ کی تقاریظ ہیں۔ یہ تمام تقاریظ فصاحت وبلاغت سے لبریز نظر آتی ہیں۔ ان تمام تقاریظ میں صدر الشریعہ کے نام کے ساتھ آپ نے ''اعظمی بالمذہب والمشرب والسکنیٰ'' تحریر فرما کر جامعیت اور فصاحت وبلاغت کی انتہا فرمادی ہے۔ خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی ؒ فرماتے ہیں:

> ''تفسیر یہ ہے کہ حضرت صدر الشریعہ امام اعظم ابوحنیفہ ؓ کے مذہب پر ہیں اور غوث اعظم حضرت سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی ؓ کے مشرب میں داخل ہیں اور اعظم گڑھ میں سکونت رکھتے ہیں۔ سبحان اللہ۔''

(ماہنامہ ''پاسبان'' الٰہ آباد امام احمد رضا نمبر ص ۱۵۴)

لیجیے بہار شریعت پر لکھی گئی اعلیٰ حضرت ؒ کی تقاریظ ملاحظہ فرمایئے!

حصہ اول

تصدیق جلیل وتقریظ بے مثیل

امام اہل سنت ناصر دین وملت محی الشریعہ کاسر الفتنہ قامع البدعہ مجدد المائۃ الحاضرہ صاحب الحجۃ القاہرہ سیدی وسندی وکنزی وذخری لیومی وغدی اعلیٰ حضرت مولانا

مولوی حاجی قاری مفتی احمد رضا خان صاحب قادری برکاتی

نفع اللّٰہ الاسلام و المسلمین بفیوضھم و برکاتھم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔

الحمد للّٰہ و کفی و سلام علی عبادہ الّذین اصطفی لا سیما علی الشارع المصطفی و مفتفیہ فی المشارع اولی الطھارۃ و الصّفا۔

فقیر غفرلہ المولی القدیر نے مسائل طہارت میں یہ مبارک رسالہ بہار شریعت تصنیف لطیف

اخی فی اللہ ذی المجد والجاہ والطبع السلیم والفکر القویم والفضل والعلی مولانا ابو العلا مولوی حکیم محمد امجد علی قادری برکاتی اعظمی بالمذہب والمشرب والسکنی رزقہ اللہ تعالی فی الدارین الحسنی مطالعہ کیا، الحمد للہ مسائل صحیحہ رجیحہ محققہ منقحہ پر مشتمل پایا آج کل ایسی کتاب کی ضرورت تھی کہ عوام بھائی سلیس اردو میں صحیح مسئلے پائیں اور گمراہی اور مصنوع وملمع زیوروں کی طرف آنکھ نہ اٹھائیں مولی عزوجل مصنف کی عمر وعمل وفیض میں برکت دے اور عقائد سے ضروری فروع تک ہر باب میں اس کتاب کے اور حصص کافی وشافی ووافی وصافی تالیف کرنے کی توفیق بخشے اور انھیں اہل سنت میں شائع ومعمول اور دنیا وآخرت میں نافع ومقبول فرمائے۔ آمین!

و الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ تعالی علی سیدنا و مولینا محمد و الہ و صحبہ و ابنہ و حزبہ اجمعین۔ امین۔

۱۲ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۵ ہجریہ علی صاحبہا وآلہ الکرام افضل الصلوۃ والتحیۃ۔ آمین!

حصہ دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

آب قلیان کی طہارت وطہوریت اور اس بارے میں کہ بہ حال ضرورت جب اور پانی نہ مل سکے اس سے تکمیل لازم اور اس کے ہوتے تیمم باطل اور بلا ضرورت بہ حال بدبو طہارت میں اس کا استعمال ممنوع اور جب تک بو نہ زائل ہو نماز مکروہ اور مسجد میں جانا حرام۔ مولانا مولوی امجد علی صاحب قادری اعظمی سلمہ کی تحریر صحیح اور اس کا خلاف جہل میں صریح یا عناد قبیح جس سے اجتناب ہر مسلمان پر فرض قطعی۔ واللہ تعالی اعلم۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

حصہ سوم

تقریظ

امام اہل سنت مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ

اعلی حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی لا سیما علی الشارع المصطفی و مقتفیہ فی المشارع اولی الطھرۃ و الصفا۔

فقیر غفرلہ المولی القدیر نے مسائل طہارت میں یہ مبارک رسالہ بہار شریعت حصہ سوم تصنیف لطیف اخی فی اللہ ذی المجد والجاہ والطبع السلیم والفکر القویم والفضل والعلی مولانا ابو العلا مولوی حکیم محمد امجد علی قادری برکاتی اعظمی بالمذہب والمشرب والسکنی رزقہ اللہ تعالی فی الدارین الحسنی مطالعہ کیا الحمد للہ مسائل صحیحہ رجیحہ محققہ منقحہ پر مشتمل پایا آج کل ایسی کتاب کی ضرورت تھی کہ عوام بھائی سلیس اردو میں صحیح مسئلے پائیں اور گمراہی اور اغلاط کے مصنوع وملمع زیوروں کی طرف آنکھ نہ اٹھائیں مولی عزوجل مصنف کی عمر وعمل وفیض میں برکت دے اور ہر باب میں اس کتاب کے اور حصص کافی وشافی ووافی وصافی تالیف کرنے کی توفیق بخشے اور انھیں اہل سنت میں شائع ومعمول اور دنیا وآخرت میں نافع ومقبول فرمائے۔ آمین۔ و الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ تعالی علی سیدنا و مولینا محمد و الہ و صحبہ و ابنہ و حزبہ اجمعین۔ امین۔

۱۴ شعبان المعظم ۱۳۳۷ ہجریہ علی صاحبہا وآلہ الکرام افضل الصلوۃ والتحیۃ۔ آمین!

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ بمحمدن المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

حصہ چہارم

تصدیق جلیل و تقریظ بے مثیل

امام اہل سنت ناصر دین وملت محی الشریعہ کاسر الفتنہ قامع البدعہ مجدد المائۃ الحاضرہ صاحب الحجۃ القاہرہ سیدی وسندی وکنزی وذخری لیومی وغدی اعلیٰ حضرت

مولانا مولوی حاجی قاری مفتی احمد رضا خان صاحب قادری برکاتی

نفع اللّٰہ الاسلام و المسلمین باسرارہ القدسیۃ و کمالاتہ المعنویۃ و الصوریۃ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ و کفی و سلام علی عبادہ الّذین اصطفٰی لا سیما علی الشارع المصطفٰی و مقتفیہ فی المشارع اولی الطھارۃ و الصّفا۔

فقیر غفرلہ المولی القدیر نے یہ مبارک رسالہ بہار شریعت حصہ چہارم تصنیف لطیف اخی فی اللہ ذی المجد والجاہ والطبع السلیم والفکر القویم والفضل والعلی ومولانا ابو العلا مولوی حکیم محمد امجد علی قادری برکاتی اعظمی بالمذہب والمشرب والسکنٰی رزقہ اللہ تعالٰی فی الدارین الحسنٰی مطالعہ کیا الحمد للہ مسائل صحیحہ رجیحہ محققہ منقحہ پر مشتمل پایا آج کل ایسی کتاب کی ضرورت تھی کہ عوام بھائی سلیس اردو میں صحیح مسئلے پائیں اور گمراہی واغلاط کے مصنوع وملمع زیوروں کی طرف آنکھ نہ اٹھائیں مولیٰ عزوجل مصنف کی عمر وعمل وفیض میں برکت دے اور ہر باب میں اس کتاب کے اور حصص کافی و شافی ووافی وصافی تالیف کرنے کی توفیق بخشے اور انھیں اہلسنت میں شائع ومعمول اور دنیا و آخرت میں نافع ومقبول فرمائے۔ آمین۔

و الحمد للّٰہ رب العالمین و صلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ سیدنا و مولینا محمدٍ و الہٖ وصحبہٖ وابنہٖ وحزبہٖ اجمعین امین۔

۱۲ ذی الحجۃ الحرام سنہ ۱۳۳۷ھ ہجریہ علیٰ صاحبھا والہٖ الکرام افضل الصلوٰۃ و التحیۃ۔ آمین۔

25

تحقیق المرام فی وجوب تعیین تقلید الامام

تصنیف

مولانا ابوالذکا سراج الدین محمد سلامت اللہ رام پوری رحمۃ اللہ علیہ

(م۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء)

مولانا شاہ ابوالذکا سراج الدین محمد سلامت اللہ رام پوری نقش بندی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۳۸ھ/ ۱۹۲۰ء) نامور عالم دین وحافظ قرآن تھے۔ مولانا شاہ ارشاد حسین فاروقی مجددی رام پوری رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء) سے تکمیل علوم کی، ان کے مرید ہوئے اور اجازت وخلافت سے نوازے گئے، زندگی تدریس میں گزاری، نہایت قانع، متوکل اور درویش تھے۔ ہمیشہ بے تکیہ اور بستر کے سوتے، غربا سے خاص تعلق رکھتے اور امرا سے دور ونفور رہتے۔

اعلام الاذکیاء، اردو تفسیر قرآن مجید اور تحقیق المرام آپ کی تالیفات ہیں۔ غیر مقلدین کے رد میں آپ کی کتاب ''تحقیق المرام فی وجوب تعیین تقلید الامام'' بھی مشہور ہے۔ یہ کتاب ماہ نامہ ''مخزن تحقیق'' (۱۳۱۵ھ) ملقب بہ ''تحفہ حنفیہ''، پٹنہ میں قسط وار شائع ہوئی۔ اس کی پہلی قسط ماہ نامہ ''تحفہ حنفیہ'' جلد ۷ شمارہ ۱ محرم الحرام ۱۳۲۱ھ/۱۹۰۳ء میں شائع ہوئی۔

مولانا سلامت اللہ رام پوری رحمۃ اللہ علیہ کی اس کتاب پر امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شان دار تقریظ رقم فرمائی ہے۔ ماہ نامہ تحفہ حنفیہ پٹنہ شمارہ شوال ۱۳۲۱ھ صفحہ ۱۹، ۲۰ پر یہ تقریظ لطیف شائع ہوئی تھی۔ اردو نثر نگاری میں یہ تقریظ ایک منفرد حیثیت کی حامل ہے۔

تقریظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اللھم لک الحمد فی الواقع امور مذکورہ سوال جائز و مطلوب و مستحب و مندوب ہیں اور منکرین کے اقوال منکرہ باطل و مکذوب، ان تمام امور کی تحقیق انیق و منیر رسائل و فتاوی فقیر غفرلہ المولی القدیر میں مکتوب و مسطر اور ان کی تجویز و تحسین میں کلام علمائے کرام عرب و عجم معروف و شہیر و منجلی و منیر اور خود یہ جواب عجاب مولانا فاضل مجیب کامل لبیب جزاہ القریب خیرا و یثیب و سلمہ بسلامۃ اللہ و نور سراج الدین بسناہ و ذکاہ کہ فقیر نے مواضع متفرقہ سے اجمالاً مطالعہ کیا، حصول اصول، فصول و وصول، نصول بہ اعناق فضول کو وافی و کافی ہے اور اس کا خلاصہ مرام و فذلکۂ کلام بہ شرط انصاف و تجنب اعتساف مرض جہل کا نافی و شافی۔ و اللہ الهادی و ولی الایادی و اللہ سبحانہ اعلم و علمہ تعالی اتم و احکم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمدن المصطفی النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم

مہر ۱۳۰۱ھ

26

تذکرۃ النعمان

تصنیف

مولانا قاضی سید شاہ محمد عبد القدوس قادری حنفی رحمۃ اللہ علیہ

سراج الائمہ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تذکار پر مشتمل ایک کتاب "تذکرۃ النعمان" ۱۳۱۲ھ میں شائع ہوئی۔ اس کا مصنف کون اور کس پایہ کا تھا، اس کا جواب کتاب کے سرورق پر ہی موجود ہے۔ فاضل مصنف کا نام ان الفاظ میں درج ہے:

"افضل المحققین اکمل المدققین خلاصہ خاندان مصطفوی نقاوۂ دودمان مرتضوی فقیہ باکمال ادیب بے مثال تاج الشاکخین سراج السالکین محدث یکتا مفسر بے ہمتا فخر الاسلاف ظل الاخلاف اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا مولوی قاضی حاجی سید شاہ محمد عبد القدوس صاحب قادری الحنفی بنگلوری مدظلہ العالی المتخلص بہ قدسی۔"

تذکرۃ النعمان، ۱۳۱۲ھ کے صفحہ ۲۸۶ پر اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ جلیل نمایاں طور پر موجود ہے۔ اس تقریظ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ کتاب کے مصنف مولانا قاضی سید شاہ محمد عبد القدوس صاحب قادری حنفی بنگلوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے عہد کے فاضل جلیل اور عالم نبیل تھے۔

تقریظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم لک الحمد سرمدا و صل و سلم علی رسولہ و الہ و اصحبہ ابدا ابدا

امابعد... یہ زمانہ ناہنجار و آوان بد کردار میں ہر سو لامذہبی کا شور ہے۔ خصوصاً امام الائمہ سراج الامہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کوفی ؓ کے شان مبارک میں معاذ اللہ ایسی گستاخیاں اس فرقہ وہابیہ ضالہ سے ظہور میں آتی ہیں۔ جس سے رونگٹے بدن کے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا ایسی کتاب کی ضرورت تھی کہ جس میں امام عالی مقام کے کل مناقب جلیلہ و کوائف منیفہ و حالات، سبب اجتہاد و غیرہ مرقوم ہو الحمد للہ والمنہ یہ کتاب مستطاب الموسوم بہ تذکرۃ النعمان جس کو فاضل جلیل عالم نبیل جامع معقول حاوی منقول ہادی شریعت ماہر طریقت حضرت مولانا مولوی قاضی حاجی سید شاہ محمد عبدالقدوس صاحب قادری حنفی بنگلوری مقبول بارگاہ نوری نے کمال محنت سے بہت عمدہ لکھا ہے جو اہل سنت و جماعت کے لیے نہایت مفید ہے۔ اللہ تعالیٰ بہ طفیل رسول اکرم و اصحاب اعظم و غوث اُکرم اس رسالہ مبارکہ کو مقبول کرے۔ آمین۔

کتبہ العبد المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمدن المصطفی النبی الامی ﷺ

مہر ۱۳۰۱ھ

27

تقبیل یا دست بوسی و قدم بوسی

تصنیف

مولانا مولوی محمد عماد الدین سنبھلی ؒ

حضرت مولانا مولوی محمد عماد الدین سنبھلی ؒ کے حالات تو نہ مل سکے لیکن علمائے کرام آپ کو "محدث سنبھلی" کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے عہد میں علمائے سنبھل میں ممتاز و نمایاں تھے۔

برصغیر میں جب کچھ علمانے نجدی تعلیمات سے متاثر ہو کر والدین، اساتذہ اور دیگر اہل علم و فضل کے ہاتھ پاؤں چومنا بھی شریعت مطہرہ میں ممنوع اور گناہ قرار دیا تو آپ نے مخدوم زادہ مولوی محمد صبغت اللہ عثمانی الجیلانی پانی پتی چشتی صابری ؒ کی فرمائش پر ایک رسالہ "تقبیل" یا "دست بوسی و قدم بوسی" قلم بند فرمایا جسے ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء میں الحاج خواجہ صادق علی شاہ میرٹھی ؒ ساکن خانے وال نے سید الیکٹرک پریس ملتان سے چھپوا کر شائع کیا تھا۔

یہ رسالہ مختصر مگر مفید تر ہے۔ اس میں آپ نے ثابت کیا کہ اساتذہ اور والدین کے ہاتھ پاؤں کے بوسہ لینے اور چومنے کا ماخذ احادیث صحیحہ میں موجود ہے اور اس پر محدثین اور صالحین کا ہمیشہ عمل رہا ہے۔ مشاہیر علمائے کرام نے اپنی تقاریظ اور دستخط و مہر سے اس رسالہ کو مزین فرما کر اس کی افادیت میں مزید اضافہ کیا اور اسے ہمیشہ کے لیے مستند بنا دیا ہے۔ اس کے مصدقین اور مقرظین میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی ؒ کا نام نمایاں طور پر شامل ہے۔ آپ کی تقریظ رسالہ کے صفحہ ۱۲، ۱۳ پر موجود ہے۔

تقریظ

مولانا مولوی محمد عماد الدین صاحب سلمہم کا جواب بہت صحیح ہے بلاشبہ والدین کے ہاتھ پاؤں چومنا جائز ہے اور علماء و صلحا، ورثہ سید الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والثنا کی دست بوسی وقدم بوسی سنت مستحبہ ہے۔ کما فصلناہ فی فتاوانا بما لا مزید علیہ و اکثرنا من الاحادیث الناصبۃ بہ و الداعیۃ الیہ و فی ما ذکر المجیب کفایۃ واللہ ولی الھدایۃ اور اس میں انکار کی شق وہی نکالتے ہیں جو تعظیم محبوبان ومقبولان خدا سے منکر ہیں۔ قدم بوسی کو سجدہ سے کیا تعلق قدم بوسی لب بر پا نہادن ہے اور سجدہ پیشانی بر زمین نہادن، مسلمانوں پر بدگمانی حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

یا ایھا الذین آمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم۔

اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو بے شک بعض گمان گناہ ہے۔

و قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ایا کم و الظن فان الظن اکذب الحدیث۔

بدگمانی سے بچو کہ بدگمانی سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے۔

و قال سیدی زروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

الظن الخبیث انما ینشؤ من القلب الخبیث۔

گمان خبیث خبیث ہی دل میں پیدا ہوتا ہے۔

والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ہاں اگر کوئی سجدہ کرے تو اسے منع کرنا فرض ہے، یہ دوسری بات ہے قدم بوسی کو سجدہ سمجھ کر منع کرنا وہی گمان خبیث ہے اور براہ تواضع اگر دست بوسی کو بھی منع کرے تو اس سے منع نہیں اپنے آپ کو اس قابل نہ سمجھتا ہے۔ و انما الاعمال بالنیات و انما لکل امری مانوی۔ و اللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

28

تنبیہ الغفول عن علم غیب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

تصنیف

رئیس الفضلا راس العرفا مولانا محمد عبید اللہ مکی بدایونی قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ

(م ۱۳۱۵ھ)

رئیس الفضلا راس العرفا حضرت مولانا محمد عبید اللہ مکی بدایونی قادری چشتی (م ۱۳۱۵ھ) ابن حضرت مولانا شیخ عبدالکریم مکی رحمۃ اللہ علیہ نے کبار علمائے حرمین شریفین سے علوم اخذ کیے۔ تصوف کی کتابیں سیف اللہ المسلول حضرت شاہ فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء) سے پڑھیں۔

آپ اپنے عہد کے جلیل القدر عالم اور استاذ الاساتذہ تھے۔ علم نواز روسا کی دعوت پر جامع مسجد بمبئی کے مدرسہ میں درس وتدریس کے لیے تشریف لائے۔ صاحب زہد وتقویٰ و مہر فتویٰ تھے۔ پیر و مرشد کی محبت والفت میں والہ وشیدا تھے۔ خود کو بدایونی تحریر فرماتے۔ ہر سال حج کے لیے تشریف لے جاتے۔ مولانا سید شاہ غلام حسین جونا گڑھی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے مشہور خلیفہ تھے اور نامور ہزاروی فاضل جلیل علامہ مفتی محمد عمر الدین ہزاروی قادری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۹ھ/۱۹۳۱ء) آپ کے شاگرد رشید تھے۔

آپ نجدیوں، وہابیوں، دیوبندیوں کی سرکوبی میں سرگرم تھے۔ اس پر آپ کی ایک اہم تصنیف "تنبیہ الغفول عن علم غیب الرسول" شاہد وناطق ہے۔ اس کتاب کو سیٹھ حاجی محمد قاسم سورتی رحمۃ اللہ علیہ نے مطبع گلزار حسنی بمبئی سے ۱۳۱۹ھ میں طبع کرایا تھا۔ اس کے صفحہ ۵۰ تا ۵۲ پر اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دو عربی قطعات شامل ہیں جو آپ نے مصنف کے وصال پر استخراج فرمائے تھے۔ ان قطعات میں اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فاضل مصنف کی جامع الصفات شخصیت کا نقشہ کھینچا ہے۔

تواریخ وصال

حضرت اعلیٰ واقدس رئیس الفضلا راس العرفا

جناب مولانا مولوی محمد عبید اللہ صاحب قدس سرہ مدرس اعلیٰ جامع مسجد بمبئی

از تصنیف بلیغ فاضل ادیب کامل تاج النقباء والمحدثین

جناب مولانا مولوی محمد احمد رضا خان

حفظه الله الرحمٰن عن شرور الزمان

بسم الله الرحمٰن الرحيم

احمده واصلّى على السيّد الحليم (١٣١٥ھ)

تواريخ الحَيْن (١٣١٥ھ)

مؤارخة وفاة الحميد فى الكونين (١٣١٥ھ)

غزير الطيب والجاه (١٣١٥ھ)

مولانا الفاضل الحميد عبيد الله (١٣١٥ھ)

غفرله (١٣١٥ھ) و برّد بديم فضله منزله (١٣١٥ھ)

و كرّمه بجنة اضيافه نزله (١٣١٥ھ) و نوّر باعلى نوره مدخله (١٣١٥ھ)

عبيد الله قد سبقا	١٣١٥ھ	بشرق مجدُه الفلقا
جزاه قديرُه بلقا	١٣١٥ھ	كما رَتَجَ الهدى بَلَقَا
حَمَادٌ له بأيّدٍ يد	١٣١٥ھ	بها باب الهوى غَلَقا
عبيد الله فى عمره	١٣١٥ھ	به صبح الهدى شرقا
عبيد الله فى مصره	١٣١٥ھ	به حَنَكُ الهوىٰ شَرِقا
عبيد الله فى رى	١٣١٥ھ	بحسن تقى وزين نقى
عبيد الله عند الله	١٣١٥ھ	فى الفردوس فى الرفقا
تَقَاءً لَنَا وَ اَوْجب مَنْ	١٣١٥ھ	آثَارَ بِدُرِّه اُفُقا
و طيبه بريع رضا	١٣١٥ھ	كسامده الرضا عبقا

تاریخ اخر

الرحت سنة غراء ضرتها	ام فرحت بدعة ضراء عزّتها
ام قامت الساعة الدهماء ام نفخت	قبل القيامة فى الناقور نفختها
ماذا اعترى بنبى ماذا ترى طرءٌ	تبدلت بالاسى و الحزن فرحتها
عهدى بها فى ديار الهند غانية	تُحلى و تجلى فتجلو العين جلوتها
نعم احدث و ماحُدث فقد فقدت	بعلايه كان جدويها و جودتها
لعاشر من جمادى خمسة جمدت	عين لفيض و عين فاض عبرتها
يوم الخميس خميس للدين قد خمسا	سيقت لساتى سياق الحين سائقها
يوم الكواكب و الارجاء قاتمة	كانما اُغشيت بالليل ضحوتها
ليت المنية اذ جاءت لركن هدى	استبدلت منه جمعا فيه ميتها
قد كان هينا علينا ان نفادى عا	لما بسبين او ما فيه اوتيها
لكنها امر حتمٍ لا مردّ له	و لا تعقب اذ حانت قضيتها
الانس و الجن و الاملاك كلهم	كانو فدا المصطفى لو ساغ فديتها
فالصبر مفزعنا و الله مرجعنا	و نعم عدلا العلى نعمت علاوتها
اما علمت عبيد الله ان ثلمتْ	وفلك الشرع لا تنسد ثلمتها
قد كنت فى المصر نصر الدين فانتشرت	بك الناشر ثمه ثم ندوتها
ناجدت نجدية يا نجد نجد هدى	فتجدها بك منجود و نجدتها
غدت بك السنة الزهراء ناعمة	حظ و فوز و فيض منك تحفتها
عادت بك الفتنة الصماء نائمة	غنظ و غيظ و فيظ منك حصتها
جزاك ربك فى الفردوس اجزيةً	تمنى و تمنى و لا تمنى جزالتها
و لن يضيق رسول الله جاهك به	فانت من جودك الدنيا و ضرتها
قال الرضا لك فى التاريخ مبتهلا	اتاك من ربك الحسنى و بهجتها
	١٣١٥ھ
بنيت نظمى على هاء الضمير كما	راى جماهيرهم و التاء حليتها
و فيه متسع كالياء تلزم فى	طالب و صاحب و مبنى القول لفظتها
هذا و ما للرضا فى الشعر شرع رضا	شرعى الشريعة شعريها و شرعتها

29

توضیح المرام فی اثبات المولد والقیام

تصنیف

مولانا مولوی ابونصر حکیم محمد یعقوب حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا مولوی ابونصر حکیم محمد یعقوب حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ کا شمار علماے رام پور میں ہوتا ہے خواجگان منزل پنجاب لاہور کے ایک استفتا در بارہ انعقاد مجلس مولد شریف اور قیام مروجہ کے جواب میں آپ کا ایک عالمانہ اور محققانہ فتویٰ بہ عنوان ''توضیح المرام فی اثبات المولد والقیام'' (۱۳۳۶ھ) بزم حنفیہ لاہور کی طرف سے کتابی صورت میں شائع ہوا۔ علماے کرام نے اسے اپنے مواہیر وشبت دست خط سے مزین فرما کر اس کی اہمیت وافادیت میں اضافہ فرمایا۔

اس کے صفحہ ۲۶ تا ۲۸ پر اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عالمانہ اور صوفیانہ تقریظ موجود ہے، جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس تقریظ جلیل کی سطر سطر سے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوتے پھوٹتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

اس تقریظ کو مولانا حافظ محمد عبدالستار سعیدی صاحب ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور نے فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۲۹ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور کے صفحہ ۲۴۸ تا ۲۵۲ پر بھی تخریج وترجمہ کے ساتھ شامل فرمایا ہے۔ انھوں نے کتاب کا نام ''شمس السالکین دربارہ مجلس مبارک وقیام'' لکھا ہے۔ حالاں کہ فقیر کے پیش نظر کتاب کی عکسی نقل ہے اور کتاب کا نام ''توضیح المرام فی اثبات المولد والقیام'' ہی درست ہے۔

تصدیق

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد مائۂ حاضرہ

مولانا المکرم ذوالمجد والکرم عالی جناب مولانا حاجی مفتی

محمد احمد رضا خان صاحب

محقق اہل سنت وجماعت بریلوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی لا سیما الحبیب المصطفی و الہ و صحبہ اولی الصدق و الصفا۔

فقیر غفرلہ المولی القدیر نے مولانا مولوی ابونصر حکیم محمد یعقوب علی صاحب حنفی قادری رام پوری کا یہ مختصر وکافی فتویٰ مسمّی بہ ''توضیح المرام فی اثبات المولد والقیام'' مطالعہ کیا، مولیٰ عزوجل مولانا کی سعی جمیل قبول فرمائے اور اس فتویٰ کو حقیقۃً سالکین راہ ہدیٰ کے لیے آفتاب نورانی بنائے۔ مجلس مبارک وقیام اہل محبت کے نزدیک تو اصلاً محتاج دلیل نہیں۔ اس بحث میں جو انصاف پر آئیں قرآن عظیم قول فیصل وحاکم عدل ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

قل بفضل اللہ و برحمتہ فبذلك فليفرحوا۔

اور فرماتا ہے:

و ذكرهم بايام اللہ۔

اور فرماتا ہے:

و اما بنعمة ربك فحدث۔

اور فرماتا ہے:

انا ارسلنك شاهدا و مبشرا و نذيرا لتؤمنوا باللہ و رسوله و تعزروه و توقروه۔

اور فرماتا ہے:

فالذین امنوا بہ و عزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ہم المفلحون۔

اور فرماتا ہے:

لئن اقمتم الصلوٰۃ و اٰتیتم الزکوٰۃ وامنتم برسلی و عزرتموہم و اقرضتم اللہ قرضا حسنا لا کفرن عنکم سیاٰتکم و لادخلنکم جنّٰت تجری من تحتہا الانہٰر فمن کفر بعد ذلک منکم فقد ضل سواء السبیل۔

پہلی تین آیتوں میں حکم فرماتا ہے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر شادیاں مناؤ، لوگوں کو اللہ کے دن یاد دلاؤ، اللہ کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ اللہ کا کون سا فضل ورحمت، کون سی نعمت اس حبیب کریم علیہ وعلیٰ آلہٖ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی ولادت سے زائد ہے کہ تمام نعمتیں تمام رحمتیں تمام برکتیں اسی کے صدقے میں عطا ہوئیں۔ اللہ کا کون سا دن اس نبی اکرم ﷺ کے ظہور پر نور کے دن سے بڑا ہے۔ تو بلاشبہ قرآن کریم ہمیں حکم دیتا ہے کہ ولادت اقدس پر خوشی کرو۔ مسلمانوں کے سامنے اسی کا چرچا خوب زور وشور سے کرو، اسی کا نام مجلس میلاد ہے۔

بعد کی تین آیتوں میں اپنے رسولوں خصوصاً سید الرسل ﷺ کی تعظیم کا حکم مطلق فرماتا ہے، اور قاعدہ شرعیہ ہے کہ المطلق یجری علیٰ اطلاقہ۔

جو بات اللہ عزوجل نے مطلق ارشاد فرمائی وہ مطلق حکم عطا کرے گی جو جو کچھ اس مطلق کے تحت میں داخل ہے سب کو وہ حکم شامل ہے بلا تخصیص شرع جو اپنی طرف سے کتاب اللہ کے مطلق کو مقید کرے گا وہ کتاب اللہ کو منسوخ کرتا ہے، جب ہمیں تعظیم حضور اقدس ﷺ کا حکم مطلق فرمایا تو جمیع طرق تعظیم کی اجازت ہوئی جب تک کسی خاص طریقے سے شریعت منع نہ فرمائے۔ یوں ہی رحمت پر فرحت، ایام الٰہی کا تذکرہ، نعمت ربانی کا چرچا یہ بھی مطلق ہیں جس طریقے سے کیے جائیں سب امتثال امر الٰہی ہیں جب تک شرع مطہر کسی خاص طریقہ پر انکار نہ فرمائے۔ تو روشن ہوا کہ مجلس وقیام پر خاص دلیل نام لے کر چاہنا یا بعینہٖ ان کا قرون ثلاثہ میں وجود

تلاش کرنا نری اوندھی مت ہی نہیں بل کہ قرآن مجید کو اپنی رائے سے منسوخ کرنا ہے۔ اللہ عزوجل تو مطلق حکم فرمائے اور منکرین کہیں کہ وہ مطلق کہا کرے ہم تو خاص وہ صورت جائز مانیں گے جسے خاص نام لے کر جائز کیا ہو یا جس کا بہیئت کذائی قرون ثلاثہ میں وجود ہوا ہو، انا للہ و انا الیہ راجعون۔

عقل و دین رکھتے تو جو طریقہ اظہار فرحت و تذکرہ نعمت و تعظیم سرکار رسالت دیکھتے اس میں یہ تلاش کرتے کہ کہیں خاص اس صورت کو اللہ تعالیٰ نے منع تو نہیں فرمایا، اگر اس کی خاص ممانعت نہ پاتے یقین جانتے کہ یہ انہی احکام الٰہی کی بجا آوری ہے جو ان آیات کریمہ میں گزرے، مگر آدمی دل سے مجبور ہے محبوب کا چرچا محب کا چین اور اس کی تعظیم آنکھوں کی ٹھنڈک، جس دل میں غیظ بھرا ہے وہ آپ ہی ذکر سے بھی جلے گا تعظیم سے بھی بگڑے گا، دوست دشمن کی یہ بڑی پہچان ہے کہ آخر نہ دیکھا کہ دل کی دبی نے بھڑک کر کہاں تک پھونکا، جانتے ہو اب یہ منکران مجلس کون ہیں، ہاں ہاں وہی ہیں جو اول تو اتنا کہتے تھے کہ وہ بڑے بھائی ہم چھوٹے بھائی، ان کی سروری ایسی ہی ہے جیسے گاؤں کا پدھان یا قوم کا چودھری، ان کی تعظیم ایسی ہی کرو جیسی آپس میں ایک دوسرے کی کرتے ہو بل کہ اس سے بھی کم۔ ہاتوں مثالوں میں چوڑھے چمار سے تشبیہ بھی دے بھاگتے تھے کہ یہ سب اور ان سے بہت زائد ان کی دھرم پوتی تقویۃ الایمان میں مصرح ہیں اور اب تو اور بھی کھیل کھیلے کہ ان کے علم سے شیطان کا علم زیادہ ہے۔ جیسا علم غیب ان کو ہے ایسا تو ہر پاگل ہر چوپائے کو ہوتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ کلمات لغویہ۔

مسلمانو! یہ ہیں جو آج تمہارے سامنے مجلس مبارک وقیام سے منکر ہیں اب تو سمجھے، کہ علت انکار کیا ہے واللہ واللہ بغض محمد رسول اللہ ﷺ دیکھو خبردار! ہوشیار! یہ ہیں وہ جن کی خبر حدیث میں دی تھی کہ ذیاب فی ثیاب بھیڑیے ہونگے کپڑے پہنے، یعنی ظاہر میں انسانی لباس اور باطن میں گرگ خناس۔ اے مصطفیٰ ﷺ کی بھولی بھیڑو! اپنے دشمن کو پہچانو! انہیں نہیں تمہارے دشمن نہیں تمہارے پیارے مالک ﷺ کے دشمن جنھوں نے وہ ناشائستہ گالیاں محمد رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں لکھیں، چھاپیں اور آج تک اُن پر مصر ہیں۔ ان کی عداوت شدیدہ تو ان کی باتوں سے ظاہر ہو گئی اور وہ جو ان کے دلوں میں چھپی ہے بہت زائد ہے۔ قد بدت البغضاء من

افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر۔

جو بہ ظاہر ان ناشائستہ گالیوں کے خود مرتکب نہیں ان سے پوچھ دیکھیے کہ جنھوں نے مصطفی ﷺ کو یوں منہ بھر گالیاں دیں وہ مسلمان رہے یا کافر ہو گئے، دیکھو ہرگز ہرگز انھیں کافر نہ کہیں گے بل کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے مقابل ان کی حمایت کو تیار ہو جائیں گے، تاویلیں گھڑیں گے، بات بنائیں گے حالاں کہ علمائے کرام حرمین شریفین بالاتفاق ان تمام دشنامیوں کو ایک ایک کا نام لے کر فرما چکے کہ

من شک فی عذابه و کفره فقد کفر۔

جو ان کے عذاب اور کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

مسلمانو! جب نوبت یہاں تک پہنچ گئی پھر ان سے مجلس یا قیام یا کسی مسئلہ اسلام میں بحث کا کیا موقع رہا، کافروں مرتدوں کو اسلامی مسائل میں دخل دینے کا کیا حق۔ مگر یہ ساری دقت اس کی ہے کہ بھائیو! تم نے محمد رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں کو ابھی تک نہیں پہچانا، ان کے پاس بیٹھتے ہو، اُن کی باتیں سنتے ہو، ان کی تحریریں دیکھتے ہو، دیکھو یہ تمہارے حق میں زہر ہے، دیکھو تمہارے پیارے مولیٰ ﷺ جو اللہ تم سے بڑھ کر تم پر مہربان ہیں، تمھیں ارشاد فرما رہے ہیں:

فایاکم و ایاھم لا یضلونکم و لا یفتنونکم۔

اُن سے دور بھاگو اور انھیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمھیں گمراہ نہ کر دیں، وہ تمھیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

بھائیو! مصطفی ﷺ کے دامن سے لپٹا رہنا اچھا ہے یا معاذ اللہ ان کے دشمن کے پھندے میں پڑنا، اللہ تعالیٰ اُن کا دامن نہ چھڑائے دنیا میں نہ آخرت میں۔ آمین!

و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولینا محمد و اٰله و صحبه اجمعین، امین!

30

جواہر البیان فی اسرار الارکان

تصنیف

امام المتکلمین مولانا محمد نقی علی خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

(م ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء)

امام المتکلمین حضرت مولانا محمد نقی علی خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) کی زندگی تدریس و تصنیف میں گزری۔ فتنہ امکان نظیر آں حضرت ﷺ کے سد باب میں آپ کی کاوشیں ناقابل فراموش ہیں۔ سخاوت، شجاعت، علو ہمت، مروت اور صدقات و خیرات میں بے مثال تھے۔

حضرت مخدوم سید شاہ آل رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۹۷ھ/۱۸۷۹ء) کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہوئے اور تمام سلاسل میں اجازت و خلافت حاصل کی۔ آپ کے نام ور فرزند ارجمند اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی نشست میں حضرت شاہ آل رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔

مولانا محمد نقی علی خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے علوم دینیہ میں متعدد تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔ ان کی تعداد ۳۰ کے قریب ہے۔ یوں تو آپ کی تمام تصانیف نہایت اہم ہیں لیکن ان میں سے الکلام الاوضح فی تفسیر سورۃ الم نشرح، سرور القلوب فی ذکر المحبوب، احسن الوعا لآداب الدعا اور جواہر البیان فی اسرار الارکان کو بہت زیادہ شہرت ملی۔

آخر الذکر کتاب "جواہر البیان فی اسرار الارکان" ارکان اربعہ کے مسائل اور آداب و حکمتوں پر مشتمل ہے۔ اس میں نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ کا مفصل بیان اور آداب دعا و اسم اعظم و اوقات اجابت سفر و اعمال وغیرہ کا روشن بیان ہے۔ زیارت سراپا طہارت مدینہ طیبہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ کا باب تو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

راقم کے زیرِ نظر جو ایڈیشن ہے اسے ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء میں مکتبہ مہریہ رضویہ ڈسکہ نے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اس ایڈیشن کی ابتدا میں صفحہ ۶ تا ۱۲ پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ ہے۔ اس تقریظ میں آپ نے اپنے والد گرامی کے مختصر حالات واقعات اور ان کی تصنیفات کی تفصیل دی ہے۔ اور آخر میں ان کی ولادت اور وفات کے مادہ ہائے تواریخ استخراج فرمائے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مختصر حالات حضرت مصنف علام قدس سرہ الملک المنعام

وہ جناب، فضائل مآب، تاج العلما، راس الفضلا، حامی سنت، ماحی بدعت، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ و فی اعلی غرف الجنان بواہ سلخ جمادی الآخرہ یا غرۂ رجب بارہ سو چھیالیس ہجریہ قدسیہ کو رونق افزائے دار دنیا ہوئے۔ اپنے والد ماجد حضرت مولائے اعظم، حبر معظم، فضائل پناہ، عارف باللہ، صاحب کمالات باہرہ و کرامات ظاہرہ حضرت مولانا مولوی محمد رضا علی خاں صاحب روح اللہ روحہ و نور ضریحہ سے اکتساب علوم فرمایا بحمد اللہ منصب شریف علم کا پایۂ ذروۂ علیا کو پہنچایا ع

راست می گویم و یزداں نہ پسندد جز راست

کہ جو وقت انظار و حدت افکار و فہم صائب و رائے ثاقب حضرت حق جل و علا نے انھیں عطا فرمائی ان دیار و امصار میں اس کی نظیر نظر نہ آئی، فراست صادقہ کی یہ حالت تھی کہ جس معاملہ میں جو کچھ فرمایا وہی ظہور میں آیا۔ عقل معاش و معاد دونوں کا بروجہ کمال اجتماع بہت کم سنا یہاں آنکھوں دیکھا، علاوہ بریں سخاوت و شجاعت و علو ہمت و کرم و مروت و صدقات خفیہ و مبرات جلیہ و بلندی اقبال و دبدبہ و جلال و موالات فقرا اور امر دینی میں عدم مبالات باغنیا حکام سے عزلت، رزق موروث پر قناعت وغیر ذلک فضائل جلیلہ و خصائل جمیلہ کا حال وہی کچھ جانتا ہے جس نے اس جناب کی برکت صحبت سے شرف پایا ہے۔ ع   ایں نہ بحریست کہ در کوزۂ تحریر آید

مگر سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ اس ذات گرامی صفات کو خالق عز و جل نے حضرت سلطان رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ کی غلامی و خدمت اور حضور اقدس کے اعدا پر غلظت و شدت کے لیے بنایا تھا۔ بحمد اللہ ان کے بازوئے ہمت و طنطنۂ صولت نے اس شہر کو فتنۂ مخالفین سے یکسر پاک کر دیا، کوئی اتنا نہ رہا کہ سر اٹھائے یا آنکھ ملائے یہاں تک کہ ۲۶ شعبان ۱۲۹۳ھ کو مناظرۂ دینی کا عام اعلان کیا جس کا نام تاریخی "اصلاح ذات بین" (۱۲۹۳ھ) طبع کرایا اور سوا مہر سکوت یا عار فرار و غوغائے جہال و عجز و اضطرار کے کچھ جواب نہ پایا، فتنۂ شش مثل کا شعلہ کہ مدت سے سر بہ فلک کشیدہ تھا اور تمام اقطار ہند میں اہل علم اُس کے اطفا پر عرق ریز و گرویدہ اُس جناب کی ادنیٰ توجہ میں بحمد اللہ سارے ہندوستان سے ایسا فرو ہوا کہ جب سے کان ٹھنڈے ہیں اہل فتنہ کا بازار سرد ہے۔ خود اس کے نام سے جلتے ہیں۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خدمت روز ازل سے اس جناب کے لیے ودیعت تھی، جس کی قدرے تفصیل رسالہ "تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال" میں مطبوع ہوئی۔

ع   و ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاءُ

تصانیف شریفہ اس جناب کی سب علوم دین میں ہیں، نافع مسلمین و دافع مفسدین والحمد للہ رب العالمین۔ ازاں جملہ "الکلام الاوضح فی تفسیر سورۃ الم نشرح" کہ مجلد کبیر ہے۔

علوم کثیرہ پر مشتمل "وسیلۃ النجاۃ" جس کا موضوع ذکر حالات سید کائنات ہے صلی اللہ علیہ وسلم، مجلد وسیط "سرور القلوب فی ذکر المحبوب" کہ مطبع نول کشور میں چھپی اور یہ کتاب مستطاب "جواہر البیان فی اسرار الارکان" جس کی خوبی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

ع   ذوق ایں مے نشناسی بخدا تانہ چشی

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے صرف اس کے ڈھائی صفحوں کی شرح میں ایک رسالہ مسمی بہ "زواہر الجنان من جواہر البیان" بہ نام تاریخی "سلطنۃ المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ" تالیف کیا۔

"اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد" جس میں وہ قواعد ایضاح و اثبات فرمائے جن کے بعد نہیں مگر سنت کو قوت اور بدعت نجدیہ کو موت حسرت۔

"ہدایۃ البریہ الی الشریعۃ الاحمدیہ" کہ دس فرقوں کا رد ہے۔ یہ کتابیں مطبع صبح صادق، سیتاپور میں منطبع ہوئیں۔

''اذاقۃ الاثام لمانعی عمل المولد والقیام'' کہ اپنی شان میں اپنا نظیر نہیں رکھتی اور ان شاء اللہ العزیز عن قریب شائع ہوں گی۔ (پہلی بار مطبع اہل سنت میں طبع ہوئی اور شائع ہو چکی، مدت سے ایک نسخہ بھی باقی نہ رہا، اب ان شاء اللہ دوبارہ طبع ہو کر شائع ہو گی)

''فضل العلم والعلما'' ایک مختصر رسالہ کہ بریلی میں طبع ہوا۔

''ازالۃ الاوہام'' ردنجدیہ، ''تزکیۃ الایقان رد تقویۃ الایمان'' کہ عشرہ کاملہ زمانہ حضرت مصنف قدس سرہ میں تبییض پا چکا۔

''الکواکب الزہرا فی فضائل العلم وآداب العلما'' جس کی تخریج احادیث میں فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے رسالہ ''النجوم الثواقب فی تخریج احادیث الکواکب'' لکھا۔ ''الروایۃ الرویۃ فی الاخلاق النبویۃ''، ''السعادۃ التقویۃ فی الخصائص النبویۃ''، ''لمعۃ النبراس فی آداب الاکل واللباس''، ''التمکن فی تحقیق مسائل التزین''، ''احسن الوعا لآداب الدعا''، ''خیر المخاطبہ فی المحاسبۃ والمراقبۃ''، ''ہدایۃ المشتاق الی سیر الانفس والآفاق''، ''ارشاد الاحباب الی آداب الاحتساب''، ''اجمل الفکر فی مباحث الذکر''، ''عین المشاہدہ لحسن المجاہدہ''، ''تشوق الاواہ الی طرق محبۃ اللہ''، ''نہایۃ السعادہ فی تحقیق الہمۃ والارادہ''، ''اقوی الذریعہ الی تحقیق الطریقۃ والشریعہ''، ''ترویح الارواح فی تفسیر سورۃ الانشراح''، ان پندرہ رسائل مابین وجیز ووسیط کے مسودات موجود ہیں جن کی تبییض کی فرصت حضرت مصنف قدس سرہ نے نہ پائی۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کا قصد ہے کہ انھیں صاف کر کے ایک مجلد میں طبع کرائے ان شاء اللہ سبحانہ وتعالیٰ۔

ع   کہ حلوا بہ تنہا نبایست خورد

ان کے سوا اور تصانیف شریفہ کے مسودے بستوں میں ملتے ہیں، مگر منتشر، جن کے اجزا اول آخر یا وسط سے گم ہیں ان کے بارہ میں حسرت ومجبوری ہے۔

غرض عمر اس جناب کی ترویج دین وہدایت مسلمین ونکات اعدا، حمایت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں گزری۔ جزاہ اللہ عن الاسلام والمسلمین خیر جزاء۔ آمین!

پنجم جمادی الاولیٰ ۱۲۹۴ھ کو مارہرہ مطہرہ میں دست حق پرست، حضرت، آقائے نعمت، دریائے رحمت، سید الواصلین، سند الکاملین، قطب اوانہ وامام زمانہ، حضور پر نور سیدنا ومرشدنا

مولانا وماوانا ذخرتی لیومی وغدی حضرت سیدنا سید شاہ آل رسول احمدی تاج دار مسند مارہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارضاہ وافاض علینا من برکاتہ نعماہ پر شرف بیعت حاصل فرمایا۔ حضور پیر ومرشد برحق نے مثال خلافت واجازت جمیع سلاسل وسند حدیث عطا فرمائی۔ یہ غلام ناکارہ بھی اُس جلسہ میں اس جناب کے طفیل ان برکات سے شرف یاب ہوا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

چھبیس شوال ۱۲۹۵ھ کو باوجود شدت علالت وقوت ضعف خود حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص طور پر بلانے سے کہ ''من رانی فی المنام فقد رانی'' (رواہ احمد والبخاری والترمذی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) عزم زیارت وحج مصمم فرمایا۔ یہ غلام اور چند اصحاب وخدام ہم راہ رکاب تھے ہر چند احباب نے عرض کی کہ علالت کی یہ حالت ہے آئندہ سال پر ملتوی فرمائیے! ارشاد کیا: مدینہ طیبہ کے قصد سے قدم دروازہ سے باہر رکھ لوں، پھر چاہے روح اسی وقت پرواز کر جائے، دیکھنے والے جانتے ہیں کہ تمام مشاہد میں تن درستوں سے کسی بات میں کمی نہ فرمائی۔ بل کہ وہ مرض ہی خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک آب خورہ میں دوا عطا فرمانے سے کہ ''من رانی فقد رای الحق (رواہ احمد والشیخان عن ابی قتادۃ رضی اللہ عنہ) جاتا رہا۔ وہاں حضرت اجل العلما اکمل الفضلا حضرت مولانا سید احمد زینی دحلان شیخ الحرم وغیرہ علمائے مکہ معظمہ سے مکرر سند حدیث حاصل فرمائی۔

ذی القعدہ وروز پنج شنبہ ۔۔۔ نماز ظہر ۱۲۹۷ ہجریہ قدسیہ کو اکاون برس پانچ مہینے کی عمر میں بہ عارضہ اسہال دعوی شہادت پا کر شب جمعہ اپنے حضرت والد ماجد قدس سرہ کے کنار میں جگہ پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

روز وصال نماز صبح پڑھ لی تھی اور ہنوز وقت ظہر باقی تھا کہ انتقال فرمایا، نزع میں سب حاضرین نے دیکھا کہ آنکھیں بند کیے متواتر سلام فرماتے تھے۔ جب چند انفاس باقی رہے ہاتھوں کو اعضائے وضو پر یوں پھیرا گویا وضو فرماتے ہیں۔ یہاں تک کہ استنشاق بھی فرمایا۔ سبحان اللہ! وہ اپنے طور پر حالت بے ہوشی میں نماز ظہر بھی ادا فرما گئے۔ جس وقت روح پر فتوح نے جدائی فرمائی فقیر سرہانے حاضر تھا۔ واللہ العظیم ایک نور ملیح علانیہ نظر آیا کہ سینہ سے اٹھ کر برق نا

بندہ کی طرح چہرہ پر چمکا اور جس طرح لمعان خورشید آئینہ میں جنبش کرتا ہے یہ حالت ہو کر غائب ہو گیا، اس کے ساتھ ہی روح بدن میں نہ تھی۔ پچھلا کلمہ کہ زبان فیض ترجمان سے نکلا لفظ اللہ تھا و بس۔ اور اخیر تحریر کہ دست مبارک سے ہوئی بسم اللہ الرحمن الرحیم تھی کہ انتقال سے دو روز پہلے ایک کاغذ پر لکھی تھی۔ بعدہٗ فقیر نے حضور پیرو مرشد برحق رضی اللہ عنہ کو رویا میں دیکھا کہ حضرت والد قدس سرہ الماجد کے مرقد پر تشریف لائے، غلام نے عرض کی: حضور یہاں کہاں؟ اَوْ لَفْظًا هٰذَا مَعْنَاهُ فرمایا: آج سے، یا فرمایا: اب سے ہم یہیں رہا کریں گے۔ رحمهما الله تعالى رحمة واسعة

ذهب الذين يعاش فى اكنافهم ... وبقيت فى ناس كجلد الاجرب

ليهن رعاع الناس و ليفرح الجهل ... فبعدك لا يرجو البقا من له عقل

اللّٰهم ارحمهما و ارض عنهما و اكرم نزلهما و افض علينا من بركاتهما۔ امين برحمتك يا ارحم الراحمين و صلى الله تعالى على سيدنا و مولينا محمد و اله و صحبه اجمعين۔ امين۔

فقیر غفرلہ نے چند سجع اس جناب کی تواریخ ولادت باسعادت و وصال خیر مآل میں علم غیب سے پائے جن میں التزام ہے کہ باوجود انتظام سلسلۂ عبارت ہر فقرہ ایک مستقل جملہ ہو جو کسی طرف تعلق عطف بھی نہ رکھتا ہو جس کے سبب جو پارہ چاہیے تنہا محل تاریخ میں سنایئے کہ تعداد مواد کا بچا محصل یہی ہے۔ اس کے ساتھ یہ اہتمام بھی رہا کہ تکمیل عدد کو لفظ حشو نہ بڑھا۔ بعض مادے یہاں صفحۂ قرطاس پر جلوہ فزا:

تواریخ ولادت

جاء ولى نقى الثياب على الشان (۱۲۴۶)

رضى الاحوال بهى المكان (۱۲۴۶)

هوا جل محققى الافاضل (۱۲۴۶)

شهاب المدققين الاماثل (۱۲۴۶)

قمر فى برج الشرف (۱۲۴۶)

برئ من الخسوف و الكلف (۱۲۴۶)

افضل سبّاق العلماء (۱۲۴۶)

اقدم حذّاق الكرما (۱۲۴۶)

تواریخ وفات

كان نهاية جمع العظما (۱۲۹۷)

خاتم اجلة الفقها (۱۲۹۷)

امين الله فى الارض ابدا (۱۲۹۷)

ان فقد فنلك كلمة بها يهتدى (۱۲۹۷)

ان موتة العالم موتة العالم (۱۲۹۷)

وفاة عالم الاسلام ثلمة فى جمع الانام (۱۲۹۷)

خلل فى باب العباد لا ينسد الى يوم القيام (۱۲۹۷)

يا غفور (۱۲۹۷)

كمل له ثوابك يوم النشور (۱۲۹۷)

امنحه جنة اعدت للمتقين (۱۲۹۷)

صلى الله تعالى على سيدنا محمد و اله و اهله اجمعين (۱۲۹۷)

كتبه عبده المذنب احمد رضا المحمدى

السنى الحنفى القادرى البركاتى البريلوى

غفر الله له و حقق امله۔ امين

31

''ذوقِ نعت'' معروف بہ ''صلۂ آخرت''

تصنیف

مولانا محمد حسن رضا خان حسنؔ قادری برکاتی بریلوی ؒ

(م ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء)

حضرت مولانا محمد حسن رضا خان حسن قادری برکاتی بریلوی ؒ (م ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء) مشہور عالم دین اور بہت بڑے شاعر تھے۔ آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی ؒ کے چھوٹے بھائی اور مرزا داغ دہلوی ؒ کے چہیتے شاگرد تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے عظیم والد گرامی حضرت مولانا محمد نقی علی خان بریلوی ؒ سے حاصل کی۔ آپ کی تعلیم و تربیت میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی ؒ کا نہایت اہم کردار ہے۔ آپ علوم درسیہ سے فراغت کے بعد اپنے برادر اکبر اعلیٰ حضرت ؒ کے معتمد و معاون اور قوت بازو ثابت ہوئے۔

آپ کثیر التصانیف بزرگ عالم دین تھے۔ نوجوان محقق جناب محمد ثاقب رضا قادری ساکن لاہور نے اپنے ایک تحقیقی مقالہ ''مولانا حسن رضا بریلوی کی تصنیفی خدمات'' میں آپ کی سترہ تصانیف کا مختصر تعارف کرایا ہے۔ یہ مقالہ ماہ نامہ ''سوئے حجاز'' لاہور شمارہ جولائی ۲۰۱۲ء اور شمارہ اگست ۲۰۱۲ء میں دو قسطوں میں اشاعت پذیر ہوا ہے۔ محمد ثاقب رضا قادری نے ایک اہم کام یہ کیا کہ آپ کا منظوم کلام ''کلیاتِ حسن'' اور نثری کام ''رسائل حسن'' کے نام سے مرتب کر دیا ہے اور یہ دو ضخیم جلدوں میں چھپ چکا ہے۔

مولانا محمد حسن رضا بریلوی ؒ کو شعر و سخن کا طبعی اور فطری ذوق تھا۔ آپ کے کلام میں طرز ادا اور ندرت مضامین میں داغ دہلوی اور موضوعات نعت میں اپنے برادر اکبر اعلیٰ حضرت بریلوی ؒ کے اثرات نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔

آپ جب بھی کوئی نعت یا منقبت کہتے تو اعلیٰ حضرت بریلوی ؒ کے گوش گزار فرماتے، اعلیٰ حضرت ؒ اس کی مناسب اصلاح فرماتے، بلکہ آپ نے اپنے برادر اصغر کو نعت

کے لیے چند اہم اصول ہمیشہ کے لیے سمجھا دیے تھے۔

امام احمد رضا خود فرماتے ہیں:

''ان کو میں نے نعت گوئی کے اصول بتا دیے تھے۔ ان کی طبیعت میں ان کا ایسا رنگ رچا کہ ہمیشہ کلام اسی معیار اعتدال پر صادر ہوتا جہاں شبہ ہوتا مجھ سے دریافت کر لیتے۔ حسن میاں مرحوم نے ایک مقطع میں اس کی طرف اشارہ کیا کہ

بھلا ہے حسنؔ کا جناب رضا سے　　　بھلا ہو الٰہی جناب رضا کا

(محمد مصطفیٰ رضا خان بریلوی مفتی اعظم مولانا: الملفوظ حصہ دوم مطبوعہ المدینۃ العلمیہ کراچی ۲۰۰۹ء ص ۲۲۶)

امام نعت گویاں اعلیٰ حضرت بریلوی ؒ برصغیر کے دو شعرا مولانا کفایت علی کافیؔ شہید ؒ اور مولانا محمد حسن رضا خان بریلوی ؒ کا کلام پسند فرماتے اور ان کا کلام اول تا آخر شریعت کے دائرہ میں قرار دیتے تھے۔

(دیکھیے: محمد مصطفیٰ رضا خان بریلوی، مفتی اعظم ہند مولانا: الملفوظ حصہ دوم مطبوعہ المدینۃ العلمیہ کراچی ۲۰۰۹ء ص ۲۳۵)

مولانا محمد حسن رضا خان بریلوی ؒ کا نعتیہ دیوان ''ذوقِ نعت'' معروف بہ ''صلۂ آخرت'' آپ کی علالت میں طباعت کے آخری مراحل میں تھا کہ آپ عالم جاودانی کو سدھار گئے، چناں چہ آپ کی وفات کے بعد یہ دیوان آپ کے فرزند ارجمند مولانا حکیم حسنین رضا خان بریلوی ؒ کے زیر اہتمام ۱۳۲۶ھ ہی میں منصۂ شہود پر آ گیا اور اہل ذوق نعت کی تسکین کا سامان بنا۔ بعد ازاں اس کے کئی ایڈیشن چھپ کر سامنے آتے رہے اور دنیائے نعت میں دھوم مچاتے رہے۔

''ذوقِ نعت'' حمد و نعت، مناقب صحابہ و اولیاء، ذکر شہادت، بیان معراج، نغمۂ روح، کشف راز نجدیت، رباعیات اور چند تاریخی قطعات پر مشتمل ہے۔

''ذوقِ نعت'' میں حروف تہجی کی ترتیب کا التزام ہے۔ ہر ردیف میں ''ذوق نعت'' خوب تر ہے۔ زبان اور محاورے کی چاشنی، موزوں الفاظ اور فصاحت و بلاغت سے شاید ہی کوئی نعت خالی ہو۔ ایک ایک شعر محبوب کائنات ﷺ کی محبت و الفت میں ڈوبا ہوا ہے۔ نعتیہ ادب سے ذوق رکھنے والوں کے لیے ذوق نعت ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔

اعلیٰ حضرت بریلوی ؒ نے ''ذوقِ نعت'' کی تاریخ میں فارسی میں دو شاہکار قطعات استخراج فرمائے ہیں۔ پہلے قطعہ کے ۱۹ اشعار ہیں جس کے آخری چار اشعار سے سن تالیف مستخرج ہے۔ آپ نے اس قطعہ کے اندر نہایت احسن انداز میں ''ذوقِ نعت'' کے مباحث اور مقاصد

بیان فرمائے ہیں نیز شاعر سے اپنے روابط اور جذباتی لگاؤ کو بھی اجاگر فرمایا ہے۔ ان میں نہ صرف ذوقِ نعت کی تعریف ہے بل کہ اس کی طباعت کی تعریف بھی ہے اور اس کے شاعر کی مختصر اور جامع تحسین بھی ہے۔

دوسرا قطعہ ۳؍اشعار پر مشتمل ہے۔ اس کے ہر مصرعے سے سنِ تالیف مستخرج ہے۔ یہ دونوں قطعات نہ صرف تاریخ گوئی بل کہ فارسی میں منظوم تقریظ نگاری کی بھی ایک اعلیٰ مثال ہیں۔

(1)

قوت بازوئے من سنی نجدی فگن	حاج و زائر حسن سلمہ ذوالمنن
نعت چہ رنگیں نوشت شعر خوش آئیں نوشت	شعر مگو دیں نوشت دور زہر زیب وطن
شرع ز شعرش عیاں عرش پہ تحسیش نہاں	سنیہ را حرز جاں نجدیہ را سر شکن
قلقل ایں تازہ نوش بادہ بہ ہنگام نوش	نور فشاند بگوش شہد چکان در دہن
کلک رضا سال طبع بہ افضال طبع	زانکہ اقوال طبع کلک بود نغمہ زن
اوج بہیں محمدت جلوہ گہ مرحمت	عافیت عاقبت باد نوائے حسن
١٣٢٦ھ	١٣٢٦ھ
باد نوائے حسن باب رضائے حسن	باب رضائے حسن باز بہ جلب منن
١٣٢٦ھ	١٣٢٦ھ
باز بہ جلب منن باز و بخت قوی	بازو بخت قوی نیک حجاب محن
١٣٢٦ھ	١٣٢٦ھ
نیک حجاب محن فضل عفود نبی	فضل عفود نبی حبل وی حبل من

(2)

نعت حسن آمدہ نعت حسن	حسن رضا باد بزین سلام
١٣٢٢ھ	
ان من الذوق لسحر ہمہ	ان من الشعر لحکمہ تمام
١٣٢٦ھ	١٣٢٦ھ
کلک رضا داد چناں سال آں	یافت قبول از شہ روس الانام
١٣٢٦ھ	١٣٢٦ھ

32

رسالہ مباحث امامت

تصنیف

مولانا پیر سید غلام محی الدین فقیر عالم قادری برکاتی آل احمدی علیہ الرحمہ

(م ١٣٣٠ھ/١٩١٢ء)

حضرت پیر سید شاہ غلام محی الدین فقیر عالم قادری برکاتی علیہ الرحمہ (م ١٣٣٠ھ/١٩١٢ء) گلستان سادات برکاتیہ مارہرہ کے ایک گل سر سبد ہیں۔ آپ ایک شیخ طریقت، عالم فاضل، حافظ قرآن اور صاحب قلم تھے۔ آپ کی تصانیف میں ایک اہم رسالہ مباحث امامت (١٣٢٤ھ) ہے جو چھ فصلوں اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ اس میں امامت و اقتداء، نماز پڑھنے کی ترکیب اور ایسے لوگوں کی نشان دہی جن کے پیچھے سرے سے نماز ہوتی ہی نہیں۔ یہ رسالہ صلح کلیوں کے لیے درس عبرت ہے۔

یہ رسالہ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ کی خواہش کے مطابق نہایت جلی خط میں عمدہ کاغذ پر دار الاشاعت برکاتی خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ سے شائع ہوا تھا۔ راقم کے پیش نظر اس کا جو ایڈیشن ہے وہ خلیل العلماء مولانا مفتی محمد خلیل خان قادری برکاتی علیہ الرحمہ نے محبوب پرنٹنگ پریس حیدرآباد سے چھپوا کر بزم قاسمی برکاتی، کراچی کے پلیٹ فارم سے تقسیم فرمایا تھا۔

اس کے سرورق کی پیشانی پر یہ عبارت درج ہے:

''نماز میں امام کے سر بڑی ذمہ داری ہے، مقتدیوں کی نماز اولویت و جواز، کراہت وفساد سب اسی کے سر ہے۔ اس زمانہ کے اکثر اماموں کی اپنے فرائض منصبی سے بے پروائی دیکھ کر ان کی آگاہی و تنبیہ کے لیے یہ مختصر رسالہ اول سے آخر تک اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب قدس سرہ کا ملاحظہ و اصلاح فرمودہ بنام تاریخی رسالہ مباحث امامت (١٣٢٤ھ)''

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مصنف کے برادر تاج العلما حضرت سید شاہ اولادِ رسول محمد میاں قادری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۵ھ) کے نام ایک خط میں مصنف کو زبردست خراج تحسین پیش فرمایا۔ آپ نے یہ خط تصدیق و تحسین سے رسالہ کی زینت بنایا۔ یہ تقریظی خط رسالہ کے صفحہ ۲، ۳ پر موجود ہے۔ محترم دوست ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی نے اس خط کو مصنف کے نام قرار دیا۔ (کلیات مکاتیب رضا مطبوعہ لاہور ۲۰۰۵ء ج ۲ صفحہ ۱۹۰)

حالاں کہ یہ خط مصنف کے برادر تاج العلما رحمۃ اللہ علیہ کے نام ہے۔ اس پر رسالہ مباحث امامت اور رسالانہ مجلہ ''اہل سنت کی آواز''، مارہرہ (اکتوبر ۱۹۹۹ء) شاہد عدل و ناطق ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

اس رسالہ مبارکہ کی تصدیق اور تحسین میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت حضرت مولانا مولوی حافظ قاری حاجی مفتی شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ قادری برکاتی آل رسولی کا

مفاوضۂ عالیہ

بہ نام برادرِ مصنف مغفور

سیدی و سندی حضرت تاج العلما مولانا السید الشاہ محمد میاں القادری البرکاتی

حضرت والا صاحبزادہ واجب الاعظام دامت برکاتہم! تسلیم!

تین روز ہوئے کہ مبارک رسالہ تشریف لایا۔ بیچ میں ڈیڑھ روز کا عل اور ضروری مسائل و اشغال میں صرف ہوا۔ ڈیڑھ روز سے کم میں اسے مطالعہ کیا۔ حضرت نے ساڑھے تین آنے کے چودہ ٹکٹ رجسٹری کے لیے ارسال فرمائے۔ خاندانی نیاز مند سے اس تکلف کی حاجت نہیں۔ ٹکٹ واپس حاضر ہیں۔ رسید رسالہ سے مشرف فرمائیں۔ زیادہ خوشی اس کی ہوئی کہ کفار مرتدین کی اس میں خوب خبر لی گئی۔ مولیٰ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

کیا اچھا ہو کہ یہ مبارک رسالہ جلی و واضح قلم سے اچھے مضبوط خوش نما کاغذ پر کشادہ حرفوں، واسع بین السطور میں پانچ جزء پر چھپے کہ بچے عورتیں بوڑھے سب بے تکلف اس سے بہرہ مند ہوں۔ حضرت والا سید ابو القاسم شاہ جی میاں دامت برکاتہم کی خدمت میں آداب نیاز۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ از بریلی ۱۱ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۱ھ یوم الخمیس

33

سراج العوارف فی الوصایا والمعارف

تصنیف

امام العارفین سیدنا شاہ ابو الحسین احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ

(م ۱۳۲۴ھ)

امام العارفین حضرت سیدنا شاہ ابو الحسین احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ خاتم الاکابر حضرت سیدنا شاہ آل رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کے نبیرہ اور حضرت سید شاہ ظہور حسن رحمۃ اللہ علیہ کے نام ور صاحب زادے ہیں۔ آپ اپنے زمانے کے نامی گرامی شیخ طریقت ثابت ہوئے۔ آپ کا حلقہ ارادت بہت وسیع تھا۔ آپ اصلاح باطن سے پہلے اصلاح ظاہر اور عقیدہ کی صحت کا خاص خیال رکھتے تھے۔

''سراج العوارف فی الوصایا والمعارف'' آپ کی شہرہ آفاق کتاب ہے۔ اس میں ایک انسان کی اسلامی زندگی کے لیے جامع فوائد اور نکات موجود ہیں۔ اسی لیے اسے مومنانہ زندگی کے لیے ایک رہنما اصول کہا جاتا ہے۔ اس عظیم کتاب میں سات ''لمعے'' (روشنیاں) ہیں۔ پھر ہر لمعہ کے اندر ''نور'' کے عنوان سے کثیر فوائد درج ہیں۔

اصل کتاب فارسی زبان میں ہے۔ اردو میں اس کے دو تراجم زیادہ مشہور ہیں۔ ایک ترجمہ ڈاکٹر سید محمد امین میاں قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ نے اور دوسرا مولانا مفتی محمد خلیل خان برکاتی مارہروی رحمۃ اللہ علیہ نے ''نور علی نور'' کے نام سے کیا ہے جو فرید بک سٹال، لاہور نے شائع کیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی پاک و ہند سے اس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ ''سراج العوارف فی الوصایا والمعارف'' پر اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں منظوم تقاریظ لکھی ہیں۔ ابھی تک فارسی تقریظ تو نہیں ملی، البتہ فرید بک سٹال، لاہور نے جو اردو ترجمہ ''نور علی نور'' کے نام سے شائع کیا ہے اس کی ابتدا میں ص ۱۲، ۱۳ پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عربی تقریظ شامل اشاعت ہے۔

تقریظ وخلاصہ تاریخ طبع کتاب مستطاب سراج العوارف

از تبرکات مجدد دین وملت ، امام اہل سنت ، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ العزیز
خلیفۂ اعظم واکرم ، مقتدی الواصلین مولی الکاملین حضرت سید شاہ آل رسول صاحب مارہروی قدس سرہ
مقرب بارگاہ باجاہ حضرت امام العارفین سید شاہ ابوالحسین احمد نوری

قد وعی من العلوم غرر الفوائد، واهدی للفهوم درر الفرائد کتاب باهر، امّ صواب ناهر، أم عباب زاخر، بل سحاب ماطر، بل فوق ما تكتهنه الاوهام و الخواطر، فقد حل محل البدر فی ظلم الدياجر، و وقع موقع القطر فی ظماءِ الهواجر، و ستری ذلك ان كنت هنالك، ولولا مِيقٌ لِطاقِ النطق عما فيه من محاسن حق، و مناصب صدق، لاريناك ما تقر به الاعيان واسمعناك ما تلذّ الاعيان و افهمناك ما تستلذّ الاذهان ولكن فی طلعته الشمس ما يغنيك عن وصف يعنيك فلنقتصر علىٰ نبيحته للطّبع، انشائها الآن فی تاريخ الطبع، وان كان يكفی ما هتفَ هاتف، اذا تانی فقال يُهنی و يلاطف، جاء سراج العوارف فی الوصايا والمعارف ۱۳۱۳ھ و اعين لهذا السيد الجليل بامتداد ظله الجميل الظليل و حامدين لله علی ما اولی، و المصلّين بالصلٰوة علی اكرم مولی، و اٰله و صحبه الكرام العلی، و هی هذه علی ما تری، و الحمد لله العلیّ الاعلیٰ۔

ايا سيدی يا ابن غر عطارف — و يا احمد النور نورالاعارف
كلامك نور بهاء السلاسل — وشهد مصفی عن الزيغ صارف
و تحقيق ترويج كشف القلوب — دليل اليقين سراج العوارف
و لا غرو ان جاء منك سراج — فانك نوری نادی المعارف
ارانا سراجك باللّيل شمساً — وشمس بليلٍ عجيب وطارف
هو البدر يَهدی ويُهدِی و يَبدی — سراةً ولمعاً ورزعاً لعارف
هوالصبح يحلو ويجلو ويخلو — لعينٍ و غيناً وعن شين قارف
فهل مثله فی تليدٍ و طارف — و اينَ فاين تراه الطّوارف
كان الكتابَ فقيه مفيض — فجر لعارف و بحر لغارف
رجوت رضاك بتاريخ طبعهٖ — فقلت وفی الخلد خلد الرفارف
سراج العوارف نورته — فكنت سناءَ سراج العوارف

۱۳۱۳ھ

34

سرور القلوب بذکر المحبوب (صلی اللہ علیہ وسلم)

تصنیف

امام المتکلمین مولانا محمد نقی علی خان بریلوی علیہ الرحمہ

(م ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء)

امام المتکلمین حضرت مولانا محمد نقی علی خان بریلوی علیہ الرحمہ (م ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) علم ودانش کے بحر ذخار تھے۔ تحریک عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیر تھے۔ اس پر آپ کی اولاد امجاد، تلامذہ اور تصانیف شاہد عدل وناطق ہیں۔ آپ نے اپنے فرزند جلیل امام کبیر امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کے سینے میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا نقش جمایا کہ ان کا پورا وجود سراپا عشق بن گیا، اور پھر ان کی ساری زندگی ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسبانی میں بسر ہوتی رہی۔

رئیس الاتقیاء مولانا محمد نقی علی خان بریلوی علیہ الرحمہ کی گراں قدر تصانیف سے عقائد میں پختگی اور نکھار آیا ہے۔ ان تصانیف میں ایک اہم نام "سرور القلوب فی ذکر المحبوب" ہے۔ آپ نے یہ اہم کتاب ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۵ء میں تالیف فرمائی۔ ۱۲۸۸ھ/۱۸۷۱ء میں اس کی پہلی اشاعت ہوئی۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف جمیلہ، کمالات جلیلہ اور سیرت طیبہ پر مبنی آپ کی واحد تصنیف ہے جو آپ کی حیات میں ہی شائع ہوئی۔ روہیل کھنڈ میں اس موضوع پر تصنیف کی اولیت بھی مولانا نقی علی خان بریلوی علیہ الرحمہ کو حاصل ہے۔

پہلی اشاعت کے بعد اس کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔ یہ اس کی افادیت اور مقبولیت کی واضح دلیل ہے۔ یہ ۱۹ ابواب پر مشتمل ہے۔ کتاب کو پڑھنا شروع کریں تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وثنا میں مصنف کا قلم ایسے رواں دواں ہوا کہ الفاظ وحروف کا ایک سیلاب امڈ آیا ہے۔ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہاریں، عشق ومحبت کی جولانیاں اور حسن وجمال کی سحر

آفرینیاں فکر و خیال پر غالب آجاتی ہیں۔ اپنے والد گرامی کی اس بے مثال اور لازوال کتاب کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دو قطعات لکھے ہیں:

پہلا قطعہ اردو میں ہے جس میں آپ نے انتہائی حسن و خوب صورتی کے ساتھ الفاظ تحریر اور نقطوں کی بھی تعریف کی ہے، اور آخر میں جس انداز سے تاریخ نکالی ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔

دوسرا قطعہ فارسی میں لکھا اور اس کے آخری بند سے تاریخ طباعت نکالی۔

یاد رہے اس وقت آپ کی عمر صرف سولہ سال تھی لیکن آپ کا فنی کمال عروج پر تھا۔ یہ بھی اردو اور فارسی میں منظوم تقریظ نگاری کی عمدہ مثالیں ہیں۔

(1)

میرے والد نے جب کیا تصنیف — یہ رسالہ بہ وصف شاہ ہدیٰ
جس کا ہر صفحہ تختۂ فردوس — ہر ورق سدرہ و طوبیٰ
گیسوے حور ہے سواد حروف — مردم چشم حور ہر نقطہ
یا قلم اس کا ابر نیساں ہے — ہر ورق اس کا علم کا دریا
ہر سطر رشک موج صافی ہے — دائروں کو صدف لکھوں تو بجا
نقطے جن کے ہیں گوہر شہ سوار — قیمت ان کی ہے جنت الماویٰ

سال تالیف میں رضا نے کہا
وصف خلق رسول اُمّی کیا

۱۲۸۸ھ

(2)

شد چو مطبوع ایں کتاب عجیب — بود در فکر سال طبع رضا
ناگہاں داد ہاتفش آواز — ذکر ہادی چہ مرہم جانہا

۱۲۸۸ھ

35

طرد المبتدعین عن مجالس المسلمین

تصنیف

مولانا سید شاہ غلام محی الدین فقیر عالم قادری برکاتی آل احمدی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء)

مولانا حافظ پیر سید شاہ غلام محی الدین قادری برکاتی آل احمدی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء) یادگار اسلاف تھے۔ آپ حضرت سیّد شاہ اسماعیل حسن شاہ جی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحب زادے تھے۔ قرآن کریم کے عمدہ حافظ، شیریں زبان، باتجوید قاری اور فن خطاطی میں اعلیٰ مہارت کے حامل تھے۔ عصری علوم میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے۔ آپ کی تصانیف میں طرد المبتدعین عن مجالس المسلمین، عقائد نامہ منظوم اور مباحث امامت شائع ہو چکی ہیں۔

''طرد المبتدعین عن مجالس المسلمین'' میں آپ نے قرآن و حدیث اور ائمہ و اکابر اہل سنت کے ارشادات کی روشنی میں یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ بدمذہب، بے دین اور مرتدین مسلمانوں کو راہ ہدایت دکھانے اور مسلمانوں کا واعظ بننے کے ہرگز اہل نہیں۔ رسالہ کے سرورق پر یہ عبارت نمایاں درج ہے:

''الحمد للہ! یہ مبارک و نافع مختصر رسالہ جس میں احادیث و آیات اور صحابہ و تابعین و ائمہ دین رضی اللہ عنہم کے ارشادات سے یہ امر نہایت روشن بیان سے عیاں کیا گیا ہے کہ بدمذہب بے دین ہرگز مسلمانوں کو راہ ہدایت دکھانے کے اہل نہیں۔ اہل اسلام کی مجالس وعظ و اشاعت اسلام میں بدمذہبوں، بے دینوں کو مقرر رکھنا مسلمانوں کی سخت بدخواہی اور کھلا سبب گمراہی ہے۔''

صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء) نے اعلیٰ حضرت

ؒ کے سامنے رسالہ "طرد المبتدعین عن مجالس المسلمین" پیش کیا تو آپ نے تاج العلما حضرت سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قادری ؒ (م ۱۳۷۵ھ) کے نام ایک خط میں اسے بے حد سراہا اور دعائیہ کلمات سے نوازا۔ یہ تقریظی خط مولانا محمد ارشاد احمد مصباحی رضوی برکاتی نے اپنے تحقیقی مقالہ "خانوادۂ برکات کی علمی وادبی خدمات" میں شامل کیا ہے جو سالانہ مجلہ "اہل سنت کی آواز"، مارہرہ اکتوبر ۱۹۹۹ء میں صفحہ ۱۹۲ پر شائع ہوا۔

تقریظ

مولوی امجد علی صاحب نے رسالۂ مبارکہ طرد المبتدعین مجھے دے دیا۔ سبحانہ ماشاء اللہ بارك فيكم و عليكم و لكم و بكم۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ
۲۱ ذی الحجۃ المبارکہ ۱۳۳۷ھ

36

عرفان ایمان

تصنیف

مولانا عرفان علی قادری رضوی ؒ

حضرت مولانا عرفان علی قادری رضوی ؒ بیسل پور ضلع پیلی بھیت کے رہنے والے تھے۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی ؒ سے بیعت تھے۔ آپ ہی نے اعلیٰ حضرت بریلوی ؒ سے اپنے استفسار کردہ فتاویٰ کے مجموعہ کو بہ نام "عرفان شریعت" شائع فرمایا جو اہم سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے اور آج بھی مارکیٹ میں دست یاب ہے۔

اعلیٰ حضرت ؒ سے سچی عقیدت رکھتے تھے۔ خط کتابت بھی تھی۔ "بعض مکاتیب مجدد" کے نام سے آپ نے ان خطوط کو شائع کر دیا تھا جو اعلیٰ حضرت ؒ نے ان کے نام تحریر فرمائے تھے۔ بعد میں یہ خطوط ملک العلما علامہ ظفر الدین بہاری ؒ نے "حیات اعلیٰ حضرت" میں بھی شامل کر دیے تھے جن کی تعداد ۱۲ ہے جو ۱۳۳۲ھ سے ۱۳۳۹ھ تک کے لکھے ہوئے ہیں۔ مولانا ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی نے ان خطوط کو "کلیات مکاتیب رضا" میں بھی شامل کر کے شائع کر دیا ہے۔ ان خطوط میں اعلیٰ حضرت ؒ نے آپ کو "برادر دینی و یقینی، راحت جانم" وغیرہ جیسے القاب سے نوازا ہے۔ آپ کے صاحب زادگان ڈاکٹر فیضان علی ؒ اور حاجی قربان علی رضوی حامدی نے اشاعتی میدان میں کئی اہم کارنامے سرانجام دیے ہیں۔

آپ کی تصانیف میں مروجہ پردہ، معجزہ شق القمر کا بیان اور سائنس کے ہذیان، عرفان ہدایت، جواز استمداد، پند سود مند اور عرفان ایمان کے نام ملتے ہیں۔ ان میں کئی رسائل پر مفتی اعظم ہند ؒ کی تقریظات بھی ہیں۔ آخر الذکر کو ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء میں المجمع الاسلامی مبارک پور

اعظم گڑھ نے شائع کر کے تقسیم کیا ہے۔ یہ متوسط سائز کے چوبیس صفحات کا ایک مختصر رسالہ ہے اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک مختصر تقریظ قلم بند فرمائی ہے جو رسالہ کے صفحہ ۲ پر موجود ہے۔ کسی رسالے کے لیے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ''بہت اچھا ہے'' فرمانا بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

تقریظ

برادر دینی ویقینی مولوی عرفان علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ...

آپ کے رسالہ پر نظر کر کے بھیجتا ہوں، اللہ عزوجل (قبول) فرمائے۔ ماشاء اللہ، بارک اللہ، بہت اچھا ہے۔ والحمد للہ

فقیر احمد رضا قادری

۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۲ھ

37

فتاوی السنۃ لالجام الفتنۃ

تصنیف

مولانا الحاج مولوی محمد عبدالرزاق المکی حیدرآبادی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء میں علوم قدیمہ کی تعلیم وتعلم کو فروغ دینے کے نام پر لکھنؤ میں ندوۃ العلما کی بنیاد رکھی گئی، تو سُنّی علمائے کرام اس میں پیش پیش تھے، لیکن جب ندوہ نے آزاد خیالی کا مظاہرہ کیا، صلح کلیت کا علم بلند کیا اور جادۂ حق سے منحرف ہوئے تو علمائے اہل سنت اس سے علیحدہ ہو گئے اور پھر ندوہ کے خلاف مصروف عمل ہو گئے۔ انھوں نے ندوہ کے رد میں کتابیں لکھیں اور رسالے نکالے۔ وہ علمائے کرام جنھوں نے ندوہ کے خلاف قلمی جہاد کیا ان میں ایک اہم نام مولانا الحاج مولوی محمد عبدالرزاق المکی حیدرآبادی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ آپ نے ''فتاویٰ السنۃ لالجام الفتنۃ'' ۱۳۱۴ھ، میں ندویوں کی بعض عبارات پر خوب گرفت فرمائی ہے اور اس پر علمائے کرام سے تقریظات وتصدیقات بھی لی ہیں۔ یہ کتاب ۱۳۱۴ھ میں مطبع اہل سنت و جماعت بریلی شریف سے شائع ہوئی ہے۔ سرورق پر مصنف کا نام ان القاب کے ساتھ درج ہے:

''جناب حامی سنت ماحی بدعت مولانا الحاج المولوی محمد عبدالرزاق المکی حیدرآبادی''

کتاب کے صفحہ ۳۱ پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذی شان تقریظ موجود ہے جو آپ کی علمی جلالت کی ایک اعلیٰ مثال ہے۔

تقریظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ علی حسن توفیقہ و الصلوۃ و السلام علی ھادی طریقہ و الہ و صحبہ سراۃ فریقہ۔

جواب حق و رشاد ہیں اور اقوال مذکورہ ندوہ جہالت و بطالت و ضلالت و الحاد من یضلل اللہ فمالہ من ھاد۔ اگرچہ ندوی انجمن کے ارادے اسی کے مضامین ثلاثہ کے اقرار سے واضح تھے کہ یہ بھی تکمیل کار نیچریاں کے لیے اٹھی ہے اُدھر نیچریوں نے بھی صاف لکھ دیا کہ اُستاد زمانہ کے زبردست ہاتھ نے ان مولوی صاحبوں کی بھی گوش مالی کردی ہے اب انہیں بھی ہماری شاگردی کی ہوس ہوئی ہے، مگر خود جناب ناظم صاحب کی پیشین گوئیاں بھولنے کی نہیں جو نامہ کیم شوال ۱۳۱۳ھ میں فقیر کو لکھیں کہ خلاف کرنے میں صرف ندوہ والے ایک جماعت مخالف الگ قائم ہو جاوے گی جس طرح سید احمد خان نے جلسہ کیا علما نے اجتناب کیا اُس نے ضلالت کی اشاعت کی اسی طرح اس کا بھی حال ہوگا واقعی مقصد و منشا کھلے گا جب تک ستر ہولیا اگرچہ خاص پالیسی والے کیوں مانتے، مگر بعونہٖ تعالیٰ بہت بندگانِ خدا کہ پہلے ندوہ دوست و اراکین تھے بعد وضوح حال اُس سے جدا ہوئے اور ہوتے جاتے ہیں باطل کے لیے ایک صورت فوری ہوتی ہے پھر اُس کا انجام وہی جو قرآن عظیم میں ارشاد ہوا کہ فیدمغہ فاذا ھو زاھق۔ و اللہ المستعان علی کل مارق۔ و الحمد للہ رب العالمین۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمد ن المصطفی النبی الامی ﷺ

مہر ۱۳۰۱ھ

38

فتاوی القدوہ لکشف دفین الندوہ

تصنیف

مولانا محمد حسن رضا خان حسن قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

(م۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء)

حضرت مولانا محمد حسن رضا خان حسن قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) برادر اعلیٰ حضرت تھے۔ آپ نامور نعت گو، غزل گو شاعر اور نقاد تھے۔ احقاق حق اور ابطال باطل میں اپنے عظیم برادر اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست و بازو تھے۔

ندوہ کے ردّ میں آپ کا کردار بھی نمایاں رہا۔ آپ نے ندوہ کی اصلاح کے لیے ایک مختصر مگر جامع رسالہ ''فتاوی القدوہ لکشف دفین الندوہ'' ترتیب دیا جس پر اپنے عہد کے پچاس مشاہیر علمائے کرام کی تصدیقات و تقریظات اور مہر و دست خط ثبت ہیں۔ مولانا محمد لطف اللہ علی گڑھی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء) نے اسے نہایت حق و صحیح قرار دیا تھا۔ ندوہ کے ردّ میں یہ اہم رسالہ ۱۳۱۳ھ میں نادری پریس بریلی سے اشاعت پذیر ہوا۔ اس کے صفحہ ۱۲ پر اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ و تصدیق موجود ہے۔

تقریظ

الجواب: اشخاص مذکورہ کے اقوال مسطورہ پر جو احکام الحاد وضلال وافترا علی اللہ وافترا علی الرسول وبدخواہی دین حق وغیرہا کے بیان ہوئے وہ سب ان اقوال کی اجازت واشاعت دینے والوں پر بھی لازم کہ اجازت اور بے ردو انکار اشاعت پسند ہے اور جہاں ہر شے کی رضا کم سے کم اس کا حکم پاتی بل کہ کہیں اس سے بھی سخت تر ہو جاتی ہو مثلاً رضا بالکفر کفر ہے، اور رضا بالالحاد الحاد اور رضا بالبدعۃ بدعت اور رضا بالاثم اثم، بل کہ صریح کفر ہے جب کہ اس کی حرمت ضروریات دین سے ہو والعیاذ باللہ سبحانہ وتعالیٰ۔

زید وولید وغیرہما مذکورین اور اُن کے تمام موافقین پر فرض کہ فی الفور ایسے عقائد ضالہ وخیالات باطلہ سے توبہ کریں۔ اگر اللہ تعالیٰ توفیق توبہ بخشے ''فاخوانکم فی الدین'' ورنہ مسلمانوں پر لازم کہ اُن سے جدائی کریں، دور بھاگیں، اُن کی شرکت کو آگ سمجھیں کہ تمہارے مہربان نبی رؤف رحیم تمہاری بھلائی کے حریص وراغب ہر بات میں تم سے زیادہ تمہاری خوبی واصلاح کے طالب ﷺ تمہیں ارشاد فرما چکے:

''فایاکم و ایاھم لا یضلونکم و لا یفتنونکم''

دیکھو ان سے دور بھاگو کہیں وہ تمہیں گمراہی وفتنہ میں نہ ڈال دیں۔

جسے اپنا دین عزیز ہو تو راہ یہ ہے اور ہدایت وتوفیق اللہ کے ہاتھ۔

نسئل اللہ العفو و العافیۃ و الحمد للہ رب العلمین و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و سراج افقہ محمد و آلہ و صحبہ اجمعین واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم و احکم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدن المصطفی النبی الامی ﷺ

مہر ۱۳۰۱ھ

39

فتاویٰ بے نظیر در نفی مثل آں حضرت بشیر ونذیر

مرتب

مولانا محمد عبدالغفار لکھنوی ثم کان پوری

برصغیر میں جب ''اثر ابن عباس'' سے بعض علمانے پیغمبر آخر الزماں حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی مثل چھ مزید خاتم النبیین کی موجودگی کا خیال ظاہر کیا تو علمائے اہل سنت عقیدۂ ختم نبوت کے محافظ بن کر سامنے آئے اور اس خیال کو غلط اور گمراہ کن قرار دیا۔ ان علمائے اہل سنت میں مولانا محمد عبدالغفار لکھنوی ثم کان پوری رحمہ اللہ کا نام بھی آتا ہے۔ آپ نے فتاویٰ بے نظیر در نفی مثل آں حضرت بشیر ونذیر کے نام سے شیخ محمد یعقوب کے ایماپر علمائے کرام کے فتاویٰ یک جا کر کے ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۴ء میں مطبع اسدی لکھنؤ سے شائع کیے۔ کتاب کے سرورق پر درج ذیل عبارت نمایاں طور پر کتاب کے نفس مضمون پر روشنی ڈالتی ہے:

''در دفع وہم و وسواس بعض ناس بہ وجود شش مثل آں حضرت از اثر جناب ابن عباس۔ بلاشبہ یہ کتاب ختم نبوت کے موضوع میں ایک تاریخی نادر ونایاب دستاویز ہے۔ کتاب بدایوں، بریلی، بنگلور، بھوپال، پانی پت، ٹونک، حیدر آباد، دہلی، رام پور، فتح پور، کان پور، لکھنؤ، مدراس، مراد آباد اور میرٹھ کے علمائے کرام کے فتاویٰ اور مہر ودستخط سے مزین ہے۔''

کتاب کے صفحہ ۱۸، ۱۹ پر امام المتکلمین علامہ محمد نقی علی خان رحمہ اللہ اور ان کے عظیم فرزند اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ کے تقریظی کلمات موجود ہیں۔

تقریظ

ہوالعزیز۔

قطع نظر اس سے کہ علمانے حدیث ان اللّٰہ خلق سبع ارضین الخ میں ہر طرح کلام کیا ہو بعد ثبوت رفع وتسلیم صحت متن واسناد مفید اعتقاد نہیں بل کہ جس حالت میں مضمون اور اس کا دلالت آیات اور احادیث صحیحہ وعقیدہ اہل حق کے خلاف ہو تو قطعاً متروک الظاہر واجب التاویل ہو پس جو شخص اس حدیث سے وجود وتحقق امثال سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر استدلال کرے سخت جاہل اور معتقد فعلیت مثل آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ معنی مشارک فی النبوۃ والصفات الکمالیہ مبتدع اور مخالف عقیدہ اہل سنت ہو واللّٰہ اعلم و علمہ اتم و احکم۔

محمد نقی علی خان ولد مولوی رضا علی خان

۱۲۷۹

ہوالقدیر

القائل بتحقق المثل او المثال بھذا الذکر فی السؤال متبدع ضال۔ واللّٰہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

احمد رضا خان ولد مولوی محمد نقی علی خان

۱۲۸۶

40

فتاویٰ علمائے حنفیہ فی جواب استفتائے شمسیہ

تصنیف

مولانا محمد شمس الدین جالندھری نقش بندی مجددی محمودی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا شمس الدین ابن محمد سکندر جالندھری نقش بندی مجددی محمودی رحمۃ اللہ علیہ نے عوام الناس کے درمیان بعض ضروری مسائل میں اختلاف دیکھا تو آپ نے بہ غرض تحقیق مشاہیر حنفی علمائے کرام کی خدمت میں استفتا بھیج کر فتوے منگوائے اور چار سال کے عرصہ میں انھیں جتنے فتوے موصول ہوئے ان کو محمد احمد جالندھری کی خواہش پر ''فتاویٰ علمائے حنفیہ فی جواب استفتائے شمسیہ'' کے نام سے قیصری پریس، جالندھر سے ۱۳۱۰ھ میں طبع کرادیا تھا۔

مولانا محمد شمس الدین جالندھری رحمۃ اللہ علیہ نے مفتیان کرام کی خدمت میں جن مسائل پر فتاویٰ حاصل کیے اور ان پر تصدیقات وتقریظات حاصل کیں ان میں ایک مسئلہ محفل مولود شریف کا انعقاد بھی تھا۔ اس محفل شریف کے بارے میں مختلف علمائے کرام نے فتاویٰ صادر فرمائے اور اسے جائز قرار دیا۔ ان فتاویٰ پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تصدیق وتقریظ رقم فرمائی ہے جو کتاب کے صفحہ ۱۰۱ پر موجود ہے۔

تقریظ

مجلس میلاد فیض بنیاد حضور سید الانبیاء ﷺ بہیئت مروجہ حرمین طیبین جس میں روایات صحیحہ معتبرہ سے ذکر اقدس حضور سید یوم النشور صلوات اللہ تعالی و سلامہ علیہ پڑھیں اور منکرات شرعیہ مثل روایات باطلہ واشعار خلاف شرع وغیرہا خرافات جہلہ ہند سے بچیں۔ قطعاً جائز جس کے منع پر شرع مطہر سے اصلاً دلیل نہیں بل کہ بہ وجوہ کثیرہ آیات قرآنیہ واحادیث صحیحہ دلائل شرعیہ اُس کے استحباب و استحسان پر ناطق یوم شیوع سے آج تک ائمہ دین و علماے مرشدین اس کی تجویز وتحسین فرماتے آئے ہیں۔ یہاں تک کہ شاہ ولی اللہ صاحب ''فیوض الحرمین'' میں مکہ مکرمہ کی اُس مجلس مبارک میں کہ روز ومکان ولادت باسعادت میں شرف انعقاد عطا فرماتی ہے اپنا شریک ہونا اور اُس میں انوار ملائکہ وانوار رحمت الٰہی کا مشاہدہ کرنا بیان کرتے ہیں علماے سنت شکر اللہ تعالی مساعیهم الجمیلۃ نے قدیماً وحدیثاً اُس کے استحباب میں تحریرات کافیہ وتصنیفات شافیہ فرمائیں۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمد ن المصطفی النبی الامی ﷺ
مہر ۱۳۰۱ھ

41

فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین

تصنیف

مولانا محمد منصور علی مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

فاضل جلیل عالم نبیل فقیہ اجل محدث بے بدل حضرت مولانا محمد منصور علی مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی دست یاب نہیں، لیکن آپ مدرس مدرسہ طیبیہ حیدر آباد دکن علماے حنفیہ میں شہرہ آفاق تھے۔ مولوی محی الدین تاجر کتب لاہور نو مسلم غیر مقلد نے جب ایک کتاب ''ظفر المبین'' لکھ کر سلف صالحین وائمہ مجتہدین کے حق میں زبان درازی کی اور بزرگوں کی تقلید سے بغاوت کی راہ اختیار کی تو آپ نے اس کے جواب میں عالمانہ اور عارفانہ انداز میں نہایت شان دار کتاب ''فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین'' لکھی جو ۱۳۱۶ھ میں مطبع اصح المطابع لکھنؤ سے اشاعت پذیر ہوئی تھی۔ حال ہی میں اس نادر و نایاب کتاب کا ایک عکسی ایڈیشن میر محمد کتب خانہ آرام باغ، کراچی نے بھی شائع کر دیا ہے۔ غیر مقلدین کے رد میں اس عظیم کتاب پر مشہور و معروف علماے کرام کی کثیر تعداد نے تقریظات لکھی ہیں جن سے کتاب کی اہمیت دو چند ہو گی ہے۔ ان مقرظین میں اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام نہایت نمایاں ہے۔ آپ کی مفصل تقریظ دل پذیر کتاب کے صفحہ ۵۲۲ تا ۵۲۸ پر موجود ہے۔

تقریظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی لا سیما علی هذا النبی المجتبی و الحبیب المرتجی و الہ و اصحابه اهل التقی و النقی و علماء

امتہ و مجتہدی ملتہ و المقلدین لهم باحسان دائمًا ابدًا

حضرت حق تبارک تعالیٰ نے اپنی رحمت کاملہ ونعمت شاملہ سے اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم پر وہ قرآن عظیم وذکر حکیم نازل فرمایا تبیانا لکل شیء جس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے، بلکہ اس کے ہر ظہر کے لیے ایک بطن ہے اور ہر بطن کے لیے ایک اہل۔

و تلك الامثال نضربها للناس وما يعقلها الا العالمون۔

کہاوتیں کی تو سب کے لیے ہیں، پر ان کی سمجھ انھی کو ہے جو علم والے ہیں۔

الرحمٰن فاسئل به خبيرًا۔

اہل خبرت سے سوال ضرور ہے۔

ہر فہم قاصر اس کے ادراک سے معذور ہے۔

فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون۔

ذکر والوں سے پوچھو اگر تمہیں خبر نہ ہو۔

و كل العلم فى القران لكن   تقاصر عنه افهام الرجال

اگر قرآن عزیز کو سب سمجھ لیتے تو وہ تو تفصیل کل شیء ہے۔ حدیث بھی محض مہمل و بے کار رہ جاتی ہے۔ اسی لیے ارشاد فرماتے ہیں حضرت ﷺ

لا الفين احدكم متكئًا على اريكته ياتيه الامر من امرى مما امرت به او نهيت عنه فيقول لا ادرى ما وجدنا فى كتاب الله اتبعناه۔

نہ پاؤں میں تم میں کسی کو اپنے تخت پر تکیہ لگائے کہ آئے اس کے پاس میرا کوئی حکم جو میں نے کرنے کو کہا ہے یا نہ کرنے کو تو بولے میں نہیں جانتا۔ ہم نے جو خدا کی کتاب میں پایا اس کی پیروی کی۔ رواه احمد و ابو داؤد و الترمذی و ابن ماجة و البيهقى فى دلائل النبوة عن ابى رافع رضى الله تعالى عنه۔

اور فرماتے ہیں حضرت ﷺ

الا انى اوتيتُ القرانَ و مثله معه۔

سن لو، میں دیا گیا قرآن اور اس کے ساتھ اس کا مثل (یعنی حدیث)۔ الحدیث

اخرجه الدارمى و ابو داؤد و ابن ماجة عن المقدام بن معدى كرب رضى الله تعالى عنه۔

سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

انه سياتى ناس يجادلونكم بشبهات القران فخذوهم بالسنن فان اصحاب السنن اعلمُ بكتاب الله۔ رواه الدارمى عن عمر بن الاشجع۔

اے عزیز! یہ اسی گمراہی کی شامت ہے کہ وہ پیٹ بھرا بے فکرا اپنی مسند پر تکیہ لگائے بیٹھا ہے جب اسے یہ حدیث پہنچے، کہتا ہے: ہم یہ حکم قرآن میں نہیں پاتے۔ قاتلهم الله انّى يؤفكون۔

جان اے برادر! ایسا ہی ہوتا تو عیاذاً باللہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کا یہ ارشاد:

ما اٰتكم الرسول فخذوه و ما نهكم عنه فانتهوا۔

جو تمھیں رسول دے وہ لو اور جس سے منع کرے باز رہو!

محض لغو تھا۔ لہٰذا حضور سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین نے قرآن کے مجملات کی تقریر، مشکلات کی تفسیر، محتملات کی تعیین، مبہمات کی تبیین، مطویات کا اظہار، مخفیات کا اسفار فرمایا اور وجہ شریعت غرا و بیضا سے نقاب وحجاب کو اٹھایا۔ فصلى الله تعالى و سلم عليه و على اله قدر جاهه و جلاله و فضله و كماله۔

یہاں تک تو صحابہ کرام وفحول مجتہدین کی تسکین ہوئی کہ حضور پر نور ﷺ ایسا نہ فرماتے تو ان ارکین ملت و اساطین شریعت کا ذہن ثاقب وفکر صائب بھی دامن وادراک سے کوتاہ دست رہ جاتا۔ اسی لیے ارشاد ہوا:

يعلمهم الكتاب و الحكمة۔

یہ نبی انھیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔ ﷺ

کتاب عزیز خود سمجھ میں آسکتی تو تعلیم کی کیا حاجت تھی مگر ابھی احادیث کی غیر فقہا وصحابہ کرام کے حق میں وہی کیفیت تھی جو قرآن عظیم کی صحابہ وفقہا کے سامنے لہٰذا سیدنا سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ کہ اجلہ ائمہ محدثین وشیوخ بخاری ومسلم سے ہیں، ارشاد فرماتے ہیں:

الحديث مضلّة الا للفقهاء۔

حدیث گمراہ کردینے والی ہے مگر مجتہدوں کو۔

امام عبد الرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

السنة المتقدمة من سنة اهل المدينة خير من الحديث۔

اہل مدینہ کی سنت کی قدیم روش حدیث سے بہتر ہے۔

سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

العمل اثبت من الاحاديث۔

تابعین میں کچھ لوگوں کو ان کے خلاف پر حدیثیں پہنچتیں تو فرماتے:

ما نجهل هذا و لكن مضى العمل على غيره۔

ہمیں یہ حدیثیں معلوم ہیں مگر عمل تو ان کے خلاف پر ہو چکا ہے۔

محمد بن ابی بکر بن جریر سے جب ان کے بھائی کہتے

لِمَ لم تقض بحديث كذا؟

تم نے فلاں حدیث پر کیوں نہ حکم دیا؟

جواب دیتے:

لم اجد الناس عليه۔

میں نے لوگوں کو اس پر نہ پایا۔

(كل ذلك نقله الامام العلامة ابن الحاج في مدخله)

لاجرم تقلید کی ضرورت ہوئی اور اس کے وجوب میں کسی طرح کا کلام نہ رہا۔ اور کیوں کر نہ ہوگی حالاں کہ ہر شخص نہ جمیع ادلہ شرع و حفظ آیات و احادیث و احکام و غور کامل و فہم بالغ و تامل صادق و مراعات وجہ ترجیح و تطبیق و دفع تعارض و تمیز ناسخ و منسوخ و علم اقسام نظم و معنی و مواضع اجماع و انواع حدیث و نقد رجال و ادراک مورد و مقتضی و اسباب نزول و طرق تعلیل سے متصف نہ اس پر غیر مجتہد کو قدرت میسر پھر کیا یہ مرضی ہے کہ ان مدہوشوں کی طرح ہر جاہل بے تمیز خر بے لجام و شتر بے مہار کر دیا جائے۔ اے عزیزو! تم کیا، تمہاری بساط کتنی، بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فلم تجدوا ماءً کے معنی پانی حقیقۃً نہ پانا سمجھ کر ایک زخمی کو تیمم کی اجازت نہ دی وہ نہایا اور انتقال فرمایا۔ حضور

پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی، ارشاد فرمایا:

قتلوه قتلهم الله الا سئلوا اذا لم يعلموا فانما شفاء العيّ السؤال۔

انھوں نے اسے قتل کر ڈالا، اللہ انھیں قتل کرے! کیوں نہ پوچھا جب نہ جانتے تھے کہ تھکنے کی دوا تو پوچھنا ہی ہے۔ رواه ابو داؤد عن جابر بن عبد الله رضى الله عنهما۔

العظمة لله ایک سفیہ جاہل کہے کہ خدا اور رسول کا کلام سمجھنا کچھ مشکل نہیں نہ اس کے لیے بڑا علم چاہیے کہ قرآن تو ان پڑھوں کو سمجھانے کے لیے اترا ہے۔ اے غافلو! اگر یہی مانتے ہو تو کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدنا عبد اللہ بن عباس و حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم کے لیے تعلیم کتاب کی دعا مانگنا كما رواه البخاری و الامام احمد محض عبث و استحصال حاصل و شبیہ بالہزل تھا؟ نہیں نہیں جبراً ماننا پڑے گا کہ بے شک خدا اور رسول کا کلام سمجھنا سخت دشوار ہے اور بے شک اس کے لیے علم غزیر و سامان کثیر درکار ہے لہٰذا حضرت حق تعالیٰ و تقدس کی رحمت عامہ و رافت تامہ نے کہ اس امت مرحومہ کے حال پر روز ازل سے بہ نہایت وفور متوجہ ہے ان اکابر دین و عمائد یقین کو توفیق بخشی کہ شریعت مطہرہ کی ہر مجمل کو بیان اور ہر مشکل کو آسان کر دیا حکم احکم فاعتبروا يا اولى الابصار کا بار ثقیل اپنے دوش پر اٹھایا۔ فجزاهم الله عن الاسلام خير الجزاء و هناهم بكل سرور يوم الرؤية و اللقاء۔ امين۔

اب جس طرح حضور پر نور نبوت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ کی حدیث عیاذاً باللہ کچھ قرآن سے جدا نہ تھی بل کہ اسی کے مکنونات و خفیات کو منصۂ شہود پر لانے والی تھی۔ اسی لیے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا حسبنا كتاب الله فرمانا صحیح و مقبول ٹھہرا۔ اسی طرح ان آبائے امت و خدام شریعت مظاہر علیہ انما انا لكم بمنزلة الوالد اعلمكم کے ارشادات بھی مظہر احکام خدا و رسول ہیں نہ مثبت۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ تو ان میں سے کسی پر طعن کرنا بعینہٖ قرآن و حدیث پر حرف رکھنا ہے۔ علی الخصوص حضرات مطہرہ ائمہ اربعہ رضی اللہ عنہم کہ انھیں جو حسن قبول و تلقی امت بالاقتدا سے بہرۂ وافی ملا وہ اُن پر ایک خاص فضل الٰہی تھا۔ یہاں تک کہ صدہا سال سے فرقہ ناجیہ اہل سنت انھیں کے اتباع میں منحصر اور انھیں کے اتباع پر مقتصر ہے كما اثر العلامة الطحطاوی

فی حاشیۃ الدر محروم اور بخت محروم، ملوم اور پورا ملوم وہ بے برکت بے سعادت خودی پسند بے قید و بند جو ان حضرات میں سے کسی پر معاذ اللہ بحکم عناد و طینت فساد اونیٰ تشنیع کرکے اپنی زبان کو آلودۂ ہزار خباثت کرے۔ یہ سب ائمہ رشد و ہدیٰ ہیں۔ اور ان سب کے پیرو سالکان راہ خدا جزاھم اللہ عنا خیر الجزاء۔

علمائے دین تصریح فرماتے ہیں کہ حضرات ائمہ مجتہدین اماتنا اللہ علی حبھم و اتباعھم بالیقین تمام اولیائے باتبعین سے افضل و اکمل ہیں۔ قال سیدی عبد الوھاب الشعرانی رحمہ اللہ:

فاعتقادنا ان اکابر الصحابۃ والتابعین والائمۃ المجتھدین کان مقامھم اکبر من مقام باقی الاولیاء بیقین۔

پھر ان سے عداوت ملک جبار قہار جل جلالہ سے لڑائی باندھنا ہے۔

قال ربنا تبارک و تعالیٰ فیما یروی عنہ نبیہ ﷺ:

من عادیٰ لی ولیًا اذنتہ بالحرب۔ رواہ البخاری

جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے گا میں اس سے لڑائی کا اعلان کردوں گا۔

اُف رے ہمت ان لوگوں کی اور بل بے جگرے ان بہادروں کے جو خدا سے خم ٹھوک کر لڑنے کو تیار ہیں۔ ربنا نسئلک حسن الادب مع جمیع اولیائک امین۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب مستطاب "فتح المبین" کے مؤلف کو جزائے خیر کرامت عطا فرمائے کہ انھوں نے دشمنان دین کی سرکوبی فرما کر قلوب مومنین کو شفا اور صدور منکرین کو زیادت غیظ و شقا بخشی۔ فرحم اللہ من شفی و استشفی و اغنی و کفی و السّلام علی من اتبع الھدیٰ۔

قالہ بفمہ و رقمہ بقلمہ عبدہ المفتاق الیہ المتوکل علیہ عبد المصطفیٰ احمد رضا المحمدی السنّی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی اصلح اللہ احوالہ و جعل الی خیر مالہ و بمنلہ لکل مومن و مومنۃ۔ امین ثم امین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

مہر ۱۳۸۹ھ

42

فرائد النور فی جرائد القبور

تصنیف

صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

(م ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء)

صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء) چودھویں صدی کے ایک جلیل القدر عالم اور ماہر سیاست دان تھے۔ مذہب و سیاست پر آپ کی گہری نظر تھی۔ تبلیغ اسلام اور ناموس مصطفےٰ ﷺ کی پاسبانی میں ہمہ تن مصروف رہے۔ ایک شاعر، مصنف، مدرّس، مفسر، مناظر اور مبلغ کی حیثیت سے آپ کی خدمات عیاں ہیں۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اجازت و خلافت عنایت فرمائی تھی۔

تفسیر خزائن العرفان، الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ، اطیب البیان فی رد تقویۃ الایمان، سوانح کربلا، کتاب العقائد، اسواط العذاب علی قوامع القباب، کشف الحجاب عن مسائل ایصال الثواب، التحقیقات لدفع التلبیسات، زاد الحرمین، احقاق حق، ریاض نعیم (مجموعہ کلام) اور فرائد النور آپ کی مشہور علمی یادگاریں ہیں۔ آخر الذکر کتاب "فرائد النور فی جرائد القبور" قبروں پر سرسبز شاخیں اور ان پر پھول ڈالنے کی شرعی حیثیت سے متعلق ہے۔ اس کتاب پر اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عربی تقریظ موجود ہے۔ یہ کتاب سب سے پہلے مرادآباد سے شائع ہوئی۔ بعد ازاں ۱۹۸۳ء میں مبارک پور سے اس کا دوسرا ایڈیشن چھپ کر سامنے آیا۔ ۱۹۹۶ء میں یہ کتاب نئی ترتیب پیرابندی اور نئی فہرست کے ساتھ خوب صورت انداز میں مسلم کتابوی لاہور کے زیر اہتمام اشاعت پذیر ہوئی ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عربی تقریظ علامہ مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے اُردو ترجمہ کے ساتھ اس کتاب کی زینت ہے۔

تقریظ امام احمد رضا قادری رحمہ الباری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ القریب المجیب، و افضل الصّلوٰۃ و السّلام عَلَی المولی الحبیب و الہٖ و صحبہٖ اولی التقریب، جزی اللّٰہ الفاضل المجیب خیراً وّ یثیب، و جعلہ کاسمہ نعیم الدین و اتم لنا و لہ النعیم یوم الدین فقد غرز فی قبور قلوب المنکرین جرائد فرائد من الحق المبین لیخفف عنھم الرّجز ان کانوا منصفین و الا فلا دواء لداء المتعسفین اعاذنا اللّٰہ منہ و جمیع المسلمین و الحمد للّٰہ رب العالمین۔

ترجمہ تقریظ از استاذ العلما حضرت علامہ مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی ؒ۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو قریب ہے دعاؤں کو قبول فرمانے والا ہے، بہترین صلوٰۃ وسلام محبوب آقا پر اور ان کے آل واصحاب پر جو تقرب والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جواب لکھنے والے فاضل کو بہتر جزا اور ثواب عطا فرمائے اور ان کو ان کے نام کے مطابق دین کا پھول بنائے اور ہمارے لیے اور ان کے لیے روز جزا میں نعمتوں کو تام فرمائے۔

تو واقعی انہوں نے منکرین کے دلوں کی گہرائیوں میں حق مبین کے بے مثال پودے گاڑ دیے ہیں تاکہ ان کے گناہوں میں تخفیف ہو جائے، اگر وہ انصاف پسند ہوں۔ ورنہ تو مغرور منکرین کا کوئی علاج نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو اس غرور سے پناہ عطا فرمائے! الحمد للہ رب العالمین۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

43

فقہیات

تصنیف

مولانا مفتی محمد برہان الحق جبل پوری ؒ

برہان ملت حضرت مولانا مفتی عبد الباقی محمد برہان الحق جبل پوری ؒ (۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء) کا نام خلفائے امام احمد رضا میں نہایت نمایاں ہے۔ آپ نے مختلف تحریکوں میں حصہ لیا۔ تحریک پاکستان میں بھرپور کردار ادا کیا۔ مختلف موضوعات پر آپ نے کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ نے درس و تدریس کے علاوہ لگ بھگ ۷۵ برس فتویٰ نویسی کے فرائض سرانجام دیے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی ؒ کی حیات مبارکہ ہی میں بریلی شریف سے ایک رسالہ ماہ نامہ ''الرضا'' جاری ہوا۔ اس کا پہلا شمارہ ماہ محرم الحرام ۱۳۳۸ھ کو منظر عام پر آیا۔ ایڈیٹر اعلیٰ حضرت ؒ کے بھتیجے مولانا محمد حسنین رضا خان ؒ مقرر ہوئے۔ اہتمام کی خدمت صدر الشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی ؒ کے سپرد تھی۔

ماہ نامہ ''الرضا'' میں ایک مستقل عنوان ''فقہیات'' تھا جس کے تحت اعلیٰ حضرت بریلوی ؒ اور دیگر علمائے کرام کے فتاویٰ شائع ہوتے تھے۔ ماہ نامہ ''الرضا''، بریلی شریف جلد نمبر ۳ بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ کے شمارے میں فقہیات کے تحت علامہ مفتی محمد برہان الحق جبل پوری ؒ کے چار اہم فتوے حضرت عیسیٰ ؑ کی حیات، معراج النبی، میلاد شریف اور محرم الحرام میں ذکر شہادت شامل ہیں۔ صفحہ ۱۷ پر برہان ملت ؒ کے ان چار فتووں پر اعلیٰ حضرت بریلوی ؒ کی تصدیق جمیل و تقریظ جمیل موجود ہے نیز حجۃ الاسلام علامہ مفتی حامد رضا خاں بریلوی ؒ کی تقریظ و تصدیق بھی شامل ہے۔

تصدیق جلیل و تقریظ جمیل

سلطان العلماء المتبحرین برهان الفضلاء المتصدرین کنز الهدایة و الیقین شیخ الاسلام و المسلمین تاج المحققین سراج المدققین خاتمة الفقهاء و المحدثین بحر العلوم کشف السر المکتوم اعلی حضرة امام اهل سنة محی الدین و الملة مجدد المائة الحاضره صاحب الحجة القاهره

سیدنا و سندنا و استاذنا و شیخنا و

مولانا المفتی العلامة الشاه احمد رضا خان صاحب

ابقاه الله تعالی قدوة لمن اقتدی و سراجا منیرا لمن استرشد و اهتدی

الحمد لله و الصلوة و السلام علی مصطفاه و اله و صحبه و من والاه و من کان تعظیمه ﷺ غایة مرامه مرماه بارك الله فیك وبك ولك وعلیك یا و لدی و راحة کبدی و قرة عینی و هجة زینی جعلك الله کاسمك برهان الحق و الیقین و ناصر الدین المتین و کاسر رء وس المفسدین اجبت فاصبت بلغك الله ما اجبت۔ امین و الحمد لله رب العالمین۔

کتبه عبده المذنب احمد رضا

عفی عنه بمحمد ن المصطفی ﷺ

44

مخرج عقائد نوری بہ جواب نغمہ طنبوری

تصنیف

مولانا محمد غلام دستگیر ہاشمی قصوری رحمۃ اللہ علیہ

(م۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء)

عارف کامل حضرت علامہ مولانا محمد ابو عبد الرحمٰن غلام دستگیر ہاشمی حنفی نقش بندی مجددی قصوری رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء) برصغیر کے اکابر علماء و مشائخ میں ایک ہیں۔ تمام علوم عقلیہ میں فقیہانہ بصیرت رکھتے تھے۔ مختلف باطل فرقوں قادیانیت، عیسائیت، رافضیت، چکڑالویت اور غیر مقلدیت کے رد میں آپ کی کاوشیں نہایت روشن اور نمایاں ہیں۔ ابھی فتنہ قادیانی نے اپنے پر پرزے نکالے ہی تھے کہ آپ نے ''تحقیقات دستگیریہ'' لکھ کر اس کی اصل حقیقت طشت از بام کر دی۔ بعد ازاں اس کتاب کا عربی خلاصہ علمائے حرمین کے سامنے پیش کیا تو انھوں نے مرزا قادیانی کے عقائد پر فتوائے کفر صادر فرما دیا۔ اس روشن حقیقت کا اعتراف مرزا قادیانی کو بھی ان الفاظ میں کرنا پڑا:

''مولوی غلام دستگیر قصوری وہ بزرگ تھے جنہوں نے میرے کفر کے لیے مکہ معظمہ سے کفر کے فتوے منگوائے تھے۔'' (روحانی خزائن مطبوعہ ربوہ پاکستان ۲۰۰۸ء، ص ۲۵۹)

یہ بھی آپ ہی کی ذات تھی جس نے ۱۳۰۶ھ میں ریاست بہاول پور میں علمائے دیو بند کے خلیل احمد انبیٹھوی سے اس کی کتاب ''البراہین القاطعہ علی ظلام الانوار الساطعہ'' پر تاریخی مناظرہ کیا۔ اس مناظرہ کے شمس المشائخ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء) حکم تھے۔ مناظرہ میں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کو زبر دست شکست ہوئی۔ والی ریاست نے اسے ریاست سے نکال دیا۔ اس مناظرہ کی تفصیل آپ کی مشہور تالیف ''تقدیس الوکیل عن توہین الرشید و الخلیل''

میں موجود ہے۔ اسی طرح عقائد باطلہ کے رد میں آپ کی تقریباً بیس تالیفات منظر عام پر آئیں۔ عیسائیوں کے مشہور پادری عماد الدین نے جب "نغمہ طنبوری" میں اسلام اور مسلمین پر رکیک حملے کیے تو آپ نے تصنیف لطیف "مزیح عقائد فہوری بہ جواب نغمہ طنبوری" میں اس کے خیالات فاسدہ کی پرزور تردید فرمائی۔ عیسائیت کے رد میں آپ کی یہ اہم کتاب ۱۲۹۴ھ میں طبع ہوکر سامنے آئی۔ اس کے صفحہ۲ پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی ؒ کی مختصر مگر جامع تقریظ بے نظیر موجود ہے۔ جس پر آپ کے والد گرامی حضرت مولانا محمد نقی علی خان بریلوی ؒ کے دست خط بھی موجود ہیں۔

تقریظ

مولوی محمد نقی علی خان صاحب

ومولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

عالم باعمل مولوی غلام دستگیر صاحب نے حسب استدعا پادری عماد الدین خاتم جواب کو خصوص نصوص قرآنیہ وآیات بینات فرقانیہ سے مزین ومحلی کیا اور اس کا کاسہ سوال بانجاح مامول واعطائے مسئول بھر دیا۔ اس رسالے کا منطبع ہوکر بلا قیمت مشتہر اور اہل اسلام میں منتشر ہونا باعث تائید دین متین وتقویت شرع مبین ہے جو صاحب اس میں ہمت فرمائیں ان کے لیے ثواب جمیل اور اجر جزیل۔

محمد نقی علی خان ولد مولوی رضا علی خان

احمد رضا خاں ولد محمد نقی علی خان

45

مسئلہ نور وسایہ

تصنیف

مولانا حکیم حبیب علی علوی کاکوروی ؒ

(م۱۳۳۰ھ)

حضرت مولانا حکیم حبیب علی علوی کاکوروی ؒ (م۱۳۳۰ھ) اہل سنت کے جید عالم گذرے ہیں۔ ۱۷ برس کی عمر میں آپ نے درسیات تمام کرکے سند فضیلت حاصل کی۔ مولانا شاہ حیدر علی کاکوروی ؒ کے مرید وخلیفہ تھے۔ ندوۃ العلماء کے رکن خاص تھے، لیکن علمائے بدایوں اور بریلی کی علیحدگی کے بعد آپ نے بھی حمایت حق کی خاطر کنارہ کشی اختیار کرلی۔ تبلیغ اسلام سے آپ کی محبت اظہر من الشمس ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی ذات سے اٹاوہ اور مین پوری میں احکام شریعت کی پابندی بہت زیادہ ہوئی۔ آپ کی تصانیف میں سیف المسلول اور جائزہ وتجدات تحیات مشہور ہیں۔

بریلی شریف کے ذخیرۂ مسودات سے مولانا محمد ابراہیم شاہدی پورن پوری ؒ نے ۸ رجب المرجب ۱۳۶۳ھ کو اعلیٰ حضرت ؒ کی ایک ایمان افروز تقریظ نقل کی جو مولانا حکیم حبیب علی علوی کاکوروی ؒ کے ایک ایسے رسالہ پر لکھی گئی تھی جو عدم سایہ رسول ﷺ کے موضوع پر تھا یہ نقل محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد فیصل آبادی ؒ (م۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۲ء) کے ذخیرۂ کتب سے علامہ مفتی محمد عبدالقیوم قادری ہزاروی ؒ (م۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء) ۲۲ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ کو دست یاب ہوئی، جو آپ نے اعلیٰ حضرت ؒ کے مجموعہ رسائل (مسئلہ نور وسایہ) میں شامل فرمادی۔

یہ مجموعہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کے زیر اہتمام ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۵ء میں شائع ہوکر

عام ہوا۔ مجموعہ رسائل کے ساتھ یہ ایمان افروز تقریظ بھی محفوظ ہوگئی۔ فتاوی رضویہ جلد ۳۰ میں بھی یہ رسائل موجود ہیں۔

تقریظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھمّ لک الحمد فقیر غفرلہ المولی القدیر نے فاضل فاصل عالم عامل حامی السنۃ ماحی الفتنۃ مولانا مولوی حبیب علی صاحب علوی ایدہ اللّٰہ تعالٰی بالنور العلوی کی یہ تحریر منیر مطالعہ کی۔ فجزاہ اللّٰہ عنہ نبیہ المصطفی الجزاء الاوفی۔

مسئلہ بحمد اللہ تعالیٰ واضح ومکشوف اور مسلمانوں میں مشہور اور معروف ہے۔ فقیر کے اس میں تین رسائل ہیں:

(۱) قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام علیہ و علی الہ الصلوٰۃ و السلام۔

(۲) نفی الفیئ عمن انار بنورہ کل شیئ ﷺ۔

(۳) ھدی الحیران فی نفی الفیئ عمن شمس الاکوان علیہ الصلوٰۃ و السلام الاتمان الاکملان۔

یہاں جناب مجیب مصیب سلمہ القریب المجیب کی تائید میں بعض ائمہ کرام، علماے اعلام کا اضافہ کروں گا۔ امام جلیل جلال الملۃ والدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ خصائص الکبری شریف میں فرماتے ہیں:

باب الآیۃ فی انہ لم یکن یرٰی لہ ظل۔ اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول اللّٰہ ﷺ لم یکن یرٰی لہ ظل فی شمس ولا قمر، قال ابن سبع من خصائصہ ﷺ ان ظلہ کان لا یقع علی الارض لانہ کان نورا فکان اذ مشی فی الشمس او القمر لا ینظر لہ ظل قال بعضھم ویشھد لہ حدیث، قولہ ﷺ فی دعائہ واجعلنی نورا۔

نیز انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب (خصائص الکبری) ﷺ میں فرماتے ہیں:

لم یقع ظلہ ﷺ ولا رئی لہ ظل فی شمس ولا قمر قال ابن سبع لانہ کان نورا وقال رزین لغلبۃ انوارہ۔

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ افضل القرٰی لقراء ام القرٰی میں زیر قول ماتن رضی اللہ عنہ:

لم یعلوك فی علاك و قد حا   ل سنا منك دونھم سنا

فرماتے ہیں:

مقتبس من تسمیتہ تعالیٰ لنبیہ نورا فی نحو قد جاء کم من اللّٰہ نور و کتاب مبین، و کان ﷺ کثیر الدعاء بان اللّٰہ یجعل کلامن حواسہ و اعضائہ و بدنہ نورا اظھار الوقوع ذٰلك وتفضل اللّٰہ تعالیٰ علیہ بہ لیزداد شکرہ وشکر امتہ علی ذٰلك کما امرنا بالدعاء الذی فی اخر البقرۃ مع وقوعہ و تفضل اللّٰہ تعالیٰ بہ لذٰلك ومما یؤیدانہ ﷺ صار نورا انہ کان اذا مشٰی فی الشمس والقمر لا یظھر لہ ظل لانہ لایظھر الا للکثیف و ھو ﷺ قد خلصہ اللّٰہ تعالیٰ من سائر الکثافات الجسمانیۃ سیرۃ نورا صرفا لا یظھر لہ ظل اصلا۔

علامہ سلیمان جمل شرح ہمزیہ میں فرماتے ہیں:

لم یکن لہ ﷺ ظل یظھر فی شمس ولا قمر۔

علامہ حسین بن محمد دیار بکری کتاب الخمیس فی احوال انفس نفیس ﷺ میں لکھتے ہیں:

لم یقع ظلہ ﷺ علی الارض و لا یرٰی لہ ظل فی شمس و لا قمر۔

بعینہٖ اسی طرح نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی الاطہار میں ہے۔ علامہ سیدی محمد زرقانی شرح مواہب شریف میں فرماتے ہیں:

لم یکن لہ ﷺ ظل فی شمس ولا قمر لانہ کان نورا کما قال ابن سبع وقال رزین لغلبۃ انوارہ وقیل حکمۃ ذٰلك صیانتہ عن ان یطا کافر ظلہ۔ رواہ الترمذی عن ذکوان ابی السمان الزیات المدنی او

ابی عمرو المدنی مولی عائشة رضی اللّٰہ تعالی عنها و کل منها ثقة من التابعین فهو مرسل لکن روی المبارك وابن الجوزی عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهما لم یکن للنبی ﷺ ظل ولم یقم مع الشمس قط الاغلب ضوء ه ضوء الشمس ولم یقم مع سراج قط الاغلب ضوء ہ ضوء السراج۔

فاضل محمد بن صبان ''اسعاف الراغبین'' میں ذکر خصائص نبی ﷺ میں لکھتے ہیں:

و انه لا فیء له۔

حضرت مولوی معنوی قدس سرہ الشریف فرماتے ہیں:

چوں فناش از فقر پیرایہ شود او محمد وار بے سایہ شود (ﷺ)

ملک العلماء بحر العلوم مولانا عبد العلی قدس سرہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

درمصراع ثانی اشارہ بہ معجزۂ آں سرور ﷺ است کہ آں سرور را سایہ نمی افتاد۔

یہاں اس مسئلہ مسلمہ کے منکر وہابیہ ہیں اور اسمٰعیل دہلوی کے غلام اور اسمٰعیل کو غلامی حضرت مجدد کا ادعا اور حضرت شیخ مجدد جلد ثالث مکتوبات صدم میں فرماتے ہیں:

او را ﷺ سایہ نبود و در عالم شہادت سایۂ ہر شخص از شخص لطیف تر ست و چوں لطیف ترے از وے ﷺ نباشد او را سایہ چہ صورت دارد علیه و علی اله الصلوات و التسلیمات۔

اسی کے مکتوب ۱۲۲ میں فرمایا:

واجب را تعالیٰ چرا ظل بود کہ ظل موہم تولید مثل ست منبی شائبہ عدم کمال لطافت، اصل ہرگاہ محمد رسول اللہ ﷺ را از لطافت ظل نبود خدائے محمد را چگونہ ظل باشد۔ اھ۔

جل و علا و ﷺ

اقول مطالع المسرات شریف میں امام اہل سنت سیدنا امام ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ سے ہے:

انه تعالی نور لیس کالانوار و الروح النبویة القدسیة لمعة من نوره و الملئکة شرر تلك الانوار۔

پھر اس کی تائید میں حدیث کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اول ما خلق اللّٰہ نوری و من نوری خلق کل شیء۔

جب ملائکہ کہ حضور اقدس ﷺ کے نور سے بنے، سایہ نہیں رکھتے تو حضور کہ اصل نور ہیں جن کی ایک جھلک سے سب ملک بنے کیوں کر سایہ سے منزہ نہ ہوں گے۔ عجب کہ ملائکہ مصطفےٰ ﷺ کے نور سے بنے، بے سایہ ہوں اور مصطفےٰ ﷺ کہ نور الٰہی سے بنے سایہ رکھیں۔ حدیث میں ہے کہ آسمانوں میں چار انگل جگہ نہیں جہاں کوئی فرشتہ اپنی پیشانی رکھے سجدہ میں نہ ہو۔ ملائکہ کے سایہ ہوتا تو آفتاب کی روشنی ہم تک کیوں کر پہنچتی یا شاید پہنچتی تو ایسی جیسے گھنے پیڑ میں سے چھن کر خال خال بندکیاں نور کی سائے کے اندر نظر آتی ہیں۔ ملائکہ تو لطیف تر ہیں، نار کے لیے سایہ نہیں بل کہ ہوا کے لیے سایہ نہیں بل کہ عالم نسیم کی ہوا کہ ہوائے بالا سے کثیف تر ہے، اس کا بھی سایہ نہیں ورنہ روشنی کبھی نہ ہوتی بل کہ ہوا میں ہزاروں لاکھوں ذرے اور قسم قسم کے جانور بھرے پڑے ہیں کہ خورد بین سے نظر آتے ہیں اور بعض بے خورد بین بھی جب کہ دھوپ کسی بند مکان میں روزن سے داخل ہو ان میں کسی کے سایہ نہیں، یہ سب تو قبول کرلیں گے مگر محمد رسول اللہ ﷺ کے تن اقدس کی ایسی لطافت کس دل سے گوارا ہو کہ حضور کے لیے سایہ نہ تھا، جانے دو، یہاں ان ذروں کی اور جانوروں کی باریکی جسم کا حیلہ لوگے، آسمان میں کیا کہو گے؟! اتنا بڑا جسم عظیم کہ تمام زمین کو محیط اور اس کا ایک ذرا سا ٹکڑا، جس میں آفتاب ہے، سارے کرہ زمین سے تین سو چھبیس حصے بڑا ہے، اسی کا سایہ دکھا دیجیے، اسکا سایہ پڑتا تو قیامت تک تمہیں دن کا منہ دیکھنا نصیب نہ ہوتا، ہاں ہاں یہی جو نیلگوں چھت ہمیں نظر آتی ہے، یہی پہلا آسمان ہے قرآن عظیم یہی بتاتا ہے۔ قال تعالی:

افلم ینظروا الی السماء فوقهم کیف بنینٰها و زیّنّٰها و ما لها من فروج۔

کیا نہیں دیکھتے اپنے اوپر آسمان کو ہم نے اسے کیسا بنایا اور آراستہ کیا اور اس میں کہیں شگاف نہیں۔

اور فرماتا ہے:

و زینّٰھا للناظرین۔

ہم نے آسمان کو دیکھنے والوں کے لیے آراستہ کیا۔

اور اگر فلاسفہ یونانی کی فضلہ خوری سے یہی مانیے کہ جو نظر آتا ہے فلک نہیں کرۂ بخار ہے جب بھی ہمارا مطلب حاصل کہ اتنا بڑا جسم عظیم عنصری سایہ نہیں رکھتا۔ اسے آسمان کہو یا کرہ بخار ہیئت جدیدہ کا کفر اوڑھو کہ آسمان کچھ ہے ہی نہیں یہ جو نظر آتا ہے محض موہوم و بے حقیقت حد نگاہ ہے تو ایک بات ہے مگر آسمانی کتاب پر ایمان لا کر آسمان سے انکار ناممکن۔

غرض جب دلیل قاہرہ سے ثابت کہ جسم عنصری کے لیے سایہ ضروری نہیں تو نیچریوں کی طرح خلاف نیچر ہونے کا جو میانہ استبعاد تھا وہ اوڑھ لیا، پھر کیا وجہ کہ ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ جو فضیلت ہمارے حبیب اکرم ﷺ کے لیے نقل فرماتے اور مقبول مقرر رکھتے آئے اور عقل و نقل سے کوئی اس کا دافع نہیں، تسلیم نہ کیا جائے یا اس میں چون و چرا برتی جائے، اسے سوائے مرض قلب کے کیا کہیے، محمد رسول اللہ ﷺ کے فضائل کو بیمار دل گوارا نہیں کرتا۔ یشرح صدرہ للاسلام کی دولت نہ ملی کہ اللہ تعالیٰ اس کا سینہ قبول و تسلیم کے لیے کھول دیتا، ناچار یجعل صدرہ ضیقا حرجا کانما یصعد فی السماء کی آڑے آتی، دل تنگ ہو کر گور کا فرکے مثل ہو جاتا اور فضیلت کا منکر کلیجہ چارا چار اچھلتا۔ گویا آسمان کو چڑھا جاتا ہے۔ کذٰلك یجعل اللہ الرجس علی الذین لا یومنون۔ والعیاذ باللہ رب العلمین۔ و اللہ سبحنہ و تعالٰی اعلم

کتبہ الفقیر محمد ابراھیم شاھدی پورن پوری غفرلہ

مورخہ ۸ رجب المرجب ۱۳۶۳ھ

منقول از مسودات اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا مولوی حافظ قاری احمد رضا خان صاحب بریلوی رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا

46

مواہب ارواح القدس لکشف حکم العرس

تصنیف

ملک العلما علامہ سید محمد ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ

(م ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء)

ملک العلما حضرت علامہ سید محمد ظفر الدین قادری رضوی بہاری علیہ الرحمہ (م ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء) محتاج تعارف نہیں۔ آپ ہی کی کوششوں نے بریلی شریف میں مدرسہ منظر الاسلام قائم ہوا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے آپ نے براہ راست علمی و روحانی فیوض حاصل کیے اور تمام سلاسل میں مجاز مطلق ہوئے۔ آپ ایک بالغ نظر مفکر اور دیدہ ور مفتی و محدث تھے۔ اس پر آپ کی مختلف علوم و فنون پر تحقیقی کتب شاہد عدل ہیں۔ ان میں "جامع الرضوی" اور "حیات اعلیٰ حضرت" کو زبردست پذیرائی ملی۔ پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین احمد علیہ الرحمہ آپ کے فرزند ارجمند ہیں جو آپ کی یادگار تھے۔

آپ کی تصانیف کی یہ اہم خصوصیت ہے کہ انداز تحریر اور طرز استدلال میں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ کی فکر بلیغ کی جھلک نظر آتی ہے۔ جس مسئلہ پر قلم اٹھایا اس پر سیر حاصل بحث فرمائی اور کوئی تشنگی نہیں چھوڑی۔ ایک استفتاء جو عرس کے بارے میں تھا کے جواب میں آپ نے نئے اسلوب کے ساتھ اور دلائل و شواہد کی روشنی میں رہنمائی فرمائی، جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ تمام بحث آپ کی تاریخی کتاب "مواہب ارواح القدس لکشف حکم العرس" (۱۳۲۴ھ) میں چھپ کر سامنے آئی ہے۔ کتاب کی اہمیت اور صاحب کتاب کی بصیرت پر اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوگی کہ اس پر اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ نے تقریظ جلیل رقم فرمائی ہے اور مصنف کو الفاظ کریمہ سے نوازا ہے۔

مولانا آل مصطفےٰ مصباحی صاحب مدظلہ کے ترجمہ وتحشیہ کے ساتھ مکتبہ معارف رضا بائسی بازار پورنیہ بہار انڈیا سے ۱۹۹۲ء میں یہ عظیم کتاب نئی آب وتاب کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ اس کے صفحہ ۳۷ پر اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ موجود ہے۔

تقریظ جلیل اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب بریلوی

الحمد لله و كفى و الصلاة و السلام على حبيبه المصطفى و اله و صحبه و سائر العرفا۔ اما بعد فسمعت هذه الرسالة العلامة لذى فضل ونبالة الولد الاعز الاغر قرة عينى و بهالى و زينى الفاضل المولوى محمد ظفر الدين جعله الله كاسمه ظفر الدين و من حماة السنن و محاة الفتن وكماة المؤيدين للدين المتين ونفعه بعلمه والمسلمين امين فحمدت الله رب العلمين ورجوت ان سيكون ان شاء الله زمرنا وردا ونا لنا بعونه و صونه دوحة ميدا بفضل الله ثم فضل الحبيب انه سميع قريب مجيب عزعلوعزه و جلاله وصلى الله على الحبيب واله امين۔ فی الواقع عرس اولیائے کرام کہ منکرات شرعیہ سے خالی ہو جائز ومستحسن ہے اور رقص فواحش ومزامیر محرمہ کا خلط جس طرح جہال میں شائع قبیح ومستہجن، اور اس پر اصرار فسق وجہالت اور اس کا انکار وہابیہ کی ضلالت افراط وتفریط خطاء وجہل ہے۔ اور صراط مستقیم وسط وعدل، نعوذ باللہ من الافراط والتفریط ونساله الثبات على الصراط الوسيط امين والله سبحنه وتعالیٰ اعلم۔

كتبه عبده المذنب احمد رضا البريلوى

عفى عنه بمحمدن المصطفى النبى الامى صلى الله عليه وسلم

مہر ۱۳۰۱

47

نجم شریعت (جزو اوّل)

مصنف

مولانا حافظ محمد نجم الدین نجم قادری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا حافظ محمد نجم الدین نجم قادری رحمۃ اللہ علیہ ابن شیخ حاجی بشیر الدین رحمۃ اللہ علیہ بریلی شریف کے رہنے والے تھے۔ بریلی شریف میں مدرسہ ''حفظ القرآن اہل سنت والایمان'' کے مدرس و مہتمم حضرت سراج الملت مولانا الحاج محمد حسن عرف بھولے میاں رحمۃ اللہ علیہ آپ کے نانا تھے۔ آپ بھی اسی مدرسہ میں مدرس تھے۔

''نجم شریعت'' آپ نے چھوٹے بچوں اور بچیوں کے لیے بنیادی اور ضروری مسائل پر مبنی نہایت سادہ، عام فہم رسالہ لکھا جو بارہ جزو پر مشتمل ہے۔ اس کا جزو اوّل ۱۳۳۹ھ میں سید انتظام علی رحمۃ اللہ علیہ کے زیر اہتمام مطبع نادری واقع بریلی سے شائع ہوا۔

رسالہ کے سرورق پر یہ عبارت درج ہے:

''رسالہ ہذا آئین شریعت سے پر اور مسائل ضروری سے معمور ہر مسلمان کے دل میں سرور پیدا کرنے والا ہے جو کہ بارہ جز پر ترتیب دیا گیا ہے لیکن اس کا ایک ایک جز علیحدہ علیحدہ بہ وجہ آسانی شائع ہو کر ان شاء اللہ تعالیٰ ایک سال کے اندر برادران اسلام کی خدمت میں پیش ہوگا اور دینی تعلیم سے ہر مسلمان کو مدد اور فائدہ دے گا، چوں کہ ہمیں مدرسہ حفظ القرآن کو ترقی دینا مقصود ہے جس میں کہ دینی تعلیم محض اللہ کے واسطے دی جاتی ہے۔''

نجم شریعت (جزو اول) کے آخری صفحہ ۱۶ پر صرف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ہی کی ایک ذی شان تقریظ مرقوم ہے۔ جس میں آپ نے نہ صرف ''نجم شریعت'' بلکہ اس کے مصنف کو بھی اعتبار و وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے خراج تحسین پیش فرمایا ہے۔

تقریظ اعلیٰ حضرت قدس سرہ الاقدس

میں نے بحمد اللہ نجم شریعت کا یہ جز سنا اس کے مسائل صحیح اور قابل عمل ہیں۔ اہل سنت کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں اور عورتوں کے درس میں داخل کریں۔ اللہ تعالیٰ مصنف یعنی حافظ محمد نجم الدین صاحب سلمہ کو جزائے خیر دے اور ان کی سعی قبول فرمائے۔ آمین

فقیر احمد رضا قادری

48

نگارستان لطافت

تصنیف

مولانا محمد حسن رضا خان حسن قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

(م ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء)

حضرت مولانا محمد حسن رضا خان حسن قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء) خاندانِ رضویہ کے فرد فرید تھے۔ آپ اپنی خاندانی نجابت کی بنا پر ہی نہیں، ذاتی علم و فضل اور زہد و تقویٰ کے باعث بھی تاریخ میں ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ اپنے دور کے مقتدر شعرا اور نامور فضلا میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ اپنے عہد میں سخن ور خوش بیاں، ناظم شیریں زباں اور قوت بازوے امام نعت گویاں مشہور تھے۔

مختلف موضوعات پر نظم و نثر میں ۱۷ سے زائد تصانیف آپ کی پچاس سالہ حیات مستعار کا شاہکار ہیں۔ ان میں ''نگارستانِ لطافت'' نامی کتاب خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ بنیادی طور پر ایک میلاد نامہ ہے لیکن آخر میں معراج نامہ بھی اس کی زینت ہے گویا میلاد و معراج پر یہ مختصر مگر جامع تحریر ہے۔ اس میں نظم و نثر کا حسین امتزاج ہے۔ اس میں صنائع و بدائع، مسجع و مقفیٰ کا التزام جا بہ جا نظر آتا ہے۔ ایک طرف تشبیہات و استعارات کی بہار ہے تو دوسری جانب سادگی و سلاست اپنے عروج پر نظر آتی ہے۔

آپ نے محبت رسول ﷺ میں ڈوب کر ''نگارستان لطافت'' کو ایک سلک مروارید کی طرح خوب صورت گلدستہ بنایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی سطر سطر سے محبت رسول ﷺ کے سوتے پھوٹتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

''نگارستانِ لطافت'' ۱۳۰۲ھ میں تالیف ہوئی اور پہلی بار ۱۳۰۲ھ ہی کو طباعت سے آراستہ ہوئی۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے لیے فارسی میں چار قطعات لکھے ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اس تحسین سے کتاب کی اہمیت میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔

پہلے قطعہ میں آپ نے صنعت تضاعف کا استعمال فرمایا ہے۔ اس مشکل صنعت میں تاریخی نکالی ہیں اور ایک لفظ کو تین گنا کرنے سے تاریخی مادے نکالے ہیں۔ پورے قطعہ میں الفاظ کے زیروبم کے ساتھ معنوی ارتباط بھی خوب ہے۔ اس میں لفظ ''تجلی'' کے اعداد تین بار جوڑنے سے سنہ مطلوب ۱۳۰۲ھ برآمد ہوتا ہے۔ دوسرے اور تیسرے قطعہ میں ''تاریخ معنوی'' نکالی ہے۔ چوتھے قطعہ میں آپ نے سن تالیف اور سن طباعت دونوں کا اہتمام کیا ہے۔ پہلے مصرعوں سے سن طباعت اور دوسرے دونوں مصرعوں سے سن تالیف ۱۳۰۲ھ برآمد ہوتا ہے۔ یہ بھی صنعت تاریخ معنوی منظوم کی واضح مثالیں ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ان چاروں قطعات کو منظوم تقریظ نگاری میں بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔

(1)

چو لامع شد کہدر از تجلی — مہ طیبہ علیہ اللہ صلی
وہانش مشرق وحی مبیں شد — بر آمد مہر از ماہ مجلی
ہجوم آوردہ اندر جلوہ گاہش — نجوم آل و اصحاب معلّی
چنایں مہر و مہ نجم بہم شد — رضا گوید سہ بالا شد ''تجلی''

۴۳۴×۳=۱۳۰۲ھ

(2)

یافت حسن بحسن تحسین — از حسان در ذکر حسین
گفت رضا تاریخ چنیں — ''نعت اشرف قبلۂ دیں''

۱۳۰۲ھ

(3)

دل و جانم حسن حسن گفت و در سفت — بہ ملک مدحت میلاد اقدس
شنیدم نغمہ ی زد بلبل خلد — ''مبارک شادی نعت مقدس''

۱۳۰۲ھ

(4)

۱۳۰۳ھ — ۱۹۲۲ء ۱۳۰۳ھ
حسن در ذکر والا جاہ طٰہٰ — گہر سفت از یمین ذکر احسن
۱۳۰۲ھ — ۱۳۰۲ھ
حسن محسن رضا بیند قضا گفت — رضا گفتہ مبارک ذکر احسن
۲۷۰۳ — ۲۸۰۹

49

ہدایۃ العنود الی مسئلۃ المفقود

تصنیف

علامہ مفتی محمد عمر الدین ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

(م ۱۳۴۹ھ/۱۹۳۱ء)

حضرت علامہ مفتی محمد عمر الدین ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۹ھ/۱۹۳۱ء) اپنے دور کے اکابر علما میں نمایاں تھے۔ آپ کا پایہ علمی بہت بلند تھا۔ اس پر آپ کی تصانیف گواہ ہیں۔

حامی سنت ماحی بدعت حضرت حافظ عبدالحلیم سنی حنفی قادری کریالوی رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش پر آپ نے ایک رسالہ "ہدایۃ العنود الی مسئلۃ المفقود" لکھا جسے ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۷ء میں ناشر سنیت حضرت ابوالمساکین علامہ محمد ضیاء الدین قادری پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۴ھ/۱۹۴۵ء) نے اپنے زیر اہتمام مطبع حنفیہ پٹنہ سے شائع فرمایا۔ انھوں نے رسالہ کے سرورق پر مصنف کا نام ان القاب کے ساتھ طبع فرمایا:

"عالم اجل فاضل اکمل قامع بدعت قاطع ضلالات ناصر شریعت یاور سنت حضرت مولانا وسیدنا مولوی مفتی محمد عمر الدین صاحب ہزاروی صین عن شرور الغوی۔"

رسالہ کے آخر میں عرض ناشر کے طور پر آپ اس کی غرض وغایت اور اہمیت سے یوں پردہ اٹھاتے ہیں:

"حضرات اس دور آخر میں کہ طرح طرح کے شرور وفتن کی گرم بازاری ہے اور قسم قسم کی شیطانیوں اور شرارتوں کی تحریراً وتقریراً اشاعت ہو رہی ہے، آپ کو اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ اپنے دین کی حفاظت میں کمال مستعدی سے کام لیجیے اور اس پر جو حملے ہو رہے ہیں ان کے روکنے میں حتی الوسع کوتاہی نہ کیجیے۔ دیکھیے اس رسالہ

ہدایت قبالہ نے کیسا کچھ دین حق کا بول بالا اور بدمذہبی کا منہ کالا کیا۔ مسئلہ مفقود میں کس قدر طبع آزمائیاں کی گئیں۔ اس نے ان سب پر پانی پھیرا اور ساری مخالفین کی کوششوں کو ذریا برد کیا۔ بس اس طرح کے کاموں کی فی زمانہ حاجت ہے۔ پروردگار اس کے مؤلف اور اس کی اشاعت میں سعی کرنے والوں کو اجر جزیل عطا کرے اور آپ صاحبوں کو اعانت ملت وحمایت سنت سنیہ میں سرگرمی تام و مستعدی تمام بخشے اور تا قیامت متاع برکات دینیہ سے مالا مال رکھے۔ آمین۔"

۵ ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ

اپنے موضوع پر یہ بے نظیر رسالہ مشاہیر علماء کرام کی تقاریظ ومواہیر سے مزین ہے۔ اس کے صفحہ ۲۰ پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ جلیل بھی موجود ہے۔ آپ نے اپنی تقریظ میں فاضل مؤلف کے موقف کی بھرپور تائید وحمایت فرمائی ہے۔

تقریظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللّٰھم لک الحمد صل و سلم و بارک علی نبی الحمد و الہ و صحبہ اجمعین۔

فقیر غفرلہ المولی القدیر نے رسالہ "ہدایۃ العنود الی مسئلۃ المفقود" مصنفہ مولانا و بالفضل اولانا حامی السنن ماحی الفتن مولانا مولوی محمد عمر الدین جعلہ اللہ تعالی کاسمہ عمر الدین و عمر بہ ربوع الدین المتین امین مطالعہ کیا فی الواقع صورت مسئولہ میں وہ عورت نکاح نہیں کر سکتی جب تک شوہر کی موت ثابت نہ ہو یا اس کی عمر سے ستر سال گزر جائیں اس کے بعد عدت وفات کر کے نکاح کی مجاز ہوگی اور دوسرا فتویٰ کہ فاضل مجیب نے کسی قاضی کا نقل کیا اصلاً قابل عمل نہیں اور ادعای ضرورت کے شافی جواب فتاویٰ فقیر میں مشرح ومفصل ہیں۔ و باللہ التوفیق۔ و اللہ سبحنہ و تعالی اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمد ن المصطفی النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم

مہر ۱۳۰۱ھ

50

ہدایۃ الغبی الی اسلام آباء النبی (صلی اللہ علیہ وسلم)

تصنیف

مولانا مولوی سید محمد عبد الغفار شاہ قادری بنگلوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا مولوی سید محمد عبد الغفار شاہ قادری حنفی بنگلوری رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۸ء میں ایک رسالہ "ہدایۃ الغبی الی اسلام آباء النبی" تحریر فرمایا جو ۱۳۵۲ھ/ ۱۹۳۳ء میں صوفی احمد دین کے زیر اہتمام آرمی پریس ہسپتال روڈ لاہور بہ اہتمام بابو دیوان سنگھ پرنٹر سے طبع ہوا تھا۔ رسالہ کے سرورق پر درج ذیل عبارت مرقوم ہے:

"اس رسالہ میں بہ دلائل آیات شریفہ مع استدلال مفسرین و احادیث لطیفہ دلائل الخیرات و اقوال مذاہب اربعہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضور سرور دو جہاں رسول انس و جان احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے آبائے شریفہ و امہات لطیفہ حضرت آدم و حوا علی نبینا و علیہما الصلوٰۃ والسلام سے لے کر حضرت عبد اللہ و آمنہ رضی اللہ عنہما تک سب کے سب موحد و مسلمان تھے اور یہی عقیدہ و مسلک جمہور علمائے اہل سنت و جماعت کا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اس رسالہ میں معترضین کے کل سوالات بعینہٖ نقل کر کے جوابات شافیہ بہ ادلہ قویہ دیے ہیں۔ اہل عقیدت و محبان رسول اکرم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تحفہ نایاب ہے۔"

اپنے موضوع پر یہ لاجواب رسالہ اپنے عہد کے مشہور و معروف علمائے کرام کی تقاریظ سے مزین ہے۔ ایک تقریظ نگار مولانا الٰہی بخش شاہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے مصنف کا نام یوں اس انداز میں لکھا کہ مصنف کا مختصر سا تعارف ہی کرا دیا ہے:

"عالم جلیل فاضل نبیل جامع معقول حاوی منقول مخزن شریعت معدن طریقت مخلصی

مولانا مولوی سید محمد عبد الغفار شاہ صاحب قادری الحنفی بنگلوری اعلیٰ مدرس مدرسہ عربیہ جامع العلوم معسکر بنگلور۔" (ص ۳۲)

رسالہ کے صفحہ ۳۷ تا ۴۰ پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ بے نظیر بطور ضمیمہ شامل ہے جس نے رسالہ کی عظمت کو چار چاند لگا دیے ہیں۔ تقریظ دو سطری ہے، آخر میں اعلیٰ حضرت کے رسالے شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام (۱۳۱۵ھ) کا خلاصہ درج ہے۔ یہاں صرف تقریظی کلمات درج کیے جاتے ہیں۔

تقریظ

بحمد اللہ والمنہ یہ رسالہ بہت ہی عمدہ اور خوب ہے، لہٰذا چند سطور اس میں تحریر کی جاتی ہیں اس کا نام بلحاظ تاریخ شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام ....

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمد ن المصطفی النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم

مہر ۱۳۰۱ھ

ماخذ و مراجع

کتب

۱- اجتناب العمال عن فتاوی الجہال: مفتی محمد حامد رضا خان بریلوی، مشمولہ فتاویٰ حامدیہ، لاہور

۲- اجلال الیقین بتقدیس سید المرسلین: مفتی محمد برہان الحق جبل پوری، لاہور، ۲۰۱۱ء

۳- احتراز الصالحین عن شرور الفاسقین: مولانا حافظ عبد الحلیم کریالوی، بمبئی ۱۳۲۰ھ

۴- اذاقۃ الاثام لمانعی عمل المولد والقیام: مولانا محمد نقی علی خان بریلوی، کراچی، ۲۰۰۸ء

۵- ازالۃ الملامہ عن الامامہ بغیر العمامہ: مفتی محمد عمر الدین ہزاروی، مشمولہ تحفۂ حنفیہ ۱۳۹۱ھ (جلد ج ۵ ش ۱۲)

۶- اقامۃ القیامہ علی طاعن القیام لنبی تہامہ: امام احمد رضا محدث بریلوی، لاہور

۷- اکرام امام احمد رضا: مفتی محمد برہان الحق جبل پوری، لاہور ۱۹۸۱ء

۸- الاعلام الاذکیا باثبات علوم الغیب لخاتم الانبیا: مفتی محمد سلامت اللہ رام پوری، رام پور ۱۹۰۲ء

۹- الاجازۃ فی الذکر الجہر مع الجنازہ: مفتی محمد عمر الدین ہزاروی، بمبئی

۱۰- البراہین القاطعہ علی ظلام الانوار الساطعہ: مولانا خلیل احمد انبھٹوی، لاہور

۱۱- البلاغ المبین: منسوب بہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لاہور ۱۳۰۷ھ

۱۲- الحبل القوی لہدایۃ الغوی معروف بہ اثبات تقلید شرعی: علامہ حافظ محمد عبد الرحمٰن تحی، بہار ۲۰۰۱ء

۱۳- الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ: امام احمد رضا محدث بریلوی، کراچی

۱۴- السیف المسلول علی منکر علم غیب الرسول: مولانا محمد احمد رام پوری، بمبئی

۱۵- الصارم الربانی علی اسراف القادیانی: مفتی محمد حامد رضا خان بریلوی، لاہور

۱۶- الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ: مولانا غلام دستگیر ہاشمی قصوری، لاہور ۲۰۱۲ء

۱۷- العسل المصفی فی عقائد ارباب سنۃ المصطفی: شاہ ابو الحسین احمد نوری، مارہرہ

۱۸- العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ ج ۱، ۹، ۲۳، ۲۹: امام احمد رضا محدث بریلوی، رضا فاؤنڈیشن، لاہور جدید

۱۹- العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ ج ۱۲: امام احمد رضا محدث بریلوی، بمبئی قدیم

۲۰- القول المکنون فی احکام فوٹو گراف اور گراموفون: مفتی محمد سلامت اللہ رام پوری، رام پور ۱۳۲۸ھ

۲۱- المعتقد المنتقد (عربی): مولانا شاہ فضل رسول بدایونی، لاہور

۲۲- المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد (عربی): امام احمد رضا محدث بریلوی، لاہور

۲۳- المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد (اردو) مترجم مفتی محمد اختر رضا خان بریلوی، کراچی ۲۰۰۳ء

۲۴- امام احمد رضا محدث بریلوی اور علمائے مکہ مکرمہ: محمد بہاء الدین شاہ، کراچی، ۲۰۰۷ء

۲۵- امیر ملت اور ان کے خلفا: محمد صادق قصوری، سیال کوٹ

۲۶- الملفوظ (ملفوظات اعلیٰ حضرت): مفتی محمد مصطفی رضا خان بریلوی، کراچی ۲۰۰۹ء

۲۷- انباء المصطفی بحال سر و اخفی: امام احمد رضا محدث بریلوی، لاہور

۲۸- انوار اللمعہ فی ذکر الجمعہ: مولانا محمد گوہر علی شاہ علوی، لاہور ۱۹۰۴ء

۲۹- انوار آفتاب صداقت ج ۱: علامہ قاضی فضل احمد لدھیانوی، لاہور ۱۹۳۵ء

۳۰- انوار آفتاب صداقت ج ۲: علامہ قاضی فضل احمد لدھیانوی، لاہور ۱۹۲۸ء

۳۱- انوار الحسنات فی رد البدعات: مولانا حکیم غلام احمد شوق سنبھلی، مرادآباد ۱۸۸۳ھ

۳۲- انوار الشروق فی احکام الصندوق: الشیخ محمد علی مکی مالکی، مکۃ المکرمہ ۱۳۲۹ھ

۳۳- انوار المنان فی توحید القرآن: امام احمد رضا محدث بریلوی، کراچی

۳۴- انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ: علامہ عبد السمیع رام پوری، لاہور ۱۹۹۲ء

۳۵- اوضح البراہین علی عدم جواز الصلوٰۃ خلف غیر المقلدین: مفتی محمد سلامت اللہ رام پوری

لاہور ۱۳۳۷ھ

۳۶- اہلاک الوہابیین علی توہین قبور المسلمین: محمد محمد عمر الدین ہزاروی، بمبئی

۳۷- ایضاح سنت: مولانا محمود جان جام جودھ پوری، لکھنؤ ۱۹۱۷ء

۳۸- بساتین الغفران: حازم محمد احمد عبدالرحیم المحفوظ، لاہور ۱۹۹۷ء

۳۹- بہار شریعت: مفتی محمد امجد علی اعظمی، کراچی ۲۰۱۲ء

۴۰- تاریخ الدولۃ المکیۃ: عبدالحق انصاری، لاہور ۲۰۰۶ء

۴۱- تحقیق المرام فی وجوب تعیین تقلید الامام: مفتی محمد سلامت اللہ رام پوری مشمولہ ماہ نامہ تحفۂ حنفیہ، پٹنہ شوال المکرم ۱۳۲۱ھ

۴۲- تذکرۂ اکابر اہل سنت: مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری، لاہور ۱۹۷۶ء

۴۳- تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت: محمد صادق قصوری، ڈاکٹر مجید اللہ قادری، کراچی

۴۴- تذکرہ علمائے اہل سنت: مولانا محمود احمد قادری، فیصل آباد ۱۹۹۲ء

۴۵- تذکرہ علمائے اہل سنت ضلع چکوال: علامہ حافظ عبدالحکیم نقش بندی، راول پنڈی ۱۹۹۷ء

۴۶- تذکرہ کاملان رام پور: حافظ احمد علی خان شوق، دہلی ۱۹۸۶ء

۴۷- تذکرۂ نوری: مولوی غلام شبیر قادری نوری، لائل پور ۱۹۶۸ء

۴۸- تفسیر نبوی ج ۵: علامہ نبی بخش حلوائی، لاہور ۱۳۳۱ھ

۴۹- تقبیل یادست بوسی وقدم بوسی: مولانا محمد عماد الدین سنبھلی، ملتان ۱۹۲۰ء

۵۰- تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل: مولانا غلام دستگیر قصوری، لاہور

۵۱- تقویۃ الایمان: مولانا اسماعیل دہلوی، لاہور

۵۲- تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال: مفتی حافظ بخش آنولوی، لکھنؤ ۱۸۷۴ء

۵۳- تنبیہ الغفول عن علم غیب الرسول: مولانا محمد عبید اللہ قادری چشتی بدایونی، بمبئی ۱۳۱۹ھ

۵۴- توضیح المرام فی اثبات المولد والقیام: مولانا ابوالنصر حکیم محمد یعقوب قادری، لاہور

۵۵- جدید نسیم اللغات: مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی، قائم رضا نسیم امروہوی، آغا محمد باقر نبیرہ آزاد، لاہور

۵۴- جواہر البیان فی اسرار الارکان: امام المتکلمین مفتی محمد نقی علی خان بریلوی، سنہ ۱۹۹۹ء

۵۵- حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین: امام احمد رضا محدث بریلوی، لاہور

۵۶- حفظ الایمان: مولانا اشرف علی تھانوی، لاہور

۵۷- حنفی نماز مدلل: مولانا محمد شریف محدث کوٹلوی، لاہور

۵۸- حیات مولانا احمد رضا خان بریلوی: پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، سیالکوٹ ۱۹۸۱ء

۵۹- دائرہ معارف امام احمد رضا: پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، کراچی ۱۹۸۲ء

۶۰- ذکر رضا: مولانا محمود جان جام جودھ پوری، کراچی

۶۱- ذوق نعت معروف بہ صلۂ آخرت: مولانا محمد حسن رضا خان بریلوی، لاہور

۶۲- رسالہ مباحث امامت: مولانا پیر سید غلام محی الدین فقیر عالم قادری، حیدر آباد

۶۳- رشاقۃ الکلام فی حواشی اذاقۃ الاثام: امام احمد رضا محدث بریلوی، کراچی ۲۰۰۸ء

۶۴- روحانی خزائن ج ۲۲: مرزا غلام احمد قادیانی، ربوہ ۲۰۰۸ء

۶۵- سراج العوارف فی الوصایا والمعارف: سید نا شاہ ابوالحسین احمد نوری، لاہور

۶۶- سرور القلوب بذکر المحبوب: امام المتکلمین مفتی محمد نقی علی خان بریلوی، لاہور ۱۹۵۸ء

۶۷- شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان: حکیم مولانا محمود احمد برکاتی، لاہور

۶۸- طرد المتعبد عین عن مجالس المسلمین: مولانا پیر سید غلام محی الدین فقیر عالم قادری، مشمولہ تحفۂ حنفیہ، پٹنہ

۶۹- عرفان ایمان: مولانا عرفان علی قادری، مبارک پور ۲۰۰۱ء

۷۰- علامہ مولانا نقی علی خان: حیات اور علمی و ادبی کارنامے: ڈاکٹر محمد حسن قادری، کراچی ۲۰۰۵ء

۷۱- عمدۃ الفاتحہ فی ادلۃ جواز العرس والفاتحہ: مفتی محمد سلامت اللہ رام پوری

۷۲- غیر مقلدین کو دعوت انصاف ج ۲: محمد نعیم اللہ جان قادری، لاہور

۷۳- فتاوی السنۃ لالجام الفتنۃ: مولانا محمد عبدالرزاق المکی حیدر آبادی، بریلی ۱۳۱۴ھ

۷۴- فتاوی القدوۃ لکشف دفین الندوہ: مولانا محمد حسن رضا خان بریلوی، بریلی ۱۳۱۳ھ

۷۵- فتاویٰ بے نظیر در نفی مثل آں حضرت بشیر و نذیر: مولانا محمد عبد الغفار لکھنوی کان پوری لکھنؤ ۱۸۷۴ء

۷۶- فتاویٰ حامدیہ: مفتی محمد حامد رضا خان بریلوی، لاہور

۷۷- فتاویٰ علماے حنفیہ فی جواب استفتاے شمسیہ: مولانا محمد شمس الدین جالندھری نقش بندی، جالندھر ۱۳۱۰ھ

۷۸- فرائد النور فی جرائد القبور: صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، لاہور ۱۹۹۶ء

۷۹- فقہیات: مفتی محمد برہان الحق جبل پوری، مشمولہ ماہ نامہ الرضا بریلی، ربیع الاول ۱۳۳۹ھ

۸۰- فیروز اللغات: مولوی فیروز الدین، لاہور ۲۰۰۵ء

۸۱- قادیانی فتنہ اور علماے حق: مولانا محمد سعید احمد، ور جینا ۱۹۹۸ء

۸۲- کفایت اردو لغت: کراچی ۲۰۰۹ء

۸۳- کلیات مکاتیب رضا: ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی، لاہور ۲۰۰۵ء

۸۴- گیارھویں شریف: مفتی محمد سلامت اللہ رام پوری

۸۵- لطمۃ الغیب علی ازالۃ الریب: سید نصیر الدین نصیر گیلانی، اسلام آباد ۲۰۰۳ء

۸۶- مجموعہ رسائل اعلیٰ حضرت: مفتی جسٹس سید شجاعت علی قادری، کراچی

۸۷- مجموعہ رسائل نور و سایہ: امام احمد رضا محدث بریلوی، کراچی ۱۹۸۵ء

۸۸- مخرج عقاید نوری بہ جواب تحفۂ ظہوری: مولانا غلام دستگیر قصوری ۱۲۹۴ھ

۸۹- مقدمات: ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس، لاہور ۲۰۰۹ء

۹۰- مواہب ارواح القدس لکشف حکم العرس: علامہ سید محمد ظفر الدین بہاری، بہار ۱۹۹۲ء

۹۱- مجمع شریعت (جزو اول): مولانا حافظ محمد نجم الدین قادری، بریلی ۱۳۳۹ھ

۹۲- نگارستان لطافت: مولانا محمد حسن رضا خان بریلوی، لاہور

۹۳- ہدایۃ العنود الی مسئلۃ المفقود: مفتی محمد عمر الدین ہزاری، پٹنہ ۱۹۰۷ء

۹۴- ہدایۃ الغبی الی اسلام آباء النبی صلی اللہ علیہ وسلم: مولانا سید محمد عبد الغفار شاہ بنگلوری، لاہور ۱۹۳۳ء

رسائل و جرائد

۱- افکار رضا (سہ ماہی، ممبئی) جولائی تا دسمبر ۲۰۰۲ء، فروری ۲۰۰۵ء، اپریل تا جون ۲۰۰۵ء، اپریل تا جون ۲۰۰۷ء

۲- الرضا (ماہ نامہ، بریلی) ربیع الاول ۱۳۳۹ھ

۳- الفقیہ (ہفتہ وار، امرت سر) اکتوبر ۱۹۱۸ء

۴- اہل سنت کی آواز (سال نامہ، مارہرہ) اکتوبر ۱۹۹۹ء

۵- پاسبان (ماہ نامہ، الٰہ آباد) امام احمد رضا نمبر

۶- تجلیات رضا (سال نامہ، بریلی) ۲۰۰۶ء

۷- تحفۂ حنفیہ (ماہ نامہ، پٹنہ) محرم الحرام ۱۳۲۱ھ، شوال المکرم ۱۳۲۱ھ، ۱۳۰۱ھ (ج ۵ ش ۱۲)

۸- جہان رضا (ماہ نامہ، لاہور) فروری ۲۰۰۵ء

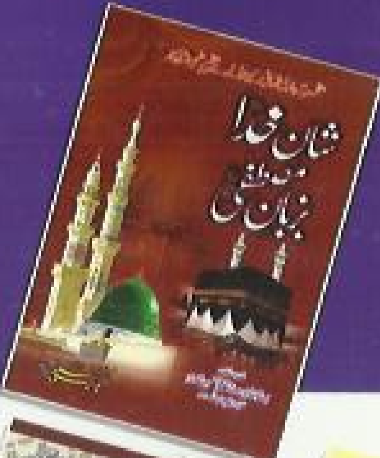
۹- سوے حجاز (ماہ نامہ، لاہور) جولائی ۲۰۱۲ء، اگست ۲۰۱۲ء

۱۰- معارف رضا (سال نامہ، کراچی) ۱۹۹۵ء، ۲۰۰۶ء

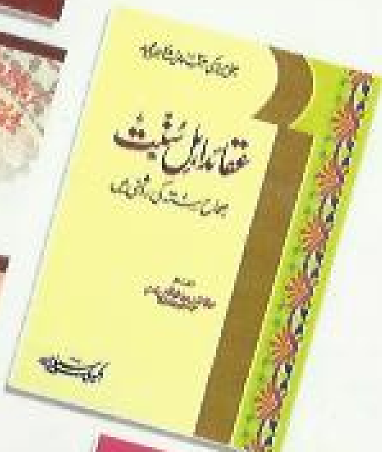
۱۱- نقطۂ نظر (شش ماہی، اسلام آباد) اکتوبر ۱۹۹۶ء، مارچ ۱۹۹۷ء

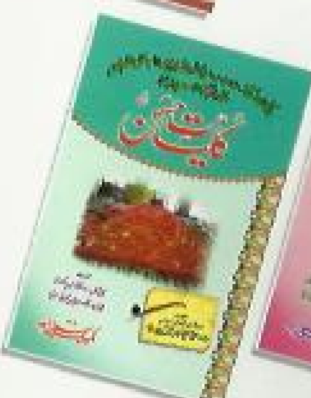
۱۲- یادگار رضا (سال نامہ، ممبئی) ۲۰۰۹ء

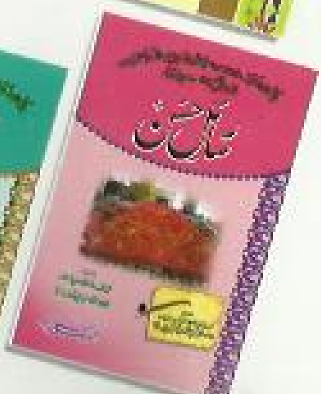
ہماری چند دیگر مطبوعات











ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 042 - 37352022